پاکستانی معیشت کی کیفیت

2020-21

بورڈ آف ڈائریکٹرز کی
دوسری سہ ماہی رپورٹ

بینک دولت پاکستان

اسٹیٹ بینک بورڈ آف ڈائریکٹرز

ڈاکٹر رضا باقر	گورنر اور چیئرمین
جناب کامران علی افضل	سیکریٹری، فنانس
جناب اعظم فاروق	رکن
جناب محمد سلیم سیٹھی	رکن
جناب علی جمیل	رکن
ڈاکٹر طارق حسن	رکن
جناب محمد منصور علی	کارپوریٹ سیکریٹری

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان

کراچی۔

03 جون 2021ء

محترم چیئر مین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)9A کے تحت، اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی جانب سے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21-2020ء مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص

رضا باقر

(ڈاکٹر رضا باقر)

گورنر

چیئر مین بورڈ آف ڈائریکٹرز

محمد صادق سنجرانی

چیئر مین

سینیٹ

اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی۔
03 جون 2021ء

جناب اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)9A کے تحت، اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی جانب سے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21-2020ء مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص

(ڈاکٹر رضا باقر)
گورنر
چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز

اسد قیصر
اسپیکر
قومی اسمبلی
اسلام آباد

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار :

ابواب	
1۔ عمومی جائزہ	عدنان قمر
2۔ حقیقی شعبہ	محمد مظہر خان، خرم اشفاق بلوچ، طلحہ ندیم، سرمد الٰہی، عطا اللہ عباسی
3۔ مہنگائی اور زری پالیسی	سجاول خان، فاطمہ خالق، جنید کمال، عمر مشہود
4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	اسما خالد، سید ذوالقرنین حسین، حرا غفار، محمد اجلال خان، رومیل احمد خان
5۔ بیرونی شعبہ	عدنان قمر، محمد عمر، محمد ادریس، سید علی رضا مہدی، محمد فرحان اکبر

خصوصی سیکشن

خصوصی سیکشن: پاکستان میں ایل این جی کا شعبہ – ڈی ریگولیشن اور ساختی اصلاحات کے ذریعے پائیداری کا حصول	اسما خالد، صباحت، احمد مبین

منتظم مطبوعہ: عدنان قمر

ڈائریکٹر: عمر فاروق ثاقب

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	مرتضیٰ سید (چیئرمین)، محمد علی چوہدری، عنایت حسین، سید عرفان علی، محمد علی ملک، سید ثمر حسنین، محمد جاوید اسماعیل، محمد فاروق عاربی، محمود الحسن خان اور عمر فاروق ثاقب
بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	محمد سلیم سیٹھی (چیئرمین)، اعظم فاروق

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے تحقیق، زری پالیسی، شماریات؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبۂ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

فہرست

ابواب

1 عمومی جائزہ 1

2 حقیقی شعبہ 7

2.1 معاشی نمو 7

2.2 زراعت 8

2.3 بڑے پیمانے کی اشیاسازی 14

2.4 خدمات 23

2.5 افرادی قوت کی مارکیٹ 27

3 زری پالیسی اور مہنگائی 33

3.1 پالیسی جائزہ 33

3.2 زری مجموعے 34

3.3 نجی شعبے کو قرضہ 40

3.4 مہنگائی 44

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ 51

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ 51

4.2 وفاقی محاصل 53

4.3 وفاقی اخراجات 59

4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں 63

4.5 سرکاری قرضہ 66

5 بیرونی شعبہ 73

5.1 عالمی اقتصادی پیش رفت 73

5.2 پاکستان کا بیرونی کھاتہ 74

5.3 شرحِ مبادلہ اور ذخائر 84

5.4 تجارتی کھاتہ 85

خصوصی سیکشن: پاکستان میں ایل این جی کا شعبہ – ڈی ریگولیشن اور ساختی اصلاحات کے ذریعے پائیداری کا حصول	**99**
ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح	131
فرہنگ	135
باکس 2.1 : کووڈ19 کے اثرات کی جانچ پر خصوصی سروے	27
باکس 3.1 : پاکستان کی رواں شرح بانڈ منڈی میں ہونے والی حالیہ تبدیلیوں کا جائزہ	36
باکس 5.1 : پاکستان کی برآمدات کے لیے جیوگرافیکل انڈی کیشنز (جی آئی) ٹیگنگ	87
باکس خ1.1: ایل این جی قدری زنجیر کی تفہیم	103
باکس خ1.2: گیس مارکیٹ کی لبرلائزیشن–جاپان کا کیس	105
باکس خ1.3: پاکستان میں ایل این جی خریداری کا طریقہ کار: ایک مختصر بیان، نظام الاوقات کے ساتھ	111

1 عمومی جائزہ

جو معاشی بحالی مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں نظر آنا شروع ہوئی تھی دوسری سہ ماہی میں مزید مضبوط ہوگئی (**جدول 1.1**)۔ کاروباری سرگرمیاں زیادہ تر روانی سے چلتی رہیں کیونکہ کووڈ کی دوسری لہر میں ملک میں نقل و حرکت پر اس طرح کی سخت پابندیاں لگانے کی ضرورت نہیں پڑی جیسی 2020ء کے اوائل میں لگائی گئی تھیں۔ خاص طور پر سال جوں جوں گذرا تو صنعتی پیداوار میں تیزی آئی اور خریف کی اہم فصلوں کے تخمینے – کپاس کے نمایاں استثنا کے ساتھ — اپنے اہداف سے تجاوز کر گئے۔ معاشی سرگرمی میں تیزی کی عکاسی شعبہ خدمات کے اظہاریوں اور کاروباری اعتماد میں مسلسل بہتری سے بھی ہوتی ہے۔ ساتھ ہی اس مدت کے دوران عمومی مہنگائی بھی اعتدال پر آگئی۔

یہ سازگار معاشی نتائج کووڈ 19 کی وبا کے بعد مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں متعارف کرائے جانے والے سیالیتی امداد کے اقدامات کے تسلسل اور مختلف شعبوں سے مخصوص مددگار پالیسیوں کے متعارف کرائے جانے کی بنا پر ممکن ہوئے۔ زری شعبے میں شرح سود کو پست سطح پر رہنے دیا گیا جس سے فرموں اور گھرانوں کو قرض کی مالکاری اور ادائیگی کو قابو میں کرنے میں مدد ملی۔ ساتھ ہی اسٹیٹ بینک نے اہم سرگرمیوں جیسے پے رول ادائیگیاں، معینہ سرمایہ کاری اور بیلنسنگ، ماڈرنائزیشن اینڈ ری پلیس منٹ (بی ایم آر) کو تقویت دینے کے لیے کئی ری فنانس اسکیمیں متعارف کرائیں جبکہ ضوابطی اقدامات سے قرضوں کی تشکیل نو اور اصل رقم کی واپسی کے التوا کا موقع ملا۔ ان اقدامات سے فرموں اور گھرانوں کے سیالیت کے مسائل کی شدت میں کمی آئی اور دیوالیہ پن کی روک تھام ہوئی۔ اس کے علاوہ صحت کے شعبے کے لیے ایک خصوصی مالکاری سہولت فراہم کی گئی۔ مجموعی طور پر کاروباری اداروں اور گھرانوں کے لیے ان اسکیموں سے تخمیناً جو رقوم فراہم کی گئیں وہ جی ڈی پی کے تقریباً 5 فیصد کے مساوی ہیں (**شکل 1.1**)۔

مزید برآں، برآمدات اور تعمیرات کے شعبوں کو بھی سہولت مہیا کی گئی۔ برآمد کنندگان کو موجودہ برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) میں اہلیت کے معیار کی توسیع، ریفنڈ کی ادائیگی کی رفتار میں تیزی اور برآمدی وصولیاں واپس

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

	مالی سال 20ء		مالی سال 21ء		
	سہ 2	شش 1	سہ 1	سہ 2	شش 1
شرح نمو (فیصد)					
ایل ایس ایم[الف]	0.1	-2.7	5.0	11.0	8.2
قومی ص اق[الف]	12.1	11.1	8.8	8.4	8.6
نجی شعبے کا قرض[ب]	3.5	3.2	-1.1	6.2	5.0
رسدِ زر (ایم ٹو)[ب]	4.5	5.2	1.2	4.3	5.6
برآمدات[ب]	7.4	4.6	-10.7	0.7	-4.8
درآمدات[ب]	-11.5	-15.2	-5.7	4.4	-0.5
شرحِ مبادلہ (+اضافہ/-کمی%)[ب]	1.0	3.3	1.4	3.7	5.1
ایف بی آر ٹیکس محاصل[ج]	2.7	5.0	2.2	2.6	4.9
پالیسی ریٹ (آخر مدت)[ب]	13.25	13.25	7.0	7.0	7.0
ارب امریکی ڈالر					
اسٹیٹ بینک ذخائر میں تبدیلی[ب]	3.4	4.1	0.02	1.3	1.3
ترسیلاتِ زر[ب]	5.9	11.4	7.1	7.1	14.2
پاکستان میں ایف ڈی آئی[ب]	0.8	1.4	0.5	0.4	0.9
زرِ مبادلہ قرضے (خالص)[ب]	4.2	5.3	0.02	1.5	1.5
فیصد جی ڈی پی					
مالیاتی توازن[د]	-1.7	-2.4	-1.1	-1.4	-2.5
بنیادی توازن[د]	0.002	0.7	0.6	0.2	0.7
جاری کھاتے کا توازن[ب]	-2.6	-2.6	1.3	0.5	0.9

ماخذ: [الف] پاکستان دفتر شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک؛ [ج] وفاقی بورڈ آف ریونیو اور [د] وزارت خزانہ

شکل 1.1: اسٹیٹ بینک کے اہم امدادی اقدامات کا سیالیتی اثر (15 مارچ 2021ء) تک*

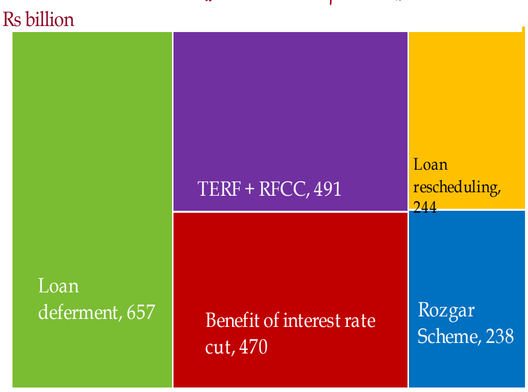

* The overall size of SBP support is Rs 2,101 billion.
TERF: Temporary Economic Refinance Facility
RFCC: Refinance Facility for Combating Covid-19
Source: State Bank of Pakistan

شکل 1.2: طلبی اظہاریوں کی نمو

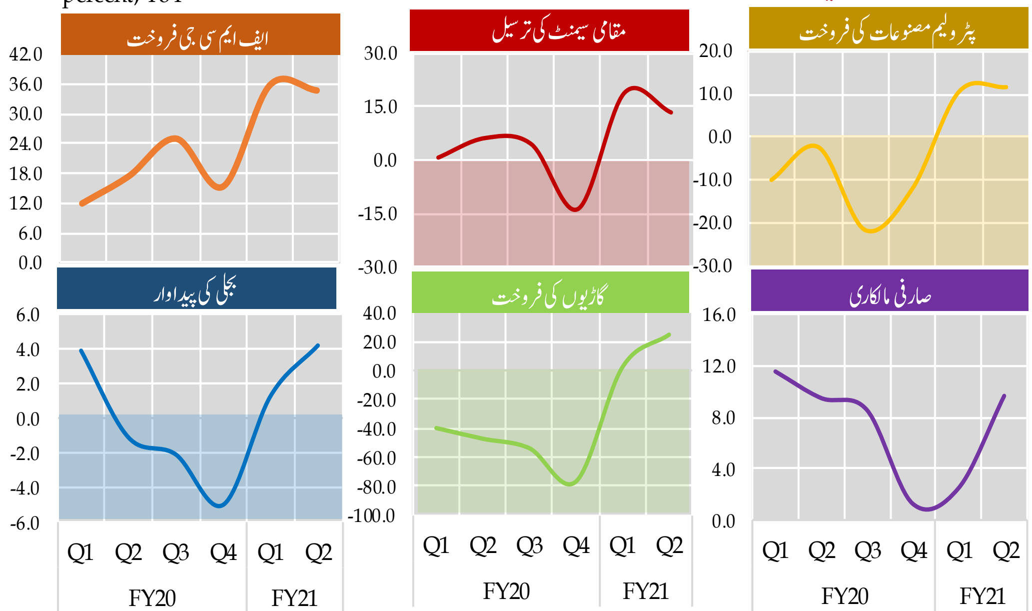

* FMCG Sales are based on the financials of 19 listed companies.

Source: SBP, APCMA, PAMA, OCAC, NEPRA & Corporate reports (various issues)

لانے کے لیے اضافی مہلت کی امداد فراہم کی گئی۔ اس دوران اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو دسمبر 2021ء تک اپنے ہاؤسنگ اور تعمیرات کے قرضے مجموعی نجی شعبے کے قرض جزدان کے 5 فیصد تک بڑھانے کے لیے لازمی اہداف دیے۔

علاوہ ازیں ضابطہ کاری کے حوالے سے جو کاوشیں کی گئیں ان کا مقصد ضروری طبی آلات اور سامان کی بروقت درآمد میں سہولت دینے کے لیے درآمدی طریقہ ہائے کار کو آسان بنا کر شعبہ صحت کو بڑھاوا دینا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ بینکوں کو فرموں اور افراد کی قرض کی ہنگامی ضروریات پوری کرنے میں مدد دینے کے لیے میکروپروڈنشل ضوابط میں بھی ردوبدل کی گئی جن میں کیپٹل کنزرویشن بفر سے متعلق ضوابط بھی شامل ہیں۔

مالیاتی شعبے میں مجموعی یکجائی کے باوجود بدفی امداد نمایاں تھی جو تعمیرات کی صنعت کے لیے ٹیکس رعایات، زیر التوا ریفنڈز کی ادائیگی کے علاوہ توانائی کے نرخوں پر رعایات، درآمد شدہ خام مال پر ٹیکس مستثنیات اور سبسڈیز اور اضافی کم از کم امداد ی قیمتوں کے توسط سے کاروباری اداروں اور کاشتکاروں کی خام مال کی لاگت کم کرنے کے لیے ایک وسیع تر پالیسی کاوش کی شکل میں تھی۔ گھرانوں کے اخراجات کو قائم رکھنے کی خاطر معاشی طور پر کمزور طبقات کے لیے براہِ راست نقد امداد بھی زیر جائزہ مدت کے کچھ عرصے کے دوران جاری رکھی گئی۔

اس مربوط پالیسی امداد سے مالی سال 21ء کے آغاز سے نقل و حرکت پر عائد پابندیوں میں بتدریج نرمی کے بعد فرموں کو صنعتی خام مال اور صارفی اشیا کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے میں انتہائی مدد ملی۔ معاشی سرگرمیوں کی بحالی کے ساتھ سیمنٹ، پیٹرولیم مصنوعات اور عارضی صارفی مصنوعات (FMCGs) کی فروخت نیز بجلی کی پیداوار سب میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بلند سال بسال نمو درج کی گئی (**شکل 1.2**)۔ ساتھ ہی پاکستان کی برآمد کردہ اہم مصنوعات ، خصوصاً بلند قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل اشیا، غیر باستی چاول ، سیمنٹ اور ادویہ سازی کی مصنوعات، کی بیرونی طلب بھی بحال ہوگئی جس کے نتیجے میں ان صنعتوں کے برآمدی حجم میں نمایاں اضافہ ہوا۔ طلب کی سازگار ملکی اور بیرونی حرکیات کی

وجہ سے درآمد شدہ خام مال جیسے لوہے اور فولاد، کیمیکلز، پلاسٹک، صنعتی ایندھن اور کپاس کے لیے مقامی فرموں کی ضرورت بھی بڑھ گئی۔

اس بڑھتی ہوئی سرگرمی کو پورا کرنے کے لیے فرموں کی قرض کی ضروریات میں بھی اضافہ ہوا، خصوصاً دوسری سہ ماہی میں۔ مجموعی طور پر مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں نجی شعبے کو قرض سال بسال بنیاد پر تقریباً دگنا ہوگیا اور دوسری سہ ماہی میں قرض کی تقسیم نے پہلی سہ ماہی کی واپسی کا اثر بالکل زائل کردیا۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک کی ری فنانس اسکیموں نے اہم کردار ادا کیا کیونکہ ان اسکیموں کا استعمال گذشتہ سال سے کافی زیادہ تھا۔ ٹیکسٹائل اور چاول کی صنعتوں نے اپنی بیشتر مختصر مدتی قرض کی ضروریات کے لیے برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) کو استعمال کیا۔ جہاں تک معینہ سرمایہ کاری قرضوں کا تعلق ہے، کئی صنعتوں نے اپنی گنجائش میں توسیع اور بی ایم آر کے لیے طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) بشمول عارضی معاشی ریلیف سہولت (ٹی ای آر ایف) استعمال کی۔ اس دوران صارفی مالکاری بھی پچھلے برس کی نسبت بڑھ گئی۔ ذاتی اور کار فنانسنگ میں خاصے اضافے کے علاوہ مکاناتی قرضوں میں بھی پھر دلچسپی لی جانے لگی۔

اہم بات یہ ہے کہ اقتصادی سرگرمی میں اضافہ اور سہولتی پالیسیاں معاشی عدم توازن کے بڑھنے پر منتج نہیں ہوئیں۔ اوّل، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں ملک کا بیرونی کھاتہ خاصا بہتر ہوگیا کیونکہ ترسیلاتِ زر میں 24.9 فیصد اضافہ اور خدمات و بنیادی آمدنی کے خساروں میں سکڑاؤ تجارتی خسارے میں 4.4 فیصد اضافے کی تلافی کرنے کے لیے کافی تھا۔ نیتجتاً اس مدت کے مسلسل پہلے پانچ مہینوں میں جاری کھاتہ فاضل رہا اور مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کا مجموعی فاضل 1.2 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ جہاں تک بیرونی فنانسنگ کا تعلق ہے، کثیر فریقی، دوطرفہ اور کمرشل ذرائع سے رقوم دستیاب تھیں جبکہ جی 20 کے ڈیٹ سروس سسپنشن انی شیٹو (ڈی ایس ایس آئی) نے رقوم کی واپسی کا بوجھ کم کرنے میں مدد دی۔ اس طرح جاری کھاتے کے فاضل کے ہمراہ زرِ مبادلہ کی دستیاب رقوم مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں 1.3 ارب ڈالر کے اضافے اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قیمت میں 5.1 فیصد اضافے کا سبب بنی۔

دوم، مالیاتی کھاتے میں بھی بہتری کے آثار دکھائی دیے اور معیشت کی رفتار تیز ہونے پر ٹیکس محاصل پچھلے سال کی نسبت بڑھ گئے۔ ٹیکس کی وصولیاں درآمدات پر انحصار کرنے والے شعبوں جیسے فولاد، پیٹرولیم مصنوعات، خوردنی تیل، چائے اور گاڑیوں کی وجہ سے بڑھیں۔ ان تمام اشیا کے درآمدی حجم اور قیمتیں (روپے میں) گذشتہ برس سے زیادہ تھیں اور دوران مدت وصولیاں بڑھانے میں معاون رہیں۔ مجموعی محاصل میں براہِ راست ٹیکس کا حصہ بھی پچھلے سال سے زیادہ رہا۔ ان ذرائع حاصل ہونے والے بلند تر محاصل نے بیشتر خام مال درآمدات کی کسٹم ڈیوٹی پر رعایات کے اثر کی تلافی کردی۔ اسی طرح اخراجات کے حوالے سے غیر سودی خرچ دونوں سہ ماہیوں میں کم ہوا جن میں ترقی، دفاع، پنشن اور شہری حکومت کے انتظام کے مصارف شامل ہیں۔ نتیجے کے طور پر مالی سال 21ء کی دونوں سہ ماہیوں میں بنیادی توازن فاضل رہا جبکہ مجموعی مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کی فیصد کے لحاظ سے تقریباً پچھلے سال کی سطح پر رہا۔

اس دوران مہنگائی کے حوالے سے، مجموعی قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں گر کر 8.6 فیصد ہوگئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 11.1 فیصد تھی۔ یہ نتیجہ شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں زیادہ تر نرخوں کے مضمر دباؤ–جس کا اظہار قوزی گرانی سے کیا جاتا ہے– میں کمی کی عکاسی کرتا ہے۔ قوزی گرانی میں یہ کمی شرح مبادلہ میں قدرے استحکام آنے، توانائی کی قیمتوں میں دوران مدت کمی اور اضافی استعداد کی موجودگی کی بنا پر ممکن ہوئی۔ ان تمام عوامل نے فرموں کی خام مال کی لاگت کو زیادہ بڑھنے سے روکے رکھا۔

بہر حال مجموعی معاشی اظہاریوں میں اس بہتری کے باوجود چند رجحانات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ اوّل، اگرچہ مالی سال 21ء کے لیے قومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی ابھی تک پچھلے سال سے کم ہے اور اسٹیٹ بینک کی 9-7 فیصد کی پیش گوئی کے اندر ہے تاہم کئی زرعی اجناس خصوصاً غذائی اشیا میں رسدی حوالے سے مشکلات حالیہ مہنگائی کے نتائج کو تحریک دینے میں زیادہ نمایاں ہوگئی ہیں۔ مثال کے طور پر اگرچہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران شہری اور دیہی علاقوں میں عمومی مہنگائی بالترتیب 7.3 فیصد اور 10.6 فیصد تھی تاہم غذا اور غیر الکحلی مشروبات کی مہنگائی کافی زیادہ تھی (بالترتیب 14.0 فیصد اور 16.2 فیصد)۔ چنانچہ اہم اجناس کے ذخائر

پر درست اور بروقت اعداد و شمار کی دستیابی کو یقینی بنانے اور خردہ سطح پر قیمتوں کی نگرانی کے لیے مؤثر رسدی انتظام اور بروقت انتباہ کے نظام کو نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت لازمی اجناس کی درآمد میں تاخیر کا باعث بننے والی رکاوٹوں سے نمٹنے اور وفاقی اور صوبائی محکمہ ہائے خوراک کے مابین بہتر رابطہ کاری کو یقینی بنائے۔[1]

دوم، قرضے کی واپسی بدستور چیلنج ہے کیونکہ ملک میں محاصل کی پیداوار اس وقت مارک اپ ادائیگیوں کی بڑی مقدار کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں سودی ادائیگیوں کا تقریباً 23 فیصد جمع شدہ بنیادی فاضل سے پورا کیا گیا جبکہ بقیہ کے لیے اضافی قرض لیا گیا۔ اس سے محاصل کی اساس کو وسیع کرنے کی ضرورت ظاہر ہوتی ہے خصوصاً دستاویزیت کی جاری مہم کو تیز کرکے اور ٹیکس وصولی میں رساؤ کو دور کرکے۔

اور سوم، معاشی سرگرمی میں تیزی آنے کے بعد اور اجناس کی عالمی سطح پر بڑھتی ہوئی قیمتوں کے باعث درآمدی دباؤ بڑھ رہا ہے۔ علاوہ ازیں ملکی منڈی میں زرعی اجناس، جیسے کپاس، چینی اور گندم، کی کمی کے باعث ان کی درآمد ضروری ہوگئی اور اس سے بھی مجموعی درآمدی ادائیگیوں میں اضافہ ہوا۔ ابھی تک ترسیلاتِ زر میں اضافہ ان ادائیگیوں کے اثرات زائل کر رہا ہے کیونکہ برآمدی وصولیاں اب بھی پچھلے برس سے کم ہیں۔

معاشی منظر نامہ[2]

اب جبکہ مالی سال 21ء آدھا گذر چکا ہے معاشی سرگرمی کی بحالی زیادہ نمایاں ہو رہی ہے۔ اس بنا پر امکان ہے کہ حقیقی جی ڈی پی نمو 2.1 فیصد کے حدف سے تجاوز کر جائے گی اور اسٹیٹ بینک نے مالی سال 21ء کے لیے اپنی حقیقی جی ڈی پی کی پیش گوئی بڑھا کر 3.0-2.0 فیصد کر دی ہے جو پہلے 2.0-1.5 فیصد تھی اور مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں دی گئی تھی (**جدول 1.2**)۔ اس نظرِ ثانی میں معاشی سرگرمیوں میں حالیہ رجحانات کا تسلسل بشمول کووڈ کی دوسری لہر پر مؤثر کنٹرول (**شکل 1.3**)؛ مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی میں ایل ایس ایم میں کووڈ کی پیدا کردہ مندی اور گندم کی پیداوار کے بہتر امکانات شامل ہیں۔ تاہم پہلے کی طرح پیش گوئی میں کمی کا خطرہ بنیادی طور پر تیسری لہر کے آغاز کے ساتھ کووڈ کیسوں کا پھر سر اٹھانا ہے جس کی بنا پر نقل و حرکت پر پھر پابندیاں لگانے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے لیے اسٹیٹ بینک کی پورے سال کی پیش گوئی میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی اور وہ 9-7 فیصد کی حدود میں ہے۔ اس میں اضافے کا خطرہ اجناس کی عالمی قیمتوں کے بڑھنے سے پیدا ہو سکتا ہے۔ ملک میں غذائی اشیا کے رسدی مسائل کے سنگین ہونے یا یوٹیلٹی نرخ بڑھنے سے بھی مہنگائی کے اعداد و شمار میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

اب جاری کھاتے کے خسارے کی پیش گوئی، جی ڈی پی کی 1.0-0 فیصد کی حدود میں ہے جبکہ قبل ازیں مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں 1.5-0.5 فیصد بتائی گئی تھی۔ تاہم زرِ مبادلہ کی وصولیوں اور ادائیگیوں کے حالیہ رجحان کی بنیاد پر ترسیلاتِ زر اور درآمدات کی پیش گوئیاں تبدیل کی گئی ہیں۔ ترسیلاتِ زر کی پیش

جدول 1.2: کلیدی معاشی اہداف اور پیش گوئیاں

	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء	
		ہدف[1]	اسٹیٹ بینک کی پیشگوئیاں
	فیصد نمو		
حقیقی جی ڈی پی	-0.4	2.1	2.0 -3.0
ص اق (اوسط)	10.7	6.5	7.0 - 9.0
	ارب ڈالر		
ترسیلاتِ زر	23.1	21.5	26.5 - 27.5
برآمدات (ایف او بی)	22.5	22.7	23.0 - 24.0
درآمدات (ایف او بی)	43.6	42.4	47.0 – 48.0
	فیصد جی ڈی پی		
مالیاتی خسارہ	8.1	7.0	6.5 - 7.5
جاری کھاتے کا خسارہ	1.7	1.6	0.0 - 1.0

ماٰخذ: [1]وزارت خزانہ، منصوبہ بندی کمیشن؛ [2]اسٹیٹ بینک

[1] تفصیلات کے لیے دیکھیے اسٹیٹ بینک کا اسٹاف نوٹ 20/02 بعنوان پاکستان کی غذائی منڈی میں نرخوں کے استحکام کا میکنزم: مسائل کی جانچ اور ممکنہ مشکلات (اپریل 2020ء)۔

[2] اس سیکشن بشمول جدول 1.2 میں دیا گیا معاشی تجزیہ اور پیش گوئیاں 30 اپریل 2021ء تک، جب اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے معیشت کی کیفیت برائے دوسری سہ ماہی رپورٹ مالی سال 21ء کی منظوری دی، تازہ ترین تھیں۔

شکل 1.3: پاکستان میں روزانہ سامنے آنے والے کووڈ کیسز کا رجحان*

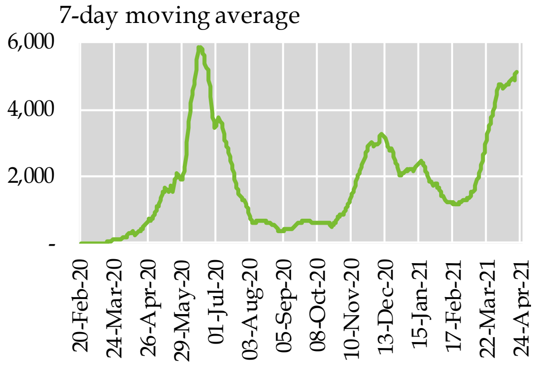

*As of April 27, 2021
Source: World Health Organization

گوئی دو بنیادی عوامل کی بنا پر لگ بھگ 10 فیصد بڑھادی گئی ہے۔ پہلا عامل تمام اہم راہداریوں میں رقوم کی آمد میں مسلسل اضافہ ہے حالانکہ ابتدا میں خدشات تھے کہ جب تارکین پاکستان واپس آئیں گے تو رقوم کم ہو سکتی ہیں۔ دوسرا عامل روزگار کے لیے بیرون ملک جانے والے پاکستانیوں کے رجحان میں خوش آئند تبدیلی ہے۔ دسمبر 2020ء میں پاکستان سے روزگار کے لیے ترکِ وطن کرنے والے افراد کی تعداد بڑھ گئی اور یہ رجحان تب سے جاری ہے (**شکل 1.4**)۔ علاوہ ازیں، کووڈ 19 کی تیسری لہر کے جواب میں بعض ترقی یافتہ معیشتوں میں نقل و حرکت پر دوبارہ

شکل 1.4: روزگار کے لیے بیرون ملک جانے والے پاکستانیوں کا رجحان

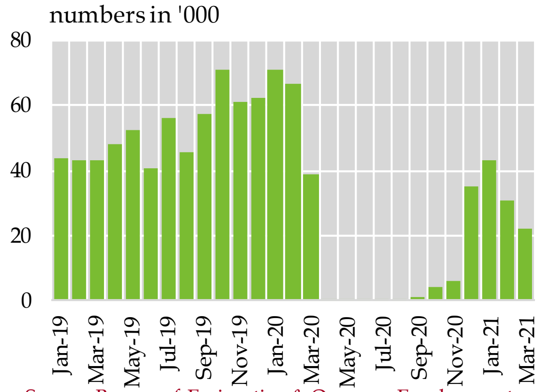

Source: Bureau of Emigration & Overseas Employment

پابندیاں عائد ہونے کے بعد سفری خدمات کی درآمدات میں زیادہ بڑی کمی کے باعث خدمات کا کھاتہ مزید بہتر ہونے کی پیش گوئی ہے۔

ساتھ ہی ساتھ درآمدی ادائیگیوں کے لیے اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں دی گئی پیش گوئیوں کے مقابلے میں لگ بھگ 9 فیصد بڑھ گئیں۔ پیش گوئی میں یہ اضافہ زیادہ تر معاشی سرگرمی کی رفتار، گندم اور چینی کی اضافی درآمدات اور اجناس خصوصاً خام تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے رجحان کی عکاسی کرتا ہے۔ عرب لائٹ کی قیمتیں اپنی آخرِ جون 2020ء کی سطح سے تیزی سے بڑھی ہیں اور اب کووڈ سے پہلے کی سطح کے قریب ہیں۔[3] چونکہ تمام توانائی مصنوعات –خام تیل، پیٹرولیم مصنوعات، ایل این جی اور کوئلہ— کے درآمدی حجم پہلے ہی پچھلے سال سے زیادہ ہیں اس لیے دسمبر 2020ء سے تیل کی قیمتیں درآمدی ادائیگیوں کے اضافے میں حصہ ڈال رہی ہیں۔

بیرونی شعبے میں ایک مثبت پیش رفت حال ہی میں آغاز کردہ روشن ڈجیٹل اکاؤنٹس (آر ڈی اے) میں بیرون ملک پاکستانیوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی ہے۔ یہ غیر مقیم پاکستانیوں کو ایک مکمل ڈجیٹل بینکاری حل فراہم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کا اقدام ہے جس کے ذریعے دور بیٹھے صارفین پاکستان میں متعدد بینکاری خدمات سے استفادہ کرسکتے ہیں نیز خصوصی حکومتی بانڈ (نیا پاکستان سرٹیفکیٹس)، اسٹاک مارکیٹ اور رئیل اسٹیٹ میں سرمایہ کاری کرسکتے ہیں۔ ان اکاؤنٹس کے ٹیکس کے امور بھی آسان ہیں اور رقوم مکمل طور پر قابل منتقلی ہیں۔ آر ڈی اے کے افتتاح کے پہلے سات ماہ کے اندر ان میں آنے والی رقم ایک ارب ڈالر سے تجاوز کر گئی ہے۔

مالیاتی شعبے میں بجٹ خسارے کے لیے اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی جس سے متوازن خطرات کی عکاسی ہوتی ہے۔ کمی کے حوالے سے عدالتِ عظمیٰ کے فیصلے کے بعد گیس انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی)

[3] عرب لائٹ کی قیمتیں آخرِ جون 2020ء (35.2 ڈالر فی بیرل) اور 7 اپریل 2021ء (61.7 ڈالر فی بیرل) کے درمیان 75.2 فیصد بڑھ چکی ہیں۔

کی ادائیگیوں کی وصولی مجموعی مالیاتی توازن کو بہتر بنائے گی۔[4] اس دوران اضافے کا خطرہ کچھ غیر میزانیہ اخراجات سے ابھر سکتا ہے جو مالی سال 21ء کے بقیہ عرصے میں حکومت کو اٹھانے پڑسکتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ مختلف انڈپینڈنٹ پاور پرڈیوسرز (آئی پی پیز) کے ساتھ حکومت کے حالیہ ایم او یوز ہیں جن پر کافی پیشگی ادائیگی کرنا پڑسکتی ہے۔ اگرچہ آئی پی پیز کے واجبات کی ادائیگی صحیح سمت میں ایک قدم ہے تاہم ملک کے ٹکڑوں میں بٹے ہوئے شعبہ توانائی کے لیے مربوط اور گہری اصلاحات کی بھی ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں اس رپورٹ میں پاکستان میں ایل این جی مارکیٹ کی حرکیات سے مختص ایک خصوصی سیکشن شامل کیا گیا ہے جس میں تفصیل سے اس موضوع پر بحث کی گئی ہے کہ موجودہ ضوابطی اور آپریشنل فریم ورک کس طرح درآمد شدہ جنس کی منصوبہ بندی، خریداری اور فراہمی کے حوالے سے موزوں ترین نتائج نہیں دے رہا۔ ایک مثبت پیش رفت یہ ہوئی ہے کہ حکومت نے حال ہی میں نجی شعبے کے درآمد کنندگان کو موجودہ ٹرمینلز کی اضافی گنجائش کا استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ نجی شعبے کی زیادہ شمولیت خریداری کے عمل کو درست کرکے اور مارکیٹ پر مبنی نرخوں کے تعین کو ممکن بناکر معیشت میں سستے ایندھن کے استعمال میں تیزی لائے گی اور رسدی زنجیر کی حرکیات کو ہموار کرے گی۔

لبِ لباب یہ ہے کہ مالی سال 21ء کی پہلی دو سہ ماہیوں کی صورت حال کو مد نظر رکھیں تو رواں مالی سال کا معاشی منظر نامہ بہتر ہوا ہے۔ موجودہ معاشی رفتار کو مزید تحریک آئندہ مہینوں کے دوران ویکسین کے کامیاب اجرا سے مل سکتی ہے۔ کاروباری اعتماد مسلسل بہتر ہو رہا ہے جیسا کہ آئی بی اے ایس بی پی سروے کے مارچ 2021ء تک کی جانے والی چار مسلسل لہروں میں مثبت احساسات کے بلند ہونے کے تسلسل سے ظاہر ہوتا ہے۔ آخراً، آئی ایم ایف کے پروگرام کی بحالی سے متوقع طور پر اضافی بیرونی فنانسنگ کی راہیں کھل جائیں گی اور ساختی اصلاحاتی ایجنڈا پر ملک کی پیش رفت کو بھی تقویت ملے گی۔

[4] سپریم کورٹ نے اپنے نومبر 2020ء کے فیصلے میں حکومت سے 60 ماہ کے عرصے میں جی آئی ڈی سی کے تحت واجب الادار قوم صنعتی اور تجارتی اداروں سے وصول کرنے کو کہا جبکہ پہلے 24 ماہ کا وقت دیا گیا تھا۔

2 حقیقی شعبہ

3.1 عمومی جائزہ

مالی سال21ء میں معاون زری پالیسی ، بروقت مالیاتی اعانت اور کووڈ19 کے بحران پر قابو پانے کے لیے اسمارٹ لاک ڈاؤن کے نفاذ کے نتیجے میں معاشی سرگرمیاں بڑھ گئیں۔ مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں دیکھی گئی خام بحالی دوسری سہ ماہی میں زیادہ پختہ ہو گئی۔ صنعت میں غذائی پروسیسنگ اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے تعمیرات سے منسلک اجزا میں زیادہ نمو ہوئی۔ زراعت کے شعبے میں موسم ربیع کے خام مال اور گندم کی فصل کی بوائی کے رقبے کے ابتدائی اعدادوشمار حوصلہ افزا ہیں۔ خدمات کے شعبے میں تیزی کو اجناس کے پیداواری شعبوں سے فائدہ پہنچا اور اس کے ساتھ پراکسی اظہاریے مجموعی بہتری کے عکاس ہیں۔ اسی طرح ، صوبائی صنعتی سروے مینوفیکچرنگ روزگار میں اضافے کے عکاس ہیں ، جو بظاہر بحال ہو کر کووڈ سے پہلے کی سطح کو چھونے کی راہ پر گامزن ہے۔

2.1 معاشی نمو

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں معیشت اپنی کووڈ سے پہلے کی سطح دوبارہ حاصل کرنے کے لیے تیار تھی۔ صنعت میں اس کی عکاسی بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی سرگرمیوں میں تیزی اور پنجاب اور سندھ میں مینوفیکچرنگ شعبے کے روزگار کے اعدادوشمار کی کووڈ سے پہلے کی سطح پر بحالی سے ہوتی ہے۔ زراعت میں خریف کی بیشتر فصلیں گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ بہتر کارکردگی دکھانے کی راہ پر گامزن رہیں۔ پراکسی اظہاریوں کی بنیاد پر خدمات کے شعبے کے امکانات بھی مالی سال20ء کی آخری سہ ماہی کی نسبت حوصلہ افزا تھے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں ملک وبا کی دوسری لہر سے گذرا، جو معاشی بحالی کے لیے چیلنج بن گئی۔ اس سے قطع نظر، حکومت نے ابھرتے ہوئے تقاضوں کے مطابق اپنے لاک ڈاؤن کے طرز فکر کو بہتر بنایا۔ خصوصاً، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں سخت لاک ڈاؤن کے پہلے مرحلے میں وائرس کا پھیلاؤ محدود کرنے کے بعد حکومت نے اسمارٹ اور مائیکرو لاک ڈاؤن اختیار کیا تاکہ معاشی سرگرمیوں میں محتاط انداز سے اضافے کی اجازت دی جا سکے۔ مزید برآں، حکومت نے اضافی تحریک دینے کے لیے تعمیرات اور زرعی شعبوں کو پیکیج دیے جبکہ سیلز ٹیکس ری فنڈز کی پروسیسنگ میں بھی تیزی لائی گئی۔

مرکزی بینک نے بھی اپنے طور پر مارچ 2020ء سے سرگرم کردار ادا کیا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے معاشی بحالی کی رفتار بڑھانے کے لیے مختصر مدت میں اپنے پالیسی ریٹ کو625 بیسس پوائنٹس کم کیا۔ سرمایہ کاری اور پیداواری سرگرمیوں کو قلیل اور طویل مدتی رعایتی فنانسنگ اسکیموں بشمول عارضی معاشی ری فنانس سہولت (ٹی ای آر ایف) اور برآمدی مالکاری اسکیموں کی حد میں توسیع سے بھی تقویت ملی۔ اسٹیٹ بینک کی روزگار اسکیم سے بھی ملازمتوں کو برقرار رکھنے کے لیے بروقت مالی اعانت فراہم ہوئی اور لاکھوں ملازمتوں کو تحفظ دینے میں مدد ملی۔

ان مربوط اقدامات سے معاشی بحالی کو تقویت ملی، جو مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں شروع ہوئی اور دوسری سہ ماہی میں مستحکم ہوگئی۔ صنعتی شعبے کی بحالی قابل ذکر تھی کیونکہ اس میں مالی سال14ء کے بعد سے بلند ترین نمو درج کی گئی، جس میں غذائی پروسیسنگ اور تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی بہتری نے اہم کردار ادا کیا۔ غذائی پروسیسنگ کے شعبے نے چینی، تمباکو اور آٹا پیسنے کے ذیلی شعبوں میں توسیع کے بل بوتے پر اس مدت میں متاثر کن نمو درج کی۔ اسی طرح کووڈ کی بلند ترین سطح کی مدت میں حکومت کی جانب سے جلد بحالی کے لیے اعلان کردہ تعمیراتی پیکیج کا بھی اس شعبے پر مثبت اثر مرتب ہوا۔ علاوہ ازیں، برآمدی نوعیت کی صنعتوں خصوصاً، ٹیکسٹائل کے شعبے نے بھی حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے کیے گئے مربوط پالیسی اقدامات کے جواب میں اچھی کارکردگی دکھائی۔ اس کے ساتھ سال گزرنے کے دوران گاڑیوں کے شعبے کی رفتار میں اضافہ ہوا اور اس کی پیداوار میں نمو مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں مثبت ہوگئی۔

زرعی شعبے میں زیر کاشت رقبے میں اضافے کی وجہ سے کپاس کے علاوہ خریف کی فصلیں گذشتہ برس کی پیداواری سطح سے تجاوز کر چکی ہیں۔ کپاس کی پیداوار کے تخمینوں پر نظر ثانی کرتے ہوئے انہیں کم کر کے 7.7 ملین گانٹھیں کر دیا گیا، جس کا سبب مالی سال 82ء کے بعد سے زیر کاشت رقبے کے نچلی ترین سطح پر آنے کے ساتھ پیداوار یافتوں میں کمی ہے۔ ربیع کی فصلوں کے لیے عمومی لحاظ سے اور گندم کے لیے خصوصاً حکومت نے کھاد، پھپھوندی کش اور گھاس پھونس کے خاتمے کی ادویات پر زراعانت کے ساتھ گندم کی امدادی قیمت میں اضافے پر مشتمل ایک جامع پیکیج دیا۔ ملک میں گندم کی پیداوار میں عام طور پر تقریباً تین چوتھائی حصہ رکھنے والے صوبے پنجاب میں گندم کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کے ابتدائی اعدادوشمار سے پتہ چلتا ہے کہ پالیسی اقدامات سے فصلوں کے شعبے کو مزید تقویت ملے گی۔

اجناس کے پیداواری شعبے کے بہتر نتائج اور بین الاقوامی تجارت میں اضافے کے خدمات کے شعبے میں خصوصاً تھوک اور خردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ کے اجزا پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ خصوصاً، ٹرانسپورٹ کے شعبے میں کمرشل گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں نمو سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹرانسپورٹ سے متعلق خدمات بحال ہو رہی ہیں۔ انٹرنیٹ کے استعمال میں اضافے سے پتہ چلتا ہے کہ ٹیلی کام کے شعبے میں بہتری آئی ہے اور یہ شعبہ تمام شعبوں کو گھر سے کام (WfH) کے انتظامات میں بھی سہولت مہیا کر رہا ہے۔

زیر جائزہ مدت میں مینوفیکچرنگ صنعت کے روزگار کے اعدادوشمار نے پچھلے سخت لاک ڈاؤن میں کمی کے مقابلے میں بہتری کی علامات دکھانا شروع کر دی ہیں۔ سندھ اور پنجاب کے مینوفیکچرنگ شعبوں کے روزگار کے ڈیٹا کی بنیاد پر افرادی قوت کی منڈی کووڈ وبا کی دوسری لہر کے باوجود ان دونوں صوبوں میں کووڈ سے پہلے کی سطح کو چھو رہی ہے؛ اس پیش رفت کو بنیادی طور پر اسمارٹ لاک ڈاؤن پر منتقلی سے مدد ملی ہے۔ اسٹیٹ بینک کے کاروباری اعتماد سروے کی دسمبر 2020ء کی لہر میں روزگار کا اشاریہ مستحکم رہا جبکہ اکتوبر 2020ء کے سروے میں یہ بحالی کی علامات کا عکاس تھا اور کووڈ سے پہلے کی سطح پر پہنچ گیا تھا۔ مزید برآں، پنجاب میں دواسازی، کھاد، سوتی ٹیکسٹائل اور سگریٹ سازی سے وابستہ کارکنوں کی اجرتوں میں اضافہ درج کیا گیا۔

2.2 زراعت

زیر جائزہ مدت میں ربیع کے موسم کے ابتدائی امکانات بڑی حد تک مثبت تھے۔ خام مال کے لحاظ سے موسم کی اہم فصل گندم کے امکانات کو خام مال پر زراعانت اور امدادی قیمت میں اضافے سے فائدہ پہنچا۔ مزید برآں، آبپاشی کے لیے پانی کی فراہمی اور بارشوں کے اوقات بڑی حد تک سازگار رہے۔ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران زرعی قرضوں کی تقسیم میں گذشتہ برس کے مقابلے میں اضافہ ہوا، جس سے کولڈ اسٹوریج کی سہولتوں جیسے ترقیاتی مقاصد کے لیے فارم شعبے کے قرضوں میں اضافے کی عکاسی ہوتی ہے۔

خام مال

خام مال کے لحاظ سے دوسری سہ ماہی میں شعبہ زراعت کو پالیسی اعانت ربیع کی فصل خصوصاً گندم کے لیے وزیر اعظم کے پیکیج سے ملی۔ پیکیج کی اہم خصوصیات میں کھاد (ڈی اے پی، فاسفیٹ اور پوٹاش) کی فی 50 کلوگرام بوری پر 1,000 روپے کی زراعانت کے ساتھ ساتھ گھاس پھونس کش ادویات پر فی ایکڑ 250 روپے اور پھپھوندی کش ادویات پر 150 روپے فی ایکڑ زراعانت شامل ہیں۔ پیکیج کے علاوہ ای سی سی نے گندم کی کم از کم امدادی قیمت کو فی 40 کلوگرام بوری پر گذشتہ برس کے 1,400 روپے سے بڑھا کر حالیہ سیزن کے لیے 1,650 روپے کر دیا۔[1]

ڈی اے پی کھاد پر زراعانت نے اس کے استعمال پر مثبت اثرات مرتب کیے۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں ڈی اے پی کی اوسط ملکی قیمت (علاوہ زراعانت) گذشتہ برس کی نسبت 2.3 فیصد زیادہ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈی اے پی کو درآمد کیا جاتا ہے اور اس کی ملکی قیمت عالمی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوتی ہے، جن میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں اضافہ دیکھا گیا (**شکل 2.1**)۔

[1] ماخذ: فنانس ڈویژن، حکومت پاکستان، پریس ریلیز نمبر 396، بتاریخ 06 نومبر 2020ء۔

شکل 2.1: ڈی اے پی کی قیمتیں

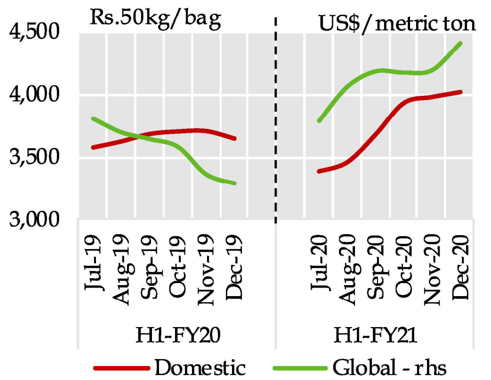

Source: NFDC; World Bank

اس سے قطع نظر ڈی اے پی پر زراعانت کو کاشت کاروں میں براہ راست تقسیم کیا گیا، جس کے نتیجے میں اس کا استعمال بڑھ گیا۔[2] خصوصاً، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں ڈی اے پی کا استعمال 1.57 ملین ٹن رہا جو گذشتہ برس 1.39 ملین ٹن استعمال کے مقابلے میں 13 فیصد زیادہ تھا۔

جنوری 2020ء میں اقتصادی رابطہ کمیٹی کی جانب سے کاشت کاروں کو سستی کھاد کی فراہمی کے لیے گیس انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) کی مد میں 400 روپے واپس لینے کے فیصلے کے بعد یوریا کی قیمتوں میں فروری 2020ء سے اعتدال آ گیا۔ نتیجتاً، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں یوریا کی قیمتیں سال بسال بنیادوں پر 14.6 فیصد کم رہیں، جس سے اس مدت میں 3.4 ملین ٹن کھاد کی فروخت میں مدد ملی۔[3]

قرضوں کے لحاظ سے زرعی قرضوں کی مجموعی تقسیم مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں گذشتہ برس کے مقابلے میں تھوڑی سی زیادہ رہی (**جدول 2.1**)۔ خصوصاً، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں بہتری فارم شعبے کو ترقیاتی قرضوں کی بلند تقسیم سے ممکن ہوئی۔ اس ذیلی جز میں سرد خانوں کے قیام کے لیے حاصل شدہ قرضوں میں اضافہ شامل تھا، جس سے خصوصاً تلف پذیر اشیا کو محفوظ بنانے اور ان سے منسلک نقصانات اور قیمتوں میں تغیر پذیری کم ہو گئی۔ اس کے برعکس مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران بلند معیار کے بیجوں کی پروسیسنگ سے وابستہ فرموں کی جانب سے 5.0 ارب روپے کے قرضوں کا استعمال سال بسال بنیادوں پر کم تھا، البتہ مطلق لحاظ سے یہ خاصی رقم تھی۔ یہ بات اہمیت کی حامل ہے کیونکہ بیج پروسیسنگ کرنے والی فرمیں معیاری اور توثیق شدہ بیجوں کی دستیابی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، جبکہ معیاری بیجوں کی دستیابی میں کمی کپاس جیسی فصلوں کی کم یافت سے منسلک ہوتی ہے۔

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں غیر فارم شعبے کے قرضوں میں مرغبانی کے جز کو قرضوں کی فراہمی کم رہی۔ مالی سال 21ء میں اسے جزوی طور پر مرغبانی مصنوعات کی کم طلب سے منسوب کیا گیا کیونکہ کووڈ کی وجہ سے شادی ہالوں میں شادیوں اور بڑے عوامی اجتماعات اور ان میں شریک افراد کی تعداد میں کمی آ گئی تھی۔[4] تاہم اس سے اگلی سہ ماہی میں طلب کسی حد تک بحال ہو گئی اور مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں مرغبانی جز کے قرضوں کی سطح سال بسال بنیادوں پر کم رہی۔ اس میں رسدی عوامل نے اہم کردار ادا کیا کیونکہ مرغبانوں کو لاک ڈاؤن کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑا تھا اور وہ قرض کے حصول کے معاملے میں قدرے زیادہ محتاط تھے۔[5]

پانی کی دستیابی کے لحاظ سے مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں آبپاشی کے پانی کی رسد گذشتہ برس کی اسی مدت اور پچھلے پانچ برسوں کے دوران دوسری سہ ماہی کی اوسط دستیابی کے مقابلے میں تھوڑی سی زیادہ رہی (**شکل 2.2**)۔ مالی سال 21ء کی

---

2 پنجاب میں زراعانت کھاد کی بوری میں چھپے ہوئے واؤچرز کے ذریعے تقسیم کیا گیا۔ رجسٹرڈ کاشت کار اپنے کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ کے ہمراہ خفیہ واؤچر نمبر ایک مختصر کوڈ پر بھیج کر نامزد بلا دفتر بینکاری آپریٹروں سے زراعانت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح، زراعانت کا فائدہ ڈی اے پی کھاد کی مارکیٹ میں قیمت کو متاثر کیے بغیر براہ راست کاشت کاروں کو منتقل کیا گیا۔

3 خصوصاً، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں یوریا کا استعمال 3.368 ملین ٹن رہا، جو مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے 3.340 ملین ٹن کے مقابلے میں 0.8 فیصد زیادہ ہے۔

4 مرغبانی کے جز میں کم طلب کی عکاسی مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 14.5 فیصد کی سال بسال ارزانی سے ہوتی ہے، جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں 44.4 فیصد مہنگائی درج کی گئی تھی۔

5 منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ 2020ء کے آخری چند مہینوں میں مرغبانی کے تقریباً 30 تا 35 فیصد فارم بند رہے۔

دوسری سہ ماہی میں گندم اگانے والے بارانی علاقوں میں بارشیں بروقت وقفوں سے ہوئیں، جو گندم کے پیداواری امکانات کے لیے خوش آئند ہے۔[6]

پیداوار

کپاس۔دوسرے تخمینے

کپاس کی فصل کے دوسرے تخمینوں سے نشاندہی ہوتی ہے کہ اس کی پیداوار مالی سال 86ء کے بعد سے کم ترین سطح پر تھی (**جدول 2.2**)۔[7] یہ کمی خاص طور پر پنجاب میں زیادہ نمایاں تھی جہاں گذشتہ سیزن کے مقابلے میں پیداوار تقریباً 22 فیصد کمی کے ساتھ 4.9 ملین گانٹھوں پر آگئی۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء میں خاصی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، کپاس کے زیر کاشت 2.2 ملین ہیکٹر زرقبہ مالی سال 82ء کے بعد سے کم ترین درج کیا گیا تھا۔ وقت گذرنے کے ساتھ کپاس کی کاشت کے رقبے میں کمی اس بات کی علامت ہے کہ گنے اور چاول جیسی دیگر اہم فصلوں کے مقابلے میں کپاس کی مسابقت کم ہو رہی ہے۔ کپاس اگانے والے دونوں اہم صوبوں پنجاب اور سندھ میں یافتیں مسلسل کم ہو رہی ہیں اور خریف مالی سال 21ء کے دوران مون سون کی شدید بارشوں نے یافتوں پر بھاری اثرات مرتب کیے۔

جدول 2.1: زرعی قرضوں کی تقسیم

ارب روپے

	پہلی سہ ماہی۔م س20ء	پہلی سہ ماہی۔م س21ء	دوسری سہ ماہی۔م س20ء	دوسری سہ ماہی۔م س21ء ع	پہلی ششماہی م س20ء	پہلی ششماہی م س21ء ع
فارم کا شعبہ						
الف۔پیداوار	103.8	113.9	175.6	175.7	279.4	289.6
ب۔ترقیاتی	9.3	5.6	13.2	34.1	22.5	39.7
جس میں:						
i۔بلند معیار کے حامل بیج کی پروسیسنگ	1.1	1.0	5.8	5.0	6.9	6.0
ii۔ذخیرہ کاری	0.8	1.0	0.5	1.9	1.3	2.9
Iii۔ٹریکٹر	0.7	0.6	0.8	1.0	1.5	1.6
ج۔مجموعی فارم شعبہ (الف+ب)	113.1	119.5	188.8	209.8	301.9	329.3
غیر فارم شعبہ						
گلہ بانی/ڈیری	77.8	71.2	81.1	89.6	158.9	160.8
مرغبانی	64.3	49.5	62.9	52.5	127.2	102
دیگر	8.1	14.4	18.3	10.4	26.4	24.8
د۔مجموعی غیر فارم شعبہ	150.2	135.1	162.3	152.5	312.5	287.6
مجموعی زرعی (ج+د)	263.3	254.7	351.1	362.3	614.4	617

ع۔عبوری

ماخذ: بینک دولت پاکستان

6 ماخذ: سپارکو' پاکستان: سیٹلائٹ پر مبنی فصل کی نگرانی کا نظام' بلیٹن، والیم XI، اجرا 01، سیریل نمبر 121، جنوری 2021ء۔

7 کپاس کے تخمینوں پر مزید نظر ثانی ممکن ہے کیونکہ 15 مارچ 2021ء تک فیکٹریوں میں کپاس کی آمد تقریباً 5.6 ملین گانٹھیں رہی، جو 15 مارچ 2020ء تک 8.6 ملین کپاس کی گانٹھوں کے مقابلے میں تقریباً 34 فیصد کم ہے۔ پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن، آمد رپورٹ، بتاریخ 03 مارچ 2021ء۔

جدول2.2: کپاس کی فصل کے تخمینے

	م س20ء	م س21ء		نمو (فیصد)	
		ہدف	م س21ء*	م س20ء	م س21ء
رقبہ (ہزار ہیکٹر)					
پنجاب	1,879.6	1,600.0	1,546.0	-0.4	-17.7
سندھ	598.7	640.0	615.0	33.6	2.7
پاکستان	2,517.0	2,310.0	2,217.9	6.1	-11.9
پیداوار (ہزار گانٹھیں)					
پنجاب	6,306.6	6,000.0	4,900.0	-7.6	-22.3
سندھ	2,746.0	4,600.0	2,500.0	-6.5	-9.0
پاکستان	9,149.0	10,897.5	7,700.0	-7.2	-15.8
یافت (کلوگرام/ہیکٹرز)					
پنجاب	570.7	637.8	539.1	-7.2	-5.5
سندھ	780.1	1222.5	691.4	-30	-11.4
پاکستان	618.3	802.4	590.5	-12.6	-4.5

*پیداوار کے دوسرے عبوری تخمینے

ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی اور تحقیق

شکل2.2: دوسری سہ ماہی میں آبپاشی کے پانی کی فراہمی (اکتوبر تا دسمبر)

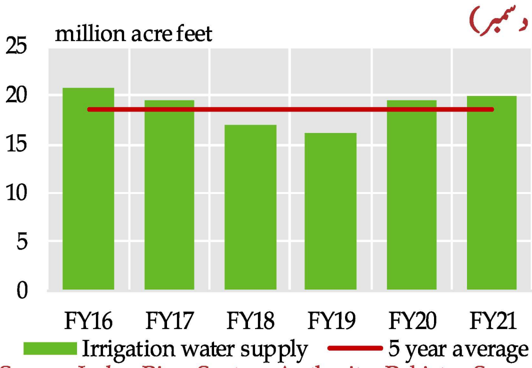

Source: Indus River System Authority; Pakistan Space and Upper Atmosphere Research Commission (SUPARCO)

موسم ربیع

گندم

گذشتہ برس گندم کی ہدف سے کم پیداوار اور اس کے نتیجے میں قلت پر قابو پانے اور قیمتوں میں کمی کے لیے اس جنس کو درآمد کرنے کی ضرورت کے پیش نظر مالی سال 21ء کے موسم ربیع کے اہداف میں اس فصل کے زیر کاشت رقبے اور پیداوار دونوں میں اضافے کا تخمینہ لگایا گیا ہے (**جدول 2.3**)۔ نمو کے لحاظ سے زیر کاشت رقبے میں بیشتر اضافہ خیبر پختونخوا (18.4 فیصد) اور بلوچستان (31.9 فیصد) کے صوبوں میں ہونے کی توقع تھی، جبکہ گندم اگانے کے لحاظ سے سرفہرست علاقے پنجاب میں یہ اضافہ 0.7 فیصد کی قدرے معتدل سطح پر تھا۔

تاہم، پنجاب میں گندم کی فصل کا زیر کاشت رقبہ اپنے ہدف سے تجاوز کر چکا ہے اور ربیع مالی سال 21ء کے دوران اس میں گذشتہ برس کی نسبت تقریباً 3.5 فیصد اضافہ

جدول 2.3: گندم کی فصل کے اہداف

رقبہ ہزار ہیکٹرز میں، پیداوار ہزار میٹرک ٹن میں، نمو فیصد میں

	م س 20ء میں حصول		م س 21ء ہدف		بر ہدف نمو	
	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
پنجاب	6,515.0	19,402.0	6,560.0	20,000.0	0.7	3.1
سندھ	1,115.0	3,852.0	1,200.0	4,000.0	7.6	3.8
خیبر پختونخوا	760.0	1,130.0	900.0	1,700.0	18.4	50.4
بلوچستان	417.0	865.0	550.0	1,300.0	31.9	50.3
پاکستان	**8,807.0**	**25,249.0**	**9,210.0**	**27,000.0**	4.6	6.9

ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی اور تحقیق

ہو چکا ہے (**جدول 2.4**)۔ دیگر صوبوں میں گندم کی بوائی کے اعداد و شمار ابھی آنا باقی ہیں تاہم پنجاب میں اس کی نمو حوصلہ افزا ہے کیونکہ ملک میں گندم کی پیداوار میں اس کا حصہ تقریباً تین چوتھائی ہے۔[8] مزید برآں، صوبے کے زیر کاشت رقبے کی نمو وسیع البنیاد تھی اور نو میں سے آٹھ ڈویژنوں نے گذشتہ برس کے مقابلے میں نمو درج کی ہے۔ گندم کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کو قبل ازیں بیان کردہ پالیسی اعانت سے منسوب کیا گیا ہے، یعنی امدادی قیمت کا بڑھنا اور زر اعانت یافتہ خام مال کی دستیابی، جو گندم کے پیداواری امکانات کے لحاظ سے خوش آئند ہے۔

جدول 2.4: پنجاب میں گندم کی فصل کے رقبے کا پہلا تخمینہ

ہزار ہیکٹر

ڈویژن	2019-20ء	2020-21ء	نمو
بہاولپور	995.9	1,024.6	2.9
ڈی جی خان	1,020.2	966.4	-5.3
گوجرانوالہ	868.0	939.3	8.2
فیصل آباد	715.5	785.9	9.8
ملتان	730.0	758.4	3.9
سرگودھا	730.0	735.7	0.8
راولپنڈی	615.1	630.9	2.6
لاہور	498.2	517.6	3.9
ساہیوال	342.4	387.3	13.1
پنجاب	**6,515.3**	**6,746.0**	**3.5**

ماخذ: فصل رپورٹنگ سروس، حکومت پنجاب

چھوٹی فصلیں

چھوٹی فصلوں میں مالی سال 21ء کے لیے ٹماٹر کی فصل کے اہداف میں اس کی ملکی پیداوار کو بڑھانے کی اہمیت کو مدنظر رکھا گیا۔ خصوصاً، حالیہ سیزن کے لیے زیر کاشت رقبے میں 29.6 فیصد اور پیداوار میں 40.2 فیصد کا ہدف مقرر کیا گیا تھا (**جدول 2.5**)۔ پیداوار میں متوقع اضافے سے طلب و رسد کے انتظام میں ان مشکلات کو دور کرنے میں مدد ملے گی، جن کی وجہ سے خصوصاً مالی سال 19ء سے ٹماٹر کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ دیکھنے میں آتا رہا ہے (**شکل 2.3**)۔

چنے کی فصل کے لیے پنجاب میں زیر کاشت رقبے کے پہلے تخمینے 6.7 فیصد کمی کے عکاس ہیں۔ اس سے سال کے لیے چنے کے مجموعی اہداف کے حصول میں دشواری پیش آسکتی ہے کیونکہ گذشتہ سیزن میں چنے کے زیر کاشت مجموعی رقبے میں پنجاب کا حصہ 90 فیصد اور اس کی ملکی پیداوار میں 87 فیصد رہا۔

گلہ بانی

مالی سال 20ء میں گلہ بانی کے شعبے کا زراعت کی قدر اضافی میں حصہ 60.6 فیصد اور جی ڈی پی میں 11.7 فیصد رہا اور مجموعی برآمدی آمدنی میں اس کا حصہ

[8] خصوصاً، مالی سال 11ء تا مالی سال 20ء میں پنجاب میں گندم کے لیے وقف رقبے کا پاکستان میں گندم کے مجموعی علاقے میں حصہ 75 فیصد تھا، جبکہ اسی مدت میں ملک کی گندم کی پیداوار میں پنجاب کا حصہ 76 فیصد رہا۔

جدول 2.5: چھوٹی فصلیں (ربیع)

رقبہ 'ہزار ہیکٹرز میں، پیداوار ہزار میٹرک ٹن، نمو فیصد میں

	م س 20ء کی پیداوار		م س 21ء کا ہدف		بر ہدف نمو (فیصد)*	
	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
آلو	177	4,428	191.6	4,871	8.2	10.0
پیاز	148.17	2,122.0	165.0	2,220	11.4	4.6
چنا	943.8	497.6	989.0	560	4.8	12.5
ٹماٹر	40.1	445.7	51.9	625	29.6	40.2

* م س 21ء ہدف / مالی سال 20ء پیداوار

ماخذ: ماخذ: وزارت قومی غذائی سلامتی اور تحقیق

تقریباً 3.0 فیصد ہے۔ گلہ بانی کی پیداوار میں تقریباً 80 لاکھ دیہی گھرانے خدمات مہیا کرتے ہیں، جس کی وجہ سے روزگار کی فراہمی کے حوالے سے یہ شعبہ اہمیت کا حامل ہے۔[9]

شکل 2.3: ٹماٹر (سال بسال مہنگائی)

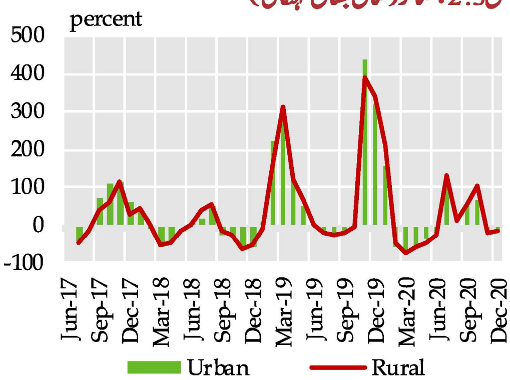

Source: Pakistan Bureau of Statistics

گوشت اور گوشت کی تیار مصنوعات کی برآمدات میں خوش آئند اضافہ گلہ بانی کی پیداوار میں اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔ خصوصاً، گذشتہ ایک دہائی میں پاکستان کی گوشت کی سالانہ برآمدات دگنے اضافے کے ساتھ مالی سال 11ء کے 152.4 ملین ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 20ء میں 304.2 ملین ڈالر تک پہنچ چکی ہیں۔ حالیہ پیش رفت میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران گوشت اور گوشت کی تیار مصنوعات بڑھ کر 161.5 ملین ڈالر تک پہنچ چکی ہیں جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں یہ 155.8 ملین ڈالر تھیں (**شکل 2.4**)۔ لہٰذا، مالی سال کی پہلی ششماہی سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ یہ جز گذشتہ برس میں دیکھی گئی کارکردگی کو بہتر بنانے کی راہ پر گامزن ہے۔

شکل 2.4: گوشت کی برآمدات، پہلی ششماہی (جولائی تا دسمبر)

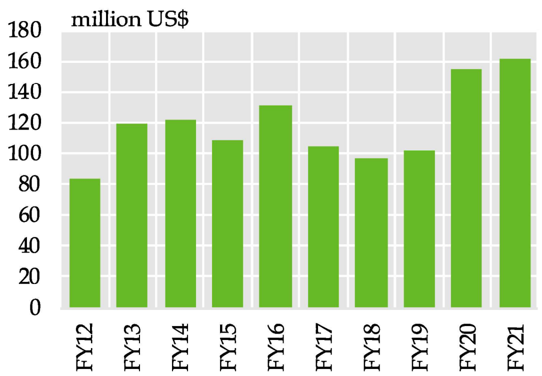

Source: Pakistan of Bureau of Statistics

جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی پچھلی رپورٹس میں اس بات کی نشاندہی کی جاچکی ہے، گلہ بانی شماری کا وقت ہو چکا ہے کیونکہ فی الوقت اس کی پیداوار کا تخمینہ 1996ء اور 2006ء کی گلہ بانی شماری کی شرح ہائے نمو پر مبنی ہے۔ اس ضمن میں پاکستان

[9] پاکستان اقتصادی سروے، 20-2019ء۔

دفتر شماریات (پی بی ایس) کے مطابق موضع (گاؤں) شماری 2020ء کو حال ہی میں مکمل کیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ اس شماری کے نتائج کو ایک مربوط زرعی شماری کے سیمپلنگ فریم میں فیڈ کیا جائے گا، جس سے گلہ بانی کی آبادی میں نمو کے حالیہ رجحانات معلوم کرنے میں مدد ملے گی۔[10]

شکل 2.5 : بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو میں تعدد کی تقسیم

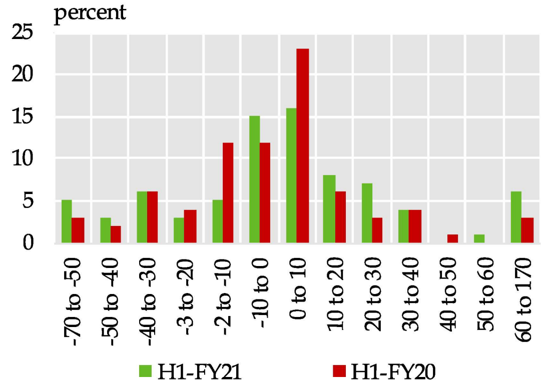

Source: Pakistan Bureau of Statistics

2.3 بڑے پیمانے کی اشیاسازی

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں 7.6 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 2.7 فیصد کا سکڑاؤ ہوا تھا **(جدول 2.6)**۔ یہ متضاد کارکردگی ان دونوں میعادوں میں مختلف پالیسی ماحول کی عکاس ہے۔ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں صنعتی شعبے کی نمو محدود رہی جس کا اہم سبب معاشی استحکام کی ضروری پالیسیاں تھیں، جنہیں معیشت کو پائیدار نمو کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے نافذ کیا گیا تھا۔ اس کے مقابلے میں سازگار زری پالیسی، برہدف مالیاتی مداخلت اور مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں کووڈ کے اثرات سے نمٹنے کے امدادی پیکیجوں سے معاشی بحالی کی رفتار کو بڑھانے میں مدد ملی۔ نتیجتاً، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی بیشتر صنعتوں میں نمو کی رفتار بڑھ گئی۔ **شکل 2.5** میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے میں نمو کے تحرکات کو فریکوینسی ڈسٹری بیوشن چارٹ کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔ 10 فیصد سے زیادہ نمو درج کرنے والی صنعتوں کی تعداد مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے 17 سے بڑھ کر مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 26 تک پہنچ گئی ہے۔ اسی طرح، دوہندسی کمی دکھانے والی صنعتوں کی تعداد مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں کم ہو کر 22 ہو گئی جو گذشتہ برس 27 تھی۔

مالی سال 20ء کی دوسری ششماہی میں مینوفیکچرنگ کا شعبہ سخت لاک ڈاؤن سے شدید متاثر ہوا تھا جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں اس کی بحالی اسمارٹ لاک ڈاؤن پر بتدریج منتقلی اور سازگار پالیسیوں کی بدولت ممکن ہوئی۔ اسمارٹ لاک ڈاؤن کی پالیسی مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں وبا کی دوسری لہر کے نقصان دہ اثرات سے نمٹنے میں مؤثر ثابت ہوئی۔

شکل 2.6: مثبت نمو دکھانے والی ایل ایس ایم صنعتوں کی تعداد

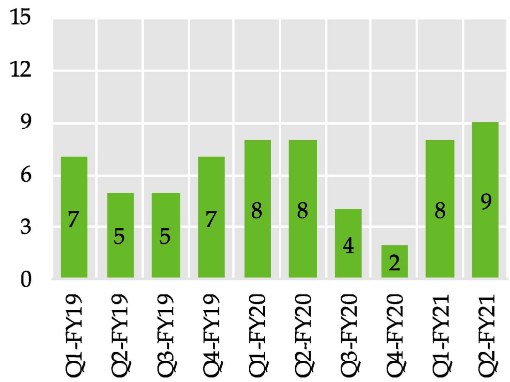

Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے اختتام تک سہ ماہی بہ سہ ماہی بنیادوں پر نمو کو معاون معاشی پالیسیوں کے اثرات سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں پچھلی سہ ماہیوں میں کیے گئے اقدامات کے اثرات زیادہ نمایاں ہو گئے۔ خصوصاً، تعمیراتی صنعت کے لیے امدادی پیکیج کے ساتھ صنعتوں[11] کو توانائی کے بل میں دیے گئے ریلیف نے نتائج دکھانا شروع کر دیے تھے کیونکہ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے میں 10.4 فیصد توسیع ہوئی، جو مالی سال 07ء کی چوتھی سہ ماہی کے بعد ہونے والا

10 پچھلے مرحلے میں 2008ء کی موضع شماری کے بعد 2010ء میں زرعی شماری منعقد کی گئی، دو برسوں کی مدت میں۔

11 ماخذ: وزارت پانی و بجلی، بجلی ڈویژن (mowp.gov.pk/)۔

بلند ترین سہ ماہی اضافہ تھا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ پیداوار میں اضافہ وسیع البنیاد تھا کیونکہ سہ ماہی کے دوران 15 میں سے 9 صنعتوں میں نمو ہوئی جبکہ پچھلی پہلی سہ ماہی میں ان کی تعداد 8 تھی (**شکل 2.6**)۔

نمو کو تحریک تعمیرات اور غذائی پروسیسنگ کی صنعتوں سے ملی۔ تعمیرات کی صنعت کے لیے اقدامات کا نتیجہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں سیمنٹ کی بلند ترین پیداوار اور فولاد کے شعبے میں پیداواری سطح میں بحالی کی صورت میں نکلا۔ اسی طرح چینی کی صنعت کو بھی گنے کی کچل کاری کے جلد آغاز اور خام مال کی بلند علامتی

جدول 2.6: بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمو

فیصد، سال بسال

	وزن	پہلی ششماہی		پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی	
		م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	70.3	-2.7	7.6	-5.5	4.5	0.1	10.4
ٹیکسٹائل	20.9	0.3	2.6	0.2	2.2	0.5	2.9
سوتی دھاگہ	13	0.1	0.1	0.2	0.1	0.0	0.1
سوتی کپڑا	7.2	0.2	-0.1	0.1	-0.1	0.3	0.0
پٹ سن کا سامان	0.3	-5.3	1.3	-14.8	10.7	3.5	-5.8
غذا	12.4	4.5	20.2	-9.0	13.4	16.7	25.0
چینی	3.5	97.1	72.1	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	97.1	72.1
سگریٹ	2.1	-29.2	14.6	-34.5	31.2	-24.3	0.9
نباتی گھی	1.1	5.4	-3.2	2.0	-5.6	8.8	-0.9
خوردنی تیل	2.2	7.0	1.4	0.0	3.2	13.9	-0.2
سافٹ ڈرنکس	0.9	-8.9	0.6	-14.1	7.6	-0.4	-9.4
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	-10.3	5.0	-14.5	2.7	-5.9	7.2
فولاد	5.4	-12.3	-1.2	-17.0	-8.1	-6.8	6.0
غیر دھاتی معدنیات	5.4	2.9	20.1	-0.9	22.2	6.3	18.3
سیمنٹ	5.3	2.7	20.8	-1.4	22.8	6.3	19.2
گاڑیاں	4.6	-37.2	11.2	-34.6	-5.7	-40.1	31.2
جیپیں اور کاریں	2.8	-46.4	5.1	-38.6	-21.1	-54.6	42.6
کھاد	4.4	4.9	7.4	15.9	2.0	-5.1	13.3
دواسازی	3.6	-6.2	13.1	-11.9	14.4	-0.7	12.0
کاغذ	2.3	7.2	-2.7	-1.3	-2.2	16.0	-3.2
الیکٹرونکس	2	-3.3	-20.9	11.0	-20.4	-15.7	-21.4
کیمیکلز	1.7	9.8	10.6	4.9	10.5	14.7	10.7
کاسٹک سوڈا	0.4	47.1	3.8	35.0	2.5	60.5	5.1
چمڑے کی مصنوعات	0.9	11.2	-42.7	6.3	-44.5	16.0	-41.0

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

قیمتوں سے فائدہ پہنچا۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں گاڑیوں اور پیٹرولیم کی صنعت میں بھی توسیع ہوئی جبکہ گذشتہ دو برسوں کی اسی مدت میں ان صنعتوں میں مسلسل کمی آئی تھی۔

تعمیرات سے منسلک صنعتیں

ترغیباتی پیکیج، تعمیرات سے منسلک صنعتوں میں مزید نمو پر منتج ہوا (مختلف اسکیموں کے تحت دی گئی ترغیبات کی فہرست کے لیے دیکھیے **جدول 2.7**)۔ لہٰذا، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں سرکاری ترقیاتی اخراجات میں کمی کے باوجود سیمنٹ اور فولاد کی صنعتوں نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ سیمنٹ اور چپٹے فولاد کی بلند پیداوار کی وضاحت نجی شعبے میں تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے سے ہوتی ہے۔ شہری علاقوں میں تعمیراتی منصوبوں میں اضافے کو بڑی حد تک وزیر اعظم کے تعمیراتی پیکیج سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ ترغیباتی پیکیج کے تحت نومبر 2020ء ریئل اسٹیٹ کے 348 ڈویلپرز نے 157 ارب روپے مالیت کے 389 منصوبوں کو پہلے ہی رجسٹرڈ کرا دیا ہے۔[12] مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں فولادی اسکریپ کی درآمدات میں 30 فیصد اضافہ ہوا جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس کی اسی مدت میں 20.4 فیصد کمی ہوئی تھی، جو رئیل اسٹیٹ بلڈرز اور ڈویلپرز کی جانب سے طلب میں تیزی کو ظاہر کرتا ہے۔

اسٹیٹ بینک نے متعدد ایسے اقدامات کے ذریعے حکومتی کوششوں کو تقویت پہنچائی، جو یہ ہیں: (i) بینکوں کو تعمیراتی قرضوں کی فراہمی دسمبر 2020ء تک بڑھا کر نجی شعبے کے قرضوں کے 5 فیصد تک لے جانے کے لازمی اہداف تفویض کرنا (ii) مکان کے قرضوں کے لازمی اہداف کے حصول/ناکامی کی صورت میں ترغیب/جرمانے کا طریقہ کار متعارف کرانا (iii) سستا مکان اسکیم کے لیے 36.0 ارب روپے کے مارک اپ زر اعانت کی سہولت (iv) قرضہ ضمانت اسکیم کے تحت 40 فیصد تک خطرے کی کوریج اور (v) کم لاگت ہاؤسنگ فنانس کو فروغ دینے کے لیے نئے ضوابطی اقدامات۔[14]

جدول 2.7: تعمیرات کی صنعت کے لیے ترغیبات

معین ٹیکس نظام	بلڈرز اور ڈویلپرز کے لیے خالص آمدنی کی بنیادوں کے بجائے نئے منصوبوں کی خرید و فروخت کے لیے نیا معین ٹیکس نظام (آپشنل) معین ٹیکس شرح میں 90 فیصد عارضی کمی
ودہولڈنگ ٹیکس سے استثنا	بلڈر اور ڈویلپر کے لیے عماراتی سامان (علاوہ سیمنٹ اور فولاد) کی خریداری پر ودہولڈنگ ٹیکس سے استثنا
خریداروں کئے لیے	پراپرٹی خریدنے والوں کے لیے ودہولڈنگ ٹیکس شرح کو 10 فیصد سے کم کرکے 5 فیصد کرنا
کیپٹل گیس ٹینس سے استثنا	رہائشی جائیداد (ذاتی / خاندانی) گھر یا فلیٹ کی فروخت پر موصول ہونے والے کیپٹل گین کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔
مکانات کے قرضوں کا فروغ	250 مربع گز / 2000 اسکوائر فٹ تک کے مکانات / فلیٹوں کے لیے زیادہ سے زیادہ 10 سال کے لیے مختلف قرضوں کی سطحوں (20 لاکھ روپے تا ایک کروڑ روپے) کی بنیاد پر 3 تا 9 فیصد کی مارک اپ سبسڈی بینکوں کے لیے اسٹیٹ بینک کے لازمی اہداف تاکہ یہ بات یقینی بنائی جاسکے کہ عمارتوں کی ہاؤسنگ اور تعمیر کے قرضے دسمبر 2021ء تک ان کے ملکی نجی شعبے کے قرضوں کا کم از کم 5 فیصد ہوں گے۔[13]
نیا پاکستان ہاؤسنگ اسکیم	ابتدائی نئے 100,000 گھروں کے لیے 0.3 ملین روپے کا زر اعانت
سرمایہ کاروں کے لیے استثنا	تعمیرات کی صنعت کے سرمایہ کاروں کو نئے منصوبوں کے لیے فنڈز کے ذرائع کو ظاہر نہیں کرنا ہو گا۔

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

[12] ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو (fbr.gov.pk/pr/pms-construction-package-in-full-swing-fbr/152640)۔

[13] اسٹیٹ بینک نے ہاؤسنگ فنانس کے محتاطیہ ضوابط پر نظر ثانی کرتے ہوئے قرض گیر کے سیال تمسکات / دیگر رہائشی پراپرٹی کی حدود میں نرمی کردی تاکہ 15 فیصد کی مجوزہ ایکویٹی کو پورا کیا جاسکے۔ کم لاگت ہاؤسنگ کی تعریف میں تبدیلی اور کم لاگت ہاؤسنگ فنانس کے قرضہ جاتی بوجھ میں رعایت کے ذریعے اسٹیٹ بینک کے ضوابط کو نرم کیا گیا۔ ماخذ: سرکلر نمبر 12 اور 13 برائے 2020ء، شعبہ انفراسٹرکچر ہاؤسنگ و ایس ایم ای فنانس، بینک دولت پاکستان۔

[14] مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے اسٹیٹ بینک، شعبہ انفراسٹرکچر ہاؤسنگ و ایس ایم ای فنانس، سرکلر نمبر 03 برائے 2021ء، بتاریخ 25 مارچ 2021ء: (sbp.org.pk/smefd/circulars/2021/C3.htm)

نتیجتاً، مالی سال21ء کی دوسری سہ ماہی میں تعمیراتی قرضوں کی طلب بڑھ کر26.8ارب روپے تک پہنچ گئی جو مالی سال21ء کی پہلی سہ ماہی میں3.2ارب روپے تھی۔ مزید برآں، مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں مکانات کے قرضوں میں6.4ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں3.3ارب روپے کی واپسی ہوئی تھی۔

سیمنٹ

مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں سیمنٹ کے شعبے نے اچھی کارکردگی کا سلسلہ جاری رکھا کیونکہ اس کی پیداوار میں20.8فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس2.7فیصد نمو ہوئی تھی۔ آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچرر ایسوسی ایشن کے ڈیٹا کے مطابق ملکی فروخت اور برآمدات میں بالترتیب15.9فیصد اور14.6فیصد اضافہ ہوا(**شکل2.7**)۔ یہ سیمنٹ کی برآمدات میں6برسوں کی بلند سطح کو ظاہر کرتا ہے۔

شکل2.7: سیمنٹ کا استعمال

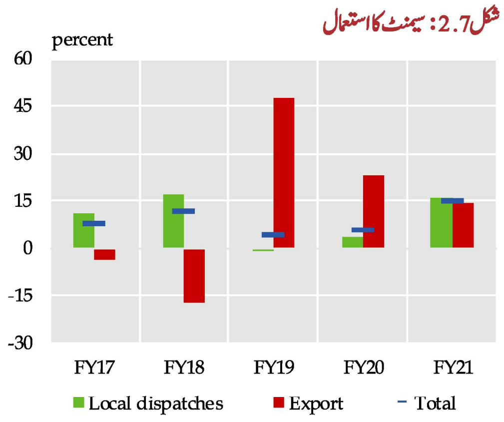

Source: APCMA

سیمنٹ کی نمو کو زیادہ تحریک ملکی طلب سے ملی۔ مجموعی نمو میں ملکی استعمال کا حصہ83.5فیصد جبکہ گذشتہ برس یہ46.0فیصد تھا۔ شمالی علاقوں میں سیمنٹ تمام ترسیلات کا تقریباً73فیصد مقامی مارکیٹ کو بھیجا گیا، جو اس علاقے میں مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں اس جز کی ملکی فروخت میں16.1فیصد نمو ظاہر کرتا ہے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ11.7فیصد تھی۔ جنوبی علاقوں کے استعمال میں بھی14.0فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس27.4فیصد کمی ہوئی تھی۔

مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں سیمنٹ کی اوسط قیمتوں میں3.1فیصد سال بسال کمی واقع ہوئی۔ تاہم قیمتوں میں کمی کو جزوی طور پر وفاقی بجٹ2020-21ء میں کورونا کے پیش نظر مختلف قسم کے سیمنٹ پر ایف ای ڈی میں کمی سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔[15] علاوہ ازیں، قیمتوں کے گرنے میں کوئلے کی قیمت میں کمی نے بھی کردار ادا کیا، جو سیمنٹ کی پیداوار میں خام مال کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں کوئلے کی بین الاقوامی قیمت میں سال بسال بنیادوں پر11.2فیصد کمی ہوئی۔[16] اس کے نتیجے میں ممکن ہے کہ سیمنٹ کے پیداکار اس خام مال کی کم قیمت کا فائدہ صارفین کو منتقل کرنے پر مجبور ہوگئے ہوں۔

برآمدات کے محاذ پر سیمنٹ کی فروخت شدہ مقدار میں اضافہ جنوبی علاقے میں دیکھا گیا، جہاں مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں جنوبی علاقے سے ترسیل میں28.7فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس یہ41.9فیصد تھی۔ چین اور سری لنکا جیسی غیر روایتی منڈیوں سے طلب کے سبب سیمنٹ اور کلنکر کی برآمدات میں مضبوط ہوئی۔ کووڈ19 کے بعد اپنی معیشت بحال کرنے کے لیے انفراسٹرکچر منصوبوں میں چین کی دوبارہ دلچسپی پیدا ہونے کا نتیجہ درآمد شدہ سیمنٹ مصنوعات پر انحصار میں اضافے کی صورت میں نکلا۔ اسی طرح، سری لنکا میں سیمنٹ کی طلب کا بڑا حصہ ایشیائی انفراسٹرکچر سرمایہ کاری بینک (اے آئی آئی بی) کے قرضوں سے بننے والے ترقیاتی منصوبے سے پیدا ہوا۔ جنوبی علاقوں کے برعکس مالی سال21ء کی پہلی ششماہی کے دوران شمالی علاقوں میں سیمنٹ اور کلنکر کی برآمدات میں14.7فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں3.8فیصد کمی دیکھی گئی۔

15 بجٹ2020-21ء میں خصوصاً، پورٹ لینڈ سیمنٹ، ایلومینس سیمنٹ، سلیگ سیمنٹ، سپر سلفیٹ سیمنٹ اور اسی طرح ہائیڈرالک سیمنٹ پر ایف ای ڈی کو2روپے فی کلوگرام سے کم کرکے1.75روپے فی کلوگرام کردیا گیا۔

16 ماخذ: بلومبرگ

فولاد

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں فولاد کے شعبے میں نمو درج نہیں ہوسکی اور سال گزرنے کے ساتھ اس کے سکڑاؤ میں کمی آتی گئی۔ سہ ماہی بنیادوں پر شعبے کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں اس شعبے کی پیداوار میں 6.0 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 6.8 فیصد کمی آئی تھی۔ تاہم، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں بحالی گذشتہ سہ ماہی کے اثرات زائل کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوئی، جس کا نتیجہ مالی سال کی پہلی ششماہی میں مجموعی سکڑاؤ کی صورت میں نکلا۔

تعمیرات کی صنعت میں استعمال ہونے والی سلاخوں کی طلب مضبوط رہی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیداوار میں 39.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 25.9 فیصد کمی آئی تھی۔ دوسری جانب، ملک میں آلات کی پیداوار میں کمی کے سبب چپٹی فولادی مصنوعات کی طلب کمزور رہی۔ تاہم گاڑیوں کے شعبے کی جانب سے مضبوط طلب نے آلات کے جز میں ہونے والے کچھ نقصانات کی تلافی کر دی۔ گاڑیوں کی صنعت کی بلند طلب سے چپٹے فولاد کی پیداوار میں کمی کو محدود رکھنے میں مدد ملی اور یہ پچھلی سہ ماہی کے 30.1 فیصد سے گر کر مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں 22.4 فیصد پر آگئی (**شکل 2.8**)۔

شکل 2.8: لمبے بمقابلہ چپٹے فولاد کی پیداوار میں نمو

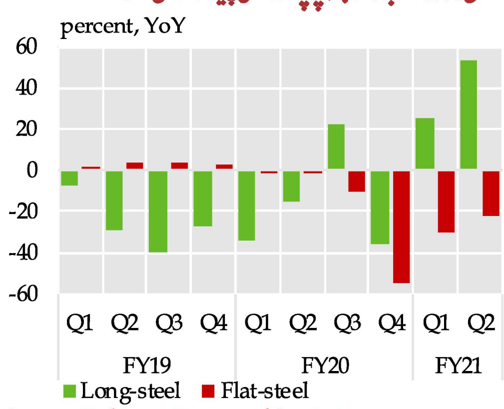

Source: Pakistan Bureau of Statistics

غذا

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو میں بلند ترین حصہ غذائی پروسیسنگ کی صنعت کا تھا، جس کی پیداوار میں 20.2 فیصد توسیع ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں بھی 4.5 فیصد نمو ہوئی تھی۔ پچھلی سہ ماہی کے مقابلے میں اس شعبے کی رفتار میں مزید تیز ہوگئی کیونکہ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اس میں 56.1 فیصد سہ ماہی بہ سہ ماہی نمو درج کی گئی۔ پیداوار میں اضافے کو بڑی حد تک تمباکو، گندم کی پسائی اور چینی کی صنعتوں کی کارکردگی سے منسوب کیا گیا ہے۔

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں تمباکو کی صنعت میں 14.6 فیصد کی توسیع ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 29.2 فیصد کمی آئی تھی۔ گذشتہ برس کی ڈیوٹی کی ساخت کو برقرار رکھنے کے فیصلے کے ساتھ تمباکو کی غیر قانونی اور جعلی مصنوعات کے خلاف بدستور جاری مہم سے اس کی پیداوار کو بڑھانے میں مدد ملی۔[17] مختصر یہ کہ دوسری سہ ماہی کے دوران نمو سست رہی کیونکہ اساسی اثر کی وجہ سے پہلی سہ ماہی میں یہ بہت بلند تھی۔[18]

گندم پیسنے کی صنعتوں کا بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی مجموعی نمو میں حصہ 1.2 فیصد رہا۔ پیداوار میں تیزی سے اضافہ بظاہر پنجاب میں صنعتی پیداوار اور روزگار کے ماہانہ سروے میں اندراج کرانے والے یونٹس کی تعداد میں اضافے کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ جون 2019ء میں یونٹس کی تعداد 686 تھی جو اگست 2020ء میں بڑھ کر 738 تک پہنچ گئی۔

دوسری جانب مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران خوردنی تیل کی پیداوار کمزور رہی۔ گھی کی پیداوار میں 3.2 فیصد کمی ہوئی جبکہ زیر جائزہ مدت میں نباتی گھی کی پیداوار سال بسال بنیادوں پر 1.4 فیصد نمو حاصل کر سکی۔ اہم خام مال پام آئل کی قیمت میں خاصے اضافے کی وجہ سے خوردنی تیل کی پروسیسنگ کرنے والی فرموں کے آپریشنز سست ہوگئے۔ اہم پیداواری ممالک کی رسد میں تعطل کے

---

17 ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو (fbr.gov.pk/pr/fbr-intensifies-operations-against-illicit-an/152654)۔

18 مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں ایف ای ڈی میں اضافے کی وجہ سے تمباکو کی پیداوار 34.5 فیصد سکڑ گئی تھی۔

سبب پام آئل کے عالمی ذخائر میں کمی کے نتیجے میں مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں اس کی عالمی قیمت میں 34.9 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔[19] اس وجہ سے خوردنی تیل پروسیس کرنے والی ملکی صنعت (خصوصاً چھوٹی فرموں نے) نے اسے کم مقدار میں درآمد کرنے کو ترجیح دی۔ خصوصاً، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں پام آئل کی درآمدات میں 17.4 فیصد کمی ہوئی۔

ملکی مارکیٹ میں خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت کے مطابق پام آئل کی ملکی قیمتیں بھی بڑھ گئیں، جس نے ممکنہ طور پر مارکیٹ پر بھی مضر اثرات مرتب کیے۔ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں نباتی گھی اور خوردنی تیل کی قیمتوں میں سال بسال بنیادوں پر بالترتیب 16.0 فیصد اور 10.7 فیصد اضافہ ہوا۔ منقولی شواہد کے مطابق بلند لاگت کے ساتھ ساتھ کم آمدنی بھی صنعت کے منافع جاتی مارجن میں کمی کا باعث بنی۔

چینی

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران چینی کی پیداوار میں 72.1 فیصد توسیع ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 97.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس صنعت کی پیداوار کو گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 21ء کے کچل کاری کے موسم کی جلد شروعات سے مزید تقویت ملی (**شکل 2.9**)۔ صوبائی حکومتوں نے چینی کے کارخانوں کو احکامات دیے تھے کہ وہ ملکی قلت پر قابو پانے اور درآمدات کی ضرورت ختم کرنے کے لیے جلد کچل کاری شروع کر دیں۔ مزید برآں، چینی کی پیداوار کو گنے کی پیداوار میں 12.3 فیصد نمو، گنے کی علامتی قیمت میں 10 روپے فی 40 کلوگرام اضافے (مالی سال 21ء کے سیزن کے لیے بڑھا کر 200 روپے فی 40 کلوگرام کرنا) کے ساتھ ساتھ چینی کے ملکی ذخائر میں کمی اور ملک میں اس کی قیمت میں تیزی سے اضافے سے بھی تقویت ملی۔ ان عوامل سے کارخانے داروں کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ پیداواری حجم میں اضافہ کریں۔

امریکا کے محکمہ زراعت کے مطابق حالیہ سیزن کے آغاز پر پاکستان میں چینی کے ذخائر مالی سال 13ء کی کم ترین سطح سے نیچے گر گئے تھے۔[20] نتیجتاً، ملکی مارکیٹ میں چینی کی قیمت بڑھنا شروع ہوگئی اور مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس کی قیمت میں اوسطاً 21.7 فیصد کا خاصا اضافہ ہوا۔ کم ذخائر اور بلند قیمتوں نے اضافی طلب پوری کرنے کے لیے اس جنس کو درآمد کرنے کی ضرورت میں اضافہ کر دیا تھا۔ گذشتہ دس برسوں میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ ملک کو چینی اتنی قابل ذکر مقدار میں درآمد کرنا پڑی۔[21]

شکل 2.9: چینی کی پیداوار

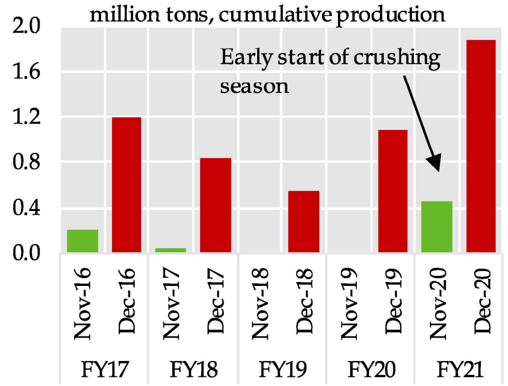

Source: Pakistan Bureau of Statistics

گاڑیاں

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار میں 11.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 37.2 فیصد کمی ہوئی تھی۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں یہ تبدیلی خاصی وسیع البنیاد تھی کیونکہ دوسری سہ ماہی میں گاڑیوں کے شعبے میں پہلی بار مثبت نمو ہوئی جبکہ گذشتہ نو سہ ماہیوں میں سکڑاؤ درج کیا گیا تھا۔

[19] ماخذ: عالمی بینک، اجناس کی قیمتیں۔

[20] ماخذ: بیرونی زرعی سروس، امریکی محکمہ زراعت (یو ایس ڈی اے)۔

[21] مالی سال 11ء تا مالی سال 20ء تک 6.1 ملین ڈالر کی اوسط درآمدات کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں چینی کی درآمد 126.6 ملین ڈالر تھی۔

جدول2.8: گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار، پہلی ششماہی

	م س19ء	م س20ء	م س21ء	نمو (فیصد میں) م س19ء	م س20ء	م س21ء
تمام کاریں	103,883	57,151	58,374	*7.9*	*-45.0*	*2.1*
800 سی سی سے کم کاریں	22,298	24,707	12,734	*-5.1*	*10.8*	*-48.5*
800 تا1000 سی سی کے درمیان کاریں	29,108	13,470	12,037	*13.5*	*-53.7*	*-10.6*
1000 سی سی سے بڑی کاریں	52,477	18,974	33,603	*11.3*	*-63.8*	*77.1*
کھیلوں کی یوٹیلیٹی کاریں	3,926	2,094	4,107	*-44.2*	*-46.7*	*96.1*
ہلکی کمرشل گاڑیاں	22,198	11,525	12,465	*-15.9*	*-48.1*	*8.2*
ٹرکس	3,751	1,747	1,557	*-16.9*	*-53.4*	*-10.9*
بس	515	326	281	*25.9*	*-36.7*	*-13.8*
ٹریکٹرز	25,969	16,671	23,237	*-20.4*	*-35.8*	*39.4*
موٹر بائیک	914,860	809,607	949,750	*-2.8*	*-11.5*	*17.3*

ماخذ: پی اے ایم اے

مالی سال21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران کار اور جیپ کے جز نے نمو میں اہم کردار ادا کیا۔ شرح سود میں کمی، مستحکم شرح مبادلہ اور نئی کمپنیوں کی وجہ سے مسابقت میں اضافے سمیت متعدد عوامل نے اس جز پر مثبت اثر ڈالا۔ کم شرح سود میں اضافے نے گاڑیوں کے قرضوں کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا جس سے یہ مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں بڑھ کر 45.3ارب روپے تک پہنچ گئے جبکہ مالی سال20ء کی پہلی ششماہی میں 166 ملین روپے واپس کیے گئے تھے۔ شرح مبادلہ میں استحکام سے گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار میں بھی سہولت ملی کیونکہ اس سے درآمدی اجزا کی لاگتوں کو محدود رکھنے کا موقع ملا۔ اسی طرح، مارکیٹ میں نئی کمپنیوں کی جانب سے متعارف کرائے گئے ماڈلز نے خصوصاً کار اور جیپ میں دلچسپی پیدا کی۔ مختصر یہ کہ گاڑیوں کی صنعت کی نمو کو گذشتہ چند سہ ماہیوں میں ممکنہ طور پر کم درج کیا گیا ہو کیونکہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اعدادوشمار میں ابھی تک کچھ نئی کمپنیوں کو شامل نہیں کیا گیا۔

مالی سال21ء کی پہلی ششماہی میں 3-2 وہیلرز گاڑیوں میں خاصی نمو ہوئی۔ دراصل گاڑیوں کی صنعت کی مجموعی نمو کو بنیادی تحریک اس جز سے ملی (**جدول2.8**)۔ اس نمو کو کمزور طلب، ترسیلات زر سے رقوم کی آمد میں اضافے اور دیہی معاشی سرگرمیوں کے بڑھنے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

مالی سال21ء کی پہلی ششماہی کے دوران جس ایک اور زمرے میں بحالی دیکھی گئی وہ ٹریکٹر تھا۔ اس جز کی پیداوار میں دوہندسی نمو درج کی گئی۔ اس توسیع کو کئی عوامل سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اول، حکومت کی جانب سے مقامی ساختہ ٹریکٹروں پر سیلز ٹیکس کی مد میں 1.5 ارب روپے کے زراعانت کی فراہمی سے اس کی مارکیٹ کو تقویت ملی۔[22] اس کو مزید تقویت کم شرح سود سے ملی، جس کے نتیجے میں مالی سال21ء کی دوسری سہ ماہی میں زرعی قرضوں کے استعمال میں 0.2ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ معاشی سرگرمیوں میں تیزی (خصوصاً تعمیرات کے شعبے میں) نے بھی ممکنہ طور پر ٹریکٹروں کی طلب کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا کیونکہ ٹریکٹروں کو کھدائی کے ساتھ ساتھ تعمیراتی سامان اور زرعی اجناس کی مال برداری میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

[22] ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو: https://download1.fbr.gov.pk/SROs/2020112313115933622SRO1248OF2020DATED23.11.2020--TRACTORSUBSIDY.pdf

کھاد

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران کھاد کی صنعت کی نمو بڑھ کر 7.4 فیصد تک پہنچ گئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 4.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ پیداوار کو غیر یوریا کھاد سے مدد ملی کیونکہ یوریا کی پیداوار میں معمولی کمی درج کی گئی تھی (**شکل 2.10 الف** اور **شکل 2.10 ب**)۔

شکل 2.10 الف: پہلی ششماہی میں کھاد کی مجموعی پیداوار

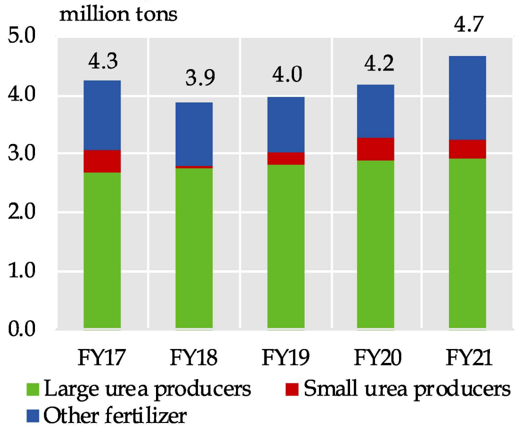

شکل 2.10 ب: پہلی ششماہی میں کھاد کی پیداوار (علاوہ یوریا)

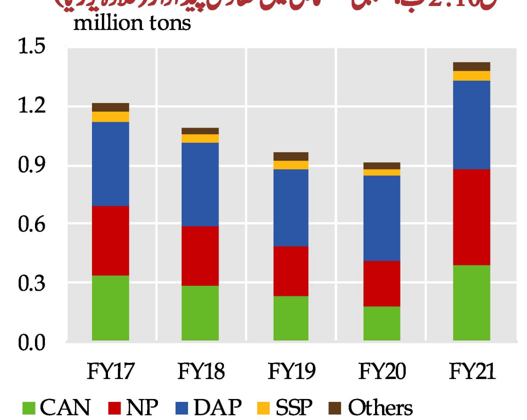

Source: NFDC

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران نائٹروجن فاسفیٹ اور کیلشیم امونیم نائٹریٹ میں بالترتیب 117.6 فیصد اور 112.0 فیصد سال بسال اضافے کے بل بوتے پر غیر یوریا کھادوں کی پیداوار بڑھ کر 54.8 فیصد تک پہنچ گئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 4.4 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔

اس کے برعکس مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران یوریا کی پیداوار کمزور رہی کیونکہ اس میں 1.0 فیصد کا سکڑاؤ دیکھا گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 7.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ پیداوار میں سست رفتاری کا اہم سبب یوریا کے بڑے کارخانوں کی پیداوار تھی جبکہ یوریا کے چھوٹے یونٹوں کی پیداوار میں خاصی کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ بڑے کارخانوں کی پیداوار کی نمو میں سست رفتاری مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 0.6 فیصد رہ گئی جو گذشتہ برس 2.3 فیصد تھی۔ تمام بڑے پیداکار تقریباً مکمل پیداواری گنجائش کے مطابق کام کر رہے ہیں، لہٰذا، اس مدت میں معمولی نمو قابل فہم ہے۔ دوسری جانب، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایل این جی پر چلنے والے یوریا کے چھوٹے پلانٹس کی پیداوار میں 13.8 فیصد کی دوہندسی تخفیف ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 84.2 فیصد توسیع ہوئی تھی۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران ان کارخانوں کو گیس کی رسد کی فراہمی میں تعطل کا نتیجہ کم پیداوار کی صورت میں نکلا جبکہ گذشتہ برس گیس کی قلت نہ ہونے کی وجہ سے اس میں متاثر کن نمو ہوئی تھی۔

پیٹرولیم مصنوعات

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم صنعت کی پیداوار میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 5.0 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 10.3 فیصد کمی آئی تھی۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرول، ڈیزل اور فرنس آئل کی پیداوار میں بالترتیب 18.5 فیصد، 9.7 فیصد اور 6.5 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال بالترتیب 8.7 فیصد، 10.2 فیصد اور 14.1 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ پیٹرولیم صنعت کی مجموعی پیداوار میں ان تین اجناس کا حصہ تقریباً 80 فیصد ہے۔ ٹرانسپورٹیشن کی سرگرمیوں میں اضافے اور گاڑیوں کی فروخت میں تیزی نے ان مصنوعات کی پیداوار کی نمو میں اہم کردار ادا کیا۔

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بحیثیت مجموعی پیٹرول اور ڈیزل کی پیداوار میں اضافہ ہوا، تاہم مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی تا مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی (**شکل 2.11**) میں پیٹرولیم مصنوعات کی مجموعی پیداوار میں اضافے کو فرنس آئل سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی

میں اس کی پیداوار میں 13.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ پچھلی سہ ماہی کے دوران 0.7 فیصد کمی دیکھی گئی تھی۔ گیس کی قلت کے سبب بجلی کی پیداوار کے لیے فرنس آئل کے استعمال پر عائد پابندیوں کے خاتمے سے اس جز کی بحالی کو تقویت ملی۔ اس کی عکاسی بجلی کے پیداواری آمیزے میں فرنس آئل کے حصے میں اضافے اور اس

شکل 2.11: پیٹرولیم کی پیداوار، پہلی سہ ماہی بمقابلہ دوسری سہ ماہی

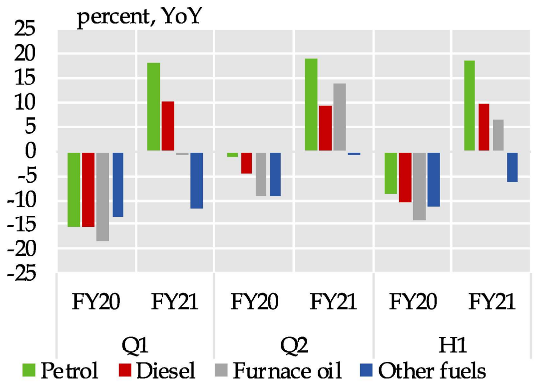

Source: Pakistan Bureau of Statistics

کے ساتھ زیر جائزہ مدت میں گیس کے حصے میں کمی سے ہوتی ہے (**شکل** 2.12)۔

معیاری ایندھن یورو 5 پر منتقلی اور بجلی کی پیداوار کے لیے فرنس آئل پر عائد پابندی نے ریفائنریوں کے لیے دشوار صورت حال پیدا کردی ہے[23] اور اس نے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی حجم میں 47.6 فیصد نمو میں کردار ادا کیا ہے، جو تاریخی لحاظ سے بھی پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات میں ہونے والا دوسرا بڑا اضافہ ہے (صرف مالی سال 17ء کی پہلی ششماہی کے بعد)۔

ٹیکسٹائل

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں ٹیکسٹائل کے شعبے کی کارکردگی اچھی رہی اور اس میں 2.6 فیصد کی قابل ذکر نمو ہوئی جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 0.3 فیصد کی معمولی کمی ہوئی تھی۔ یہ مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی کے بعد سے اس شعبے میں درج کی جانے والی بلند ترین نمو ہے۔ اس نمو میں اہم حصہ اون کے جز کا ہے جبکہ سوتی ٹیکسٹائل کی مصنوعات کمزور رہیں۔ گندم پیسنے کے جز کی طرح رپورٹنگ کرنے والی فرموں کی تعداد میں اضافے سے اس جز کو تقویت ملی۔

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں سوتی دھاگے اور کپڑے کی پیداوار کمزور رہی۔ مالی سال 21ء میں ٹیکسٹائل کی صنعت میں نمو کے امکانات پر منفی اثرات ڈالنے والے عوامل میں سے ایک کپاس کی توقع سے کم ملکی پیداوار ہے۔ ملک میں پیدا شدہ

شکل 2.12: بجلی کی پیداوار میں فرنس آئل کا حصہ

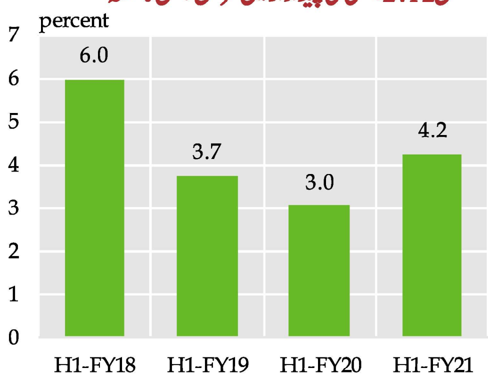

Source: NEPRA

کپاس کی قلت نے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں خام کپاس کی قدرے مہنگی درآمدات کے استعمال کی ترغیب دی، جن میں گذشتہ برس کی سطح کے مقابلے میں درآمدی مقدار کے لحاظ سے تقریباً 6 گنا اضافہ ہوا۔ مزید برآں، دھاگے کی درآمدات میں بھی تقریباً 11.7 فیصد اضافہ ہوا کیونکہ برآمد کنندگان اپنے برآمدی آرڈرز کو پورا کرنے کے لیے کسی حد تک درآمدی خام مال پر انحصار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ ٹیکسٹائل کی مقامی صنعت کو مسابقتی رکھنے اور ٹیکسٹائل برآمدات کو فروغ دینے کے لیے حکومت نے خام کپاس کی درآمدات پر اضافی کسٹم ڈیوٹی سے استثنا دے دیا تھا، جس سے بلند قدر اضافی کے حامل ٹیکسٹائل اجزا کی برآمدات میں نمو کے حصول میں مدد ملی۔

[23] پیٹرولیم مصنوعات کی صنعت میں یورو 5 ایندھن کے ضوابط کے اثرات کو پاکستانی معیشت کی کیفیت پر پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے 21-2010ء میں اجاگر کیا گیا ہے۔

2.4 خدمات

مالی سال21ء کی پہلی ششماہی کے دوران خدمات کے شعبے کے اہم اظہاریوں میں بہتری کا عمل جاری رہا، خصوصاً بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمو اور درآمدات میں توسیع کے نتیجے میں تجارتی جز کی تھوک اور خردہ سرگرمیوں میں تیزی دیکھی گئی (**جدول2.9**)۔ تھوک اور خردہ تاجروں کے بینک قرضوں میں بھی تیزی سے بحالی ہوئی اور مالی سال21ء کی پہلی ششماہی کے دوران خالص قرض گیری میں30.2ارب روپے کا اضافہ دیکھا گیا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں35.7ارب روپے کی خالص رقم واپس کی گئی تھی۔ اس قرض گاری کا بڑا حصہ پیٹرولیم اور کھاد کے شعبوں میں مرتکز تھا، جنہوں نے پیٹرولیم اور کھاد کی مصنوعات کی طلب میں اضافے کو پورا کرنے کے لیے قرضے حاصل کیے۔

ٹرانسپورٹ کے جز میں مالی سال21ء کی پہلی ششماہی کے دوران کمرشل گاڑیوں کی طلب میں24.4فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس53.0فیصد کا سکڑاؤ دیکھنے میں آیا تھا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے، گاڑیوں کی فروخت میں اضافے کو زیر جائزہ مدت میں ایندھن کے استعمال میں اضافے سے بھی منسوب کیا گیا ہے (**جدول2.9**)۔ لاک ڈاؤن میں نرمی کے بعد معاشی سرگرمیوں میں اضافے نے ٹرانسپورٹ کے شعبے پر مثبت اثرات مرتب کیے۔

مواصلات کے ذیلی جز میں انٹرنیٹ خدمات کی طلب میں اضافہ جاری رہا، کیونکہ کووڈ19 کی دوسری لہر کی شروعات نے گھر سے کام اور آن لائن تعلیم کے انتظامات کی ضرورت میں اضافہ کر دیا تھا۔ اس تبدیلی سے زوم، وٹس ایپ اور اسکائپ جیسی ویڈیو کانفرنسنگ ایپس کو فروغ حاصل ہوا ہے (**شکل2.13**)۔ طلب میں خاصا اضافہ ملک میں موبائل فون کی گنجائیت اور براڈبینڈ استعمال کرنے والوں کی تعداد میں اضافے پر منتج ہوا (**جدول2.9**)۔

جدول2.9: پہلی ششماہی میں شعبہ خدمات کے منتخب اظہاریے

	م س20ء	م س21ء
تھوک اور خردہ تجارت		
شعبہ جاتی قرضوں کا استعمال*۔ بہاؤ (ارب روپے)	-35.7	30.2
پیٹرولیم مصنوعات[1]	1.2	17.6
کھاد اور ایگرو	6.5	10.3
دیگر	-43.4	2.3
درآمدات (ارب ڈالر)[الف]	23.2	24.5
بڑے پیمانے کی اشیا سازی (سال بسال نمو)	-2.7	7.6
زرعی قرضہ (تقسیم۔ ارب روپے)	877.7	871.6
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات		
ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت	6.9	7.7
جس میں روڈ ٹرانسپورٹ	6.8	7.6
ریلوے	0.09	0.06
کمرشل گاڑیوں کی فروخت (اکائیاں)	11,488	14,295
موبائل فون گنجائیت (فیصد)	78.2	82.3
براڈبینڈ استعمال کنندگان (ملین)	78	93
مالیات اور بیمہ		
اثاثے (ارب روپے)*	21,991	25,124
ڈپازٹس (ارب روپے)*	15,953	18,519
اثاثوں پر منافع **(فیصد)	0.8	1.0
ایکویٹی پر منافع **(فیصد)	11.3	13.8
منافع **(ارب روپے)	88	118
انفیکشن تناسب (فیصد)	8.6	9.2
دیگر نجی خدمات		
خالص آئی سی ٹی برآمدات (ملین ڈالر)	486.9	668.3
عمومی حکومتی خدمات		
عمومی حکومت اور دفاع پر اخراجات***	749.2	682.0

نوٹ: قوسین میں دی گئی مالیتیں جی ڈی پی میں شعبہ جاتی حصہ ہیں، مالی سال20ء تک۔

[الف]۔ پاکستان دفتر شماریات کے اعداد و شمار

1 ٹھوس، سیال، گیس پر مبنی ایندھن اور متعلقہ مصنوعات۔ اسٹاکس، آخر دسمبر2020ء تک۔

** بعد از ٹیکس *** بشمول صرف حکومت کے جاری اخراجات۔

ماخذ: اسٹیٹ بینک، [الف] پاکستان دفتر شماریات، او سی اے سی، پی اے ایم اے، پی ٹی اے اور وزارت خزانہ۔

اسی طرح، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران خالص آئی سی ٹی برآمدات جیسی دیگر نجی خدمات 33.3 فیصد اضافے سے بڑھ کر 649.2 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 486.9 ملین ڈالر تھیں۔ آئی سی ٹی خدمات

شکل 2.13: پاکستان میں ویڈیو کانفرنسنگ ایپس میں دلچسپی

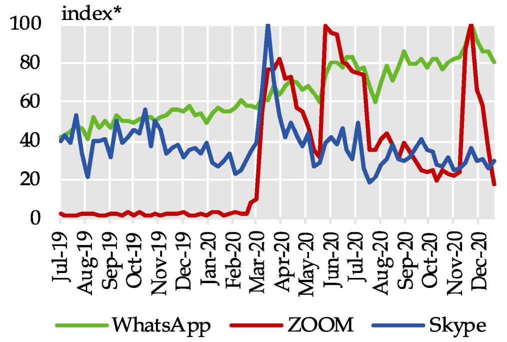

* Index score represents search interest relative to the highest point on the chart for the given region and time. A value of 100 is the peak popularity for the term. A value of 50 means that the term is half as popular. A score of 0 means there was not enough data for this term.

Source: Google Trends

میں بیشتر نمو سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر خدمات سے پیدا ہوئی، جس میں سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کی تنصیب اور آپریشن سے متعلق سافٹ ویئر برآمدات اور مشاورتی خدمات شامل ہیں۔ مواصلاتی شعبے کی خدمات میں کلاؤڈ کمپیوٹنگ، نیٹ ورک سیکورٹی اور سافٹ ویئر مشاورتی خدمات آئی سی ٹی برآمدات میں اضافے پر منتج ہوئیں (تفصیلات کے لیے دیکھیے **باب 5**)۔

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران عمومی حکومت کے اخراجات میں سال بسال بنیادوں پر مجموعی سکڑاؤ دیکھا گیا۔ مزید برآں، دفاع اور پنشن اخراجات میں بھی زیرِ جائزہ مدت کے دوران کمی دیکھی گئی (**باب 4**)۔

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیات اور بیمہ کے جز میں شامل شعبہ بینکاری میں سال بسال بہتری درج کی گئی۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران شعبہ بینکاری کا بعد از ٹیکس منافع 34 فیصد اضافے سے بڑھ کر 118.0 ارب روپے تک پہنچ گیا، جبکہ گذشتہ برس یہ 88.0 ارب روپے تھا۔ اثاثوں پر منافع اور ایکویٹی پر منافع جیسے نفع یابی کے اظہاریوں میں بھی گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بہتری دیکھی گئی۔ شعبہ بینکاری کے منافع کو بڑھانے میں اہم کردار خالص سودی آمدنی میں اضافے اور کم شرحِ سود کے باعث حکومتی تمسکات پر کیپیٹل گین نے ادا کیا (**شکل 2.14**)۔

شکل 2.14: جدولی بینکوں کی سودی آمدنی اور اخراجات

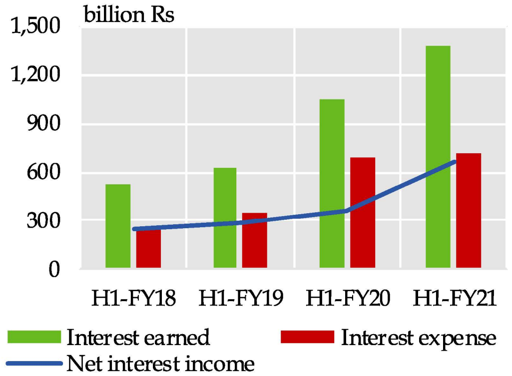

Source: State Bank of Pakistan

شعبہ بینکاری میں کووڈ19 کی مدت میں اکاؤنٹس کی تعداد (**شکل 2.15الف**) اور لین دین کے حجم (**شکل 2.15ب**) دونوں میں توسیع ہوئی۔ برانچ لیس بینکاری کھاتوں کے استعمال میں خاصے اضافے کو متعدد عوامل سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اول، کووڈ19 کے پھیلاؤ کو روکنے کی غرض سے نقل و حرکت کو محدود کرنے کی پابندیوں نے لوگوں کو ڈجیٹل ذرائع پر منتقلی کی ترغیب دی۔ دوم، بلادفتر بینکاری خدمات کے کئی فراہم کنندگان اور کمرشل بینکوں نے ایم والٹ ایپس کے ذریعے آن لائن شاپنگ خدمات (ایئر ٹائم کی خریداری، ڈیٹا بنڈل، بلوں، فیسوں کی ادائیگی، تنخواہ اور رقم کی منتقلی) کو زیادہ مربوط بنایا، جو ممکنہ طور پر ڈجیٹل تبدیلی لانے میں معاون ثابت ہوا ہوگا۔

مزید برآں، ڈجیٹل ادائیگیوں میں مزید اضافے اور بایومیٹرک توثیق کے سبب کووڈ19 پھیلنے کا خطرہ کم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ڈجیٹل بینکاری خدمات کے استعمال میں اضافے کی حوصلہ افزائی کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ مثلاً، مرکزی بینک نے بلادفتر بینکاری صارفین کو 25,000 روپے ماہانہ تک نقد رقم نکالنے / جمع کرانے کی اجازت دی، جبکہ قبل ازیں بایومیٹرک توثیق کے بغیر صفر

شکل 2.15 الف: برانچ لیس بینکاری کھاتوں کی تعداد میں اضافہ

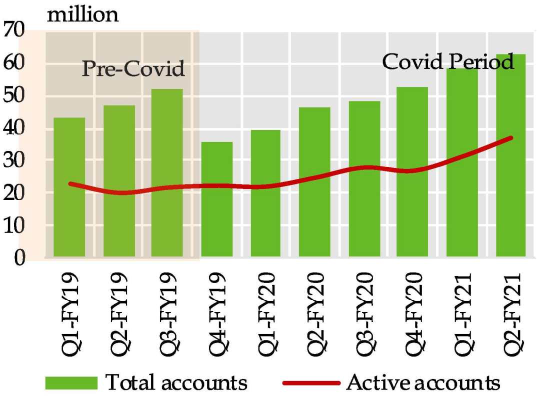

Source: State Bank of Pakistan

شکل 2.15 ب: برانچ لیس بینکاری کھاتوں کے ذریعے لین دین

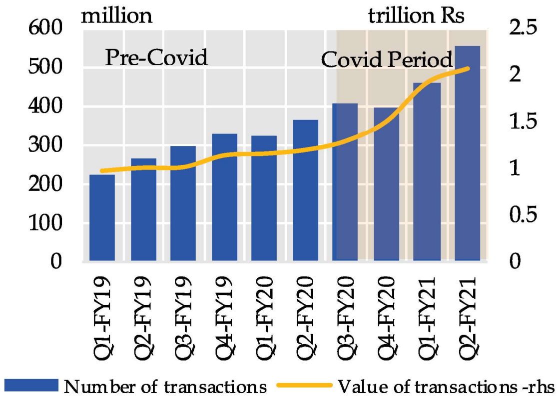

سطح کے کھاتوں کے لیے یہ رقم 15,000 روپے ماہانہ تھی۔[24] مجاز مالی اداروں کو ہدایت بھی دی گئی کہ وہ ایم والٹس کے ذریعے رقوم کی منتقلیوں پر عائد سروس چارجز ختم کر دیں۔[25] مزید بر آں، ملک میں ڈجیٹل ادائیگیوں کو فروغ دینے کے مقصد سے اسٹیٹ بینک نے حال ہی میں ملک کا پہلا فوری نظام ادائیگی "راست" متعارف کرایا ہے۔ اس نظام کا مقصد افراد، کاروباری اور حکومتی اداروں کو کم لاگت لین دین کے ساتھ فوری ادائیگی کرنا ہے۔[26]

ان اظہاریوں کے علاوہ گوگل کے نقل و حرکت کے اعدادوشمار سے چار اجزا کی تفصیلات معلوم ہوتی ہیں جن کا خدمات کے شعبے سے گہرا تعلق ہے اور یہ ملک میں مسلسل بہتری کو ظاہر کرتے ہیں (**شکل 2.16**)۔[27] تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ آخر دسمبر 2020ء تک چار میں سے دو اجزا، کریانہ اور فارمیسی اور ٹرانزٹ اسٹیشنوں پر نقل و حرکت لاک ڈاؤن سے پہلے کی سطح پر پہنچ چکی ہے۔ حکومت کی اسمارٹ لاک ڈاؤن کی پالیسی میں ضروری غذائی اجزا، ادویات اور اشیائے خورد و نوش فروخت کرنے والوں کو استثنا دیا گیا۔ کریانے اور ادویات میں کریانے کی منڈیوں، غذائی گوداموں، کاشت کاروں کی منڈیوں، خوراک کی دکانوں اور دوا فروشی جز کے مقامات کا دورہ کیا جاتا ہے اور اس سے نقل و حرکت کے جز میں نمایاں بہتری کی وضاحت ہوتی ہے۔

ٹرانزٹ اسٹیشنوں کے دوروں کی تعداد میں بہتری میں کئی عوامل نے کردار ادا کیا، جن میں پبلک ٹرانسپورٹ کے مراکز جیسے بس اسٹاپ، ریلوے اسٹیشن اور بندرگاہیں شامل ہیں۔ کووڈ19 کی پابندیوں میں نرمی سے اس جز کو فائدہ پہنچا، جس سے اندرون شہر اور صوبے کے اندر سفر میں اضافے اور سیاحتی خدمات کے بحال ہونے کی عکاسی ہوتی ہے۔ مزید بر آں، پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں اضافے (**جدول 2.9**) سے بھی ٹرانسپورٹ کے شعبے میں وسیع تر بحالی کی نشاندہی ہوتی ہے، جس نے ٹرانزٹ اسٹیشنوں کی سرگرمیوں پر مثبت اثر ڈالا۔

24 سطح صفر ان افراد کے لیے بنیادی ایم والٹ اکاؤنٹ ہے، جن کے لیے اپنے صارف کو پہچانیے کی کم شرائط اور لین دین کی پست حدود مقرر ہیں۔

25 بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 10 برائے 2020ء، "کووڈ19 وبا سے نمٹنے کے اقدامات–برانچ لیس بینکاری آپریشنز"، 26 مارچ 2020ء۔ ان اقدامات میں بی پی آر ڈی سرکلر لیٹر نمبر 33 برائے 2020ء کے ذریعے 31 دسمبر 2020ء تک مزید توسیع کی گئی۔

26 "راست" کی مزید تفصیلات کے لیے www.sbp.org.pk/dfs/Raast.html سے رجوع کیجیے۔

27 گوگل کے نقل و حرکت کے اظہاریوں کو وسط فروری 2020ء سے مرتب کیا جارہا ہے، جب وبا نے ایک عالمی مسئلے کی شکل اختیار کرلی تھی؛ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی (جون 2019ء تا دسمبر 2020ء) کے تقابلی اعدادوشمار دستیاب نہیں ہیں۔

شکل 2.16: پاکستان میں گوگل حرکت پذیری میں تبدیلیاں (سات روزہ ماہانہ اوسط)

percent change, compared to baseline*

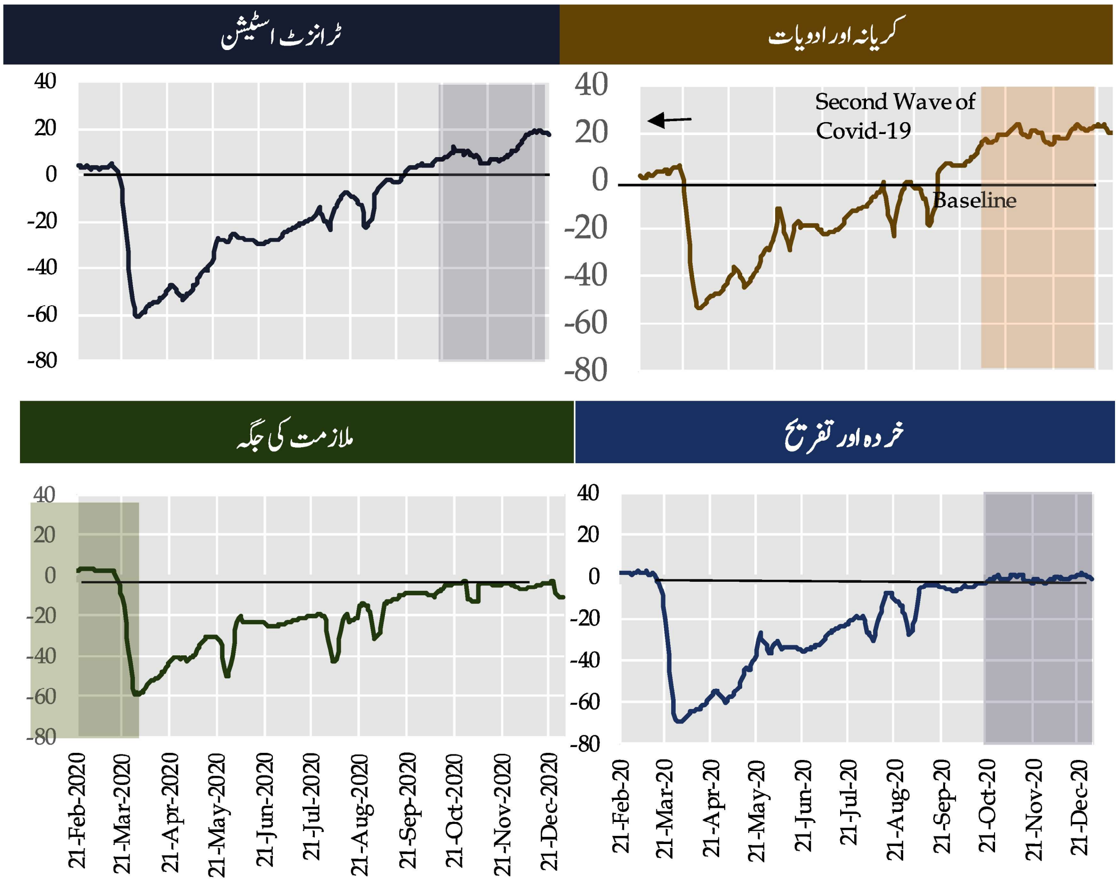

*The baseline (pre-Covid) is the median value for the 5- week period (Jan 3–Feb 6, 2020). the negative value represent activity is down while positive value represent activity is up from the baseline.
Source: Covid-19 Community Mobility Report

خردہ، تفریحی اور ملازمت کے مقام کی حرکت پذیری لاک ڈاؤن سے پہلے کی سطح کے قریب رہی۔[28] تھوک اور تفریحی جز میں بحالی کی سست رفتاری کا سبب وبا کی دوسری لہر کے سبب ریستورانوں، کیفے، شاپنگ سینٹرز، عجائب گھروں، لائبریریوں اور سینما گھروں جیسے تفریحی مقامات پر عائد پابندیاں تھیں۔ خصوصاً ریستورانوں کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ اپنی اندر کھانے کی سہولتیں بند کردیں اور انہیں کہا گیا کہ وہ کھلی جگہ پر کھانا کھلائیں، یا ٹیک اوے کی خدمات مہیا کریں۔ بعض ریستورانوں میں نشستوں کی کم تعداد نے ممکنہ طور پر لوگوں کو ریستورانوں پر جانے کے بجائے آن لائن کھانا آرڈر کرنے کو ترجیح دی۔ مزید برآں، حکومت نے سرکاری اور نجی کمپنیوں کو ہدایت دی کہ وہ گھر سے کام کے انتظامات میں اضافہ کریں، جس کا نتیجہ ملازمت کے مقامات پر لوگوں کے کم دوروں کی صورت میں نکلا، جس کی عکاسی گوگل کے نقل و حرکت کے ڈیٹا سے ہوتی ہے۔

28 کریانے اور ادویات کی دکانوں اور ٹرانزٹ اسٹیشنوں کی جگہوں کے دورے بالترتیب 25 فیصد، 19 فیصد اور 4 فیصد زیادہ تھے۔ جبکہ ملازمت کے مقام کے جز میں نقل و حرکت بیس لائن (کووڈ سے قبل) کے مقابلے میں 7.0 فیصد کم تھی۔

2.5 افرادی قوت کی مارکیٹ

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران روزگار کی بحالی کا عمل جاری رہا، جو بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور خدمات کے شعبے کے مثبت نتائج سے ہم آہنگ ہے۔ پنجاب اور سندھ کے مینو فیکچرنگ شعبے کے روزگار کے اعدادوشمار میں بہتری کے عکاس ہیں۔ اسٹیٹ بینک کے کاروباری اعتماد سروے سے بھی مینوفیکچرنگ میں روزگار کے ڈیٹا کے رجحان کو تقویت ملتی ہے جو صنعتی شعبے کے روزگار اشاریے میں اضافے کے رجحان کو ظاہر کرتا ہے۔ کاروباری اعتماد سروے سے پتہ چلتا ہے کہ شعبہ خدمات کے روزگار کے اشاریے نے بھی اکتوبر 2020ء کی لہر میں اضافے کا رجحان برقرار رکھا جبکہ دسمبر 2020ء میں معمولی کمی دیکھی گئی۔ تعمیراتی صنعت کی اجرتوں میں نمو بھی مثبت رہی اور مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں دوسری سہ ماہی کے دوران نمو کی شدت میں تھوڑی سی کمی دیکھی گئی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ معیشت میں وافر استعداد موجود ہے اور عمومی طور پر سرگرمی کووڈ سے پہلے کی سطح سے نیچے ہے۔

شکل 2.17: سندھ اور پنجاب کا مشترکہ صنعتی روزگار اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا اشاریہ

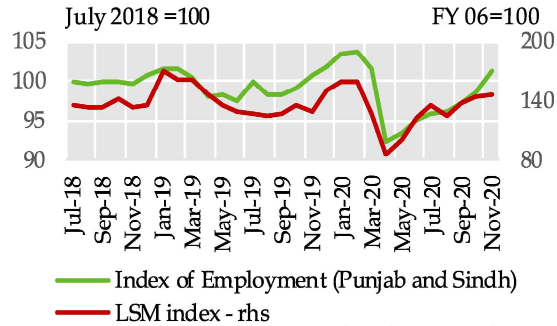

Source: Bureau of Statistics, Punjab and Bureau of Statistics, Sindh

روزگار

مینوفیکچرنگ شعبے کے صنعتی پیداوار اور روزگار کے ماہانہ سروے کے اعدادوشمار پر مبنی سندھ اور پنجاب کے روزگار کے اشاریے سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے ابتدائی دو مہینوں میں روزگار میں بہتری کا رجحان جاری رہا (**شکل 2.17**)۔ جولائی تا نومبر مالی سال 21ء میں روزگار کی مجموعی نمو مثبت ہو کر 0.9 فیصد ہوگئی،[29] جبکہ جولائی تا نومبر مالی سال 20ء میں 0.3 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ یہی نتائج پاکستان دفتر شماریات کے شائع کردہ کووڈ19 کے سماجی و معاشی اثرات کی جانچ میں بھی دکھائے گئے ہیں (**باکس 2.1**)۔[30]

شکل 2.1.1: مجموعی روزگار

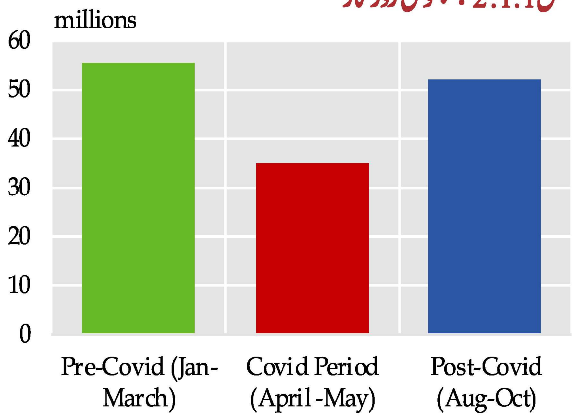

Source: Pakistan Bureau of Statistics

باکس 2.1: کووڈ19 کے اثرات کی جانچ پر خصوصی سروے

پاکستان دفتر شماریات نے قومی اور صوبائی سطح پر کووڈ19 کے اثرات معلوم کرنے کے لیے 6000 گھرانوں کے انٹرویوز پر مبنی ایک خصوصی سروے کیا۔ اس سروے سے لاک ڈاؤن سے قبل اور اس کے بعد افراد کے کام کی صورت حال کی عکاسی کے ساتھ سب سے زیادہ متاثرہ صنعتوں اور پیشوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ سروے سے پتہ چلتا ہے کہ لاک ڈاؤن کے نفاذ سے قبل مجموعی روزگار 55.7 ملین کارکنوں پر مشتمل تھا اور نقل و حرکت پر سخت پابندیوں کی وجہ سے گر کر 35 ملین پر آگیا، جو 37 فیصد کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ تاہم، اس کے بعد پابندیوں میں نرمی اور معاشی سرگرمیوں کی بتدریج بحالی کے ساتھ مجموعی روزگار بحال ہو کر 52.5 ملین

29 نمو کو فولادی صنعت کا ڈیٹا خارج کرکے اخذ کیا جاتا ہے۔

30 ماخذ: www.pbs.gov.pk/content/special-survey-evaluating-impact-covid-19۔

پر آگیا(**شکل 2.1.1**)۔ پی بی ایس سروے سے مزید نشاندہی ہوتی ہے کہ روزگار کے نقصان کے ساتھ تقریباً 6.7 ملین ملازمین کو اپنی آمدنی میں بھی کمی کا سامنا رہا۔

سروے میں متاثرہ کارکنوں کی صنعت وار تقسیم کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے تعمیرات کے شعبے کا روزگار سب سے زیادہ متاثر ہوا: اس شعبے سے وابستہ 59 فیصد افراد کو ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑا، اور 21 فیصد کو ان کی آمدنی میں کمی کا تجربہ ہوا۔ سروے سے پتہ چلتا ہے کہ اکتوبر 2020ء تک تعمیرات کے شعبے میں روزگار مکمل طور پر بحال نہیں ہوا تھا۔

حوالہ: پاکستان دفتر شماریات (2020ء): پاکستان کے عوام کی بہبود پر کووڈ19 کے سماجی و معاشی اثر کی جانچ کے لیے خصوصی سروے۔ اسلام آباد: پاکستان دفتر شماریات

شکل 2.18 الف: پنجاب میں روزگار کی سال بسال نمو

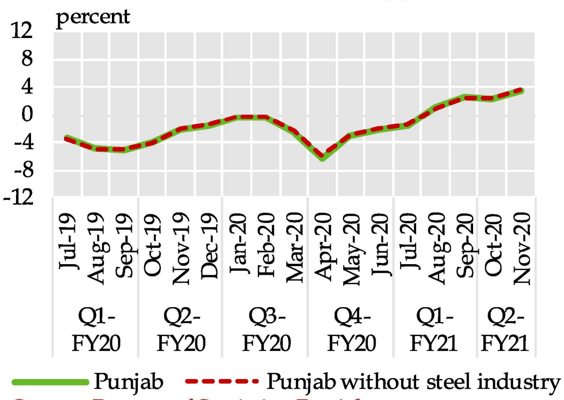

Source: Bureau of Statistics, Punjab

شکل 2.18 ب: سندھ میں روزگار کی سال بسال نمو

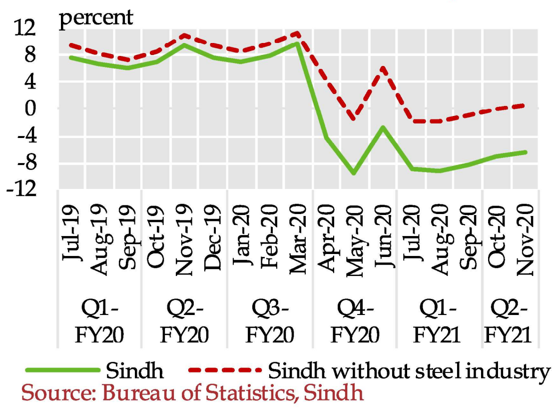

Source: Bureau of Statistics, Sindh

صوبائی سطح کے ڈیٹا سے صوبہ پنجاب میں روزگار کی سطح میں اضافے کی نشاندہی ہوتی ہے۔ جولائی تا نومبر مالی سال 21ء کے دوران پنجاب میں روزگار میں 1.6 فیصد نمو ہوئی جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 3.9 فیصد کا سکڑاؤ ہوا تھا (**شکل 2.18 الف**)۔ مزید برآں، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے ابتدائی دو مہینوں میں 2.3 فیصد نمو ہوئی جو مالی سال 21ء کے مقابلے میں بلند ہے۔ اس کا سبب پنجاب کے صنعتی شعبے میں سرگرمیوں کا بڑھنا ہے، جن میں اکتوبر تا نومبر مالی سال 21ء میں 5.0 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 3.8 فیصد تھی۔

زیر جائزہ مدت میں صوبہ سندھ کے مینوفیکچرنگ شعبے میں منفی نمو ہوئی۔ اس سے قطع نظر یہاں دو نکات قابل ذکر ہیں۔ اول، مالی سال 21ء کے آغاز سے سکڑاؤ کی شدت میں مستقل کمی آئی ہے۔ دوم، منفی نمو کا سبب فولاد کی صنعت میں روزگار کا نقصان ہے، جس کا صوبے کے درج کردہ مجموعی روزگار میں حصہ تقریباً 8 فیصد ہے۔ اپریل تا ستمبر 2020ء کے مہینوں میں فولاد کی صنعت کا ڈیٹا درج نہیں کیا گیا، اور جب رپورٹنگ شروع ہوئی تو اس میں اکتوبر تا نومبر مالی سال 21ء کی مدت کے لیے 97.5 فیصد منفی نمو ظاہر کی گئی۔[31] اس کمی کی وجوہات میں پاکستان اسٹیل ملز سے ملازمین کی برطرفی ہو سکتی ہے، جس کا ماہانہ صنعتی سروے میں دستیاب فولاد کے صنعتی ڈیٹا میں بڑا حصہ ہے۔ فولادی صنعت کے ڈیٹا کو منہا کیا جائے تو یہ سندھ

[31] ماخذ: (پی آر نمبر 428) اور (پی آر نمبر 405)، وزارت خزانہ (finance.gov.pk/press_releases.html)۔

جدول 2.10: شعبوں میں سال بسال نمو

	جولائی تا نومبر م س 20ء	جولائی تا نومبر م س 21ء
چینی	-17.7	12.6
گندم کی پسائی	0.7	17.1
خوردنی تیل	6.4	9.3
سگریٹ	18.7	5.8
گاڑیاں	-	3.9
دواسازی	-17.3	4.8
چمڑے کی رنگائی	1.1	3.6
کھاد	2.6	1.4
سوتی ٹیکسٹائلز	-4.2	0.4
پیٹرولیم مصنوعات	-1.7	-7.8
فولاد سریا/اینگل	-9.3	-89.4

ماخذ: پنجاب دفتر شماریات اور سندھ دفتر شماریات

میں مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں روزگار کی سطح میں 0.3 فیصد اضافے کو ظاہر کرتا ہے (**شکل 2.18ب**)۔

شعبہ جاتی نقطہ نظر سے سوتی ٹیکسٹائل میں روزگار نے جولائی تا نومبر مالی سال 20ء میں منفی نمو درج کی جبکہ جولائی تا نومبر مالی سال 21ء میں 0.4 فیصد نمو درج کی گئی (**جدول 2.10**)۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی اور مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے درمیان نمو کی رفتار میں اضافہ ہوا، جو بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اشاریے میں ٹیکسٹائل کے شعبے کی نمو سے ہم آہنگ ہے۔ صنعتی پیداوار اور روزگار کے ماہانہ سروے میں سندھ اور پنجاب کے درج کردہ مجموعی روزگار میں سوتی ٹیکسٹائل کا حصہ تقریباً 50 فیصد ہے، لہٰذا روزگار کے مجموعی اعداد و شمار کی بہتری میں بنیادی طور پر اس شعبے میں نمو نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ چینی کی صنعت کے روزگار میں بھی 12.6 فیصد نمو ہوئی جو ملک میں کچل کاری کے موسم کی جلد شروعات کی بدولت ممکن ہوئی۔

کپاس اور چینی کے علاوہ جولائی تا نومبر مالی سال 21ء میں گاڑیوں اور دواسازی کے شعبوں کے روزگار میں نمو درج کی گئی۔ یہ مثبت پیش رفتیں ان صنعتوں کی پیداوار میں نمو سے ہم آہنگ ہیں۔ اسی مدت میں گاڑیوں اور دواسازی کے شعبوں میں بالترتیب 12.9 فیصد اور 6.0 فیصد نمو ہوئی۔ مزید برآں، جولائی تا نومبر کی مدت میں پنجاب میں گندم پیسنے کے روزگار میں بھی اضافہ ہوا۔ جولائی تا نومبر مالی سال 20ء میں روزگار میں 0.7 فیصد سال بسال نمو ہوئی جو جولائی تا نومبر مالی سال 21ء میں بڑھ کر 17.1 فیصد تک پہنچ گئی۔ تاہم اس اضافے کا اہم سبب ڈیٹا کے مجموعے میں اندراج کرنے والی ملوں کی تعداد کا بڑھنا ہے۔[32]

شکل 2.19 الف: صنعتوں کا کاروباری اعتماد سروے کا روزگار اشاریہ

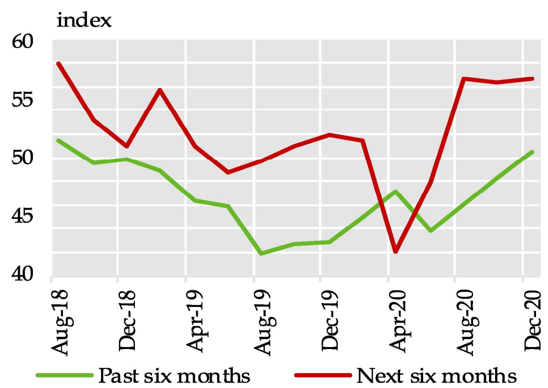

Source: State Bank of Pakistan

شکل 2.19ب: خدمات کا کاروباری اعتماد سروے کا روزگار اشاریہ

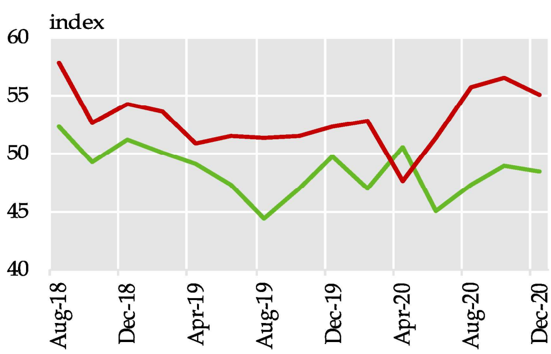

32 صوبہ سندھ کے لیے گندم کی پسائی اور سگریٹ کی صنعت کے روزگار کے ڈیٹا کا اندراج نہیں کرایا گیا۔

شکل 2.20 : پنجاب کی اجرتوں میں سال بسال نمو

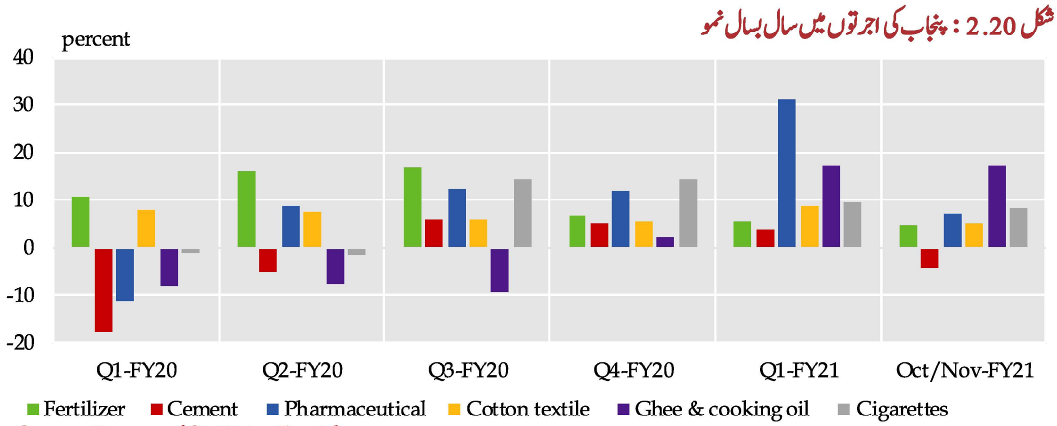

Source: Bureau of Statistics, Punjab

اسٹیٹ بینک کے کاروباری اعتماد سروے میں روزگار کے اشاریے سے سندھ اور پنجاب کے صنعتی ڈیٹا کے رجحان کو تقویت ملتی ہے۔ دسمبر2020ء کے سروے کی لہر میں شامل 50.5 فیصد صنعتی یونٹس نے گذشتہ چھ مہینوں میں روزگار میں اضافہ درج کیا ہے جبکہ اگست2020ء کی لہر میں یہ 46.0 فیصد تھا۔ مزید برآں، حالیہ لہر سے نشاندہی ہوتی ہے کہ صنعتی فرمیں مستقبل میں بھی روزگار میں مزید اضافے کے لیے پرامید ہیں (**شکل2.19الف**)۔ اس کی وضاحت بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں مثبت نمو سے ہوتی ہے۔

مزید برآں، کاروباری اعتماد کے سروے سے پتہ چلتا ہے کہ دسمبر2020ء کی لہر میں شعبہ خدمات کے روزگار کے حالیہ اشاریے میں 0.4 فیصد کی معمولی کمی ہوئی تھی، جس سے زیرِ جائزہ مدت میں روزگار کی سطح میں کسی نمایاں تبدیلی کی نشاندہی نہیں ہوتی۔ مستقبل کے روزگار کے اشاریے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاروباری اداروں کی اکثریت (55.1 فیصد) کو توقع ہے کہ مستقبل میں روزگار کی سطح بڑھے گی۔ تاہم، اکتوبر تا دسمبر2020ء میں مستقبل میں خدمات کے شعبے میں روزگار کی سطح کے متعلق اعتماد میں بتدریج کمی دیکھی جاسکتی ہے (**شکل2.19ب**)۔ اس کا ایک سبب ملک میں کووڈ19 کی دوسری لہر ہوسکتی ہے۔ تاہم مستقبل کے روزگار کا اشاریہ (اگلے چھ مہینوں کے لیے) اب بھی نمایاں طور پر اپریل2020ء کی سطح کے مقابلے میں بلند ہے، جو کہ پہلی لہر کی مدت تھی۔ اس کا اہم سبب یہ ہے کہ لاک ڈاؤن نافذ کرنے کے بجائے حکومت نے وبا کی دوسری لہر سے اسمارٹ اور مائیکرو لاک ڈاؤن کی مدد سے نمٹا۔ مزید برآں، ویکسین کی متوقع دستیابی اور وبا کے حوالے سے ناقابل پیش گوئی کیفیت میں کسی حد تک کمی آئی ہے۔

اجرتیں

اجرتوں کے لیے پنجاب کے روزگار اور صنعتی پیداوار کے ماہانہ سروے کا ڈیٹا درج شدہ شعبوں میں مجموعی نمو کو ظاہر کرتا ہے۔[33] مالی سال21ء کی پہلی سہ ماہی میں دواسازی کی صنعت سے وابستہ کارکنوں کی تنخواہوں میں 31.3 فیصد اضافہ ہوا، جس کے بعد اکتوبر تا نومبر مالی سال21ء کے دوران 7.1 فیصد نمو ہوئی۔ اس نمو کو جاری کورونا کی وبا کے سبب طبی سامان کی رسد میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے، جس کے نتیجے میں صنعت میں افرادی قوت کی طلب بڑھ گئی۔ جولائی تا نومبر کی مدت میں کھاد، سوتی ٹیکسٹائل، سگریٹ اور مینوفیکچرنگ کی صنعتوں کی اجرتوں میں بھی اضافہ دیکھا گیا (**شکل2.20**)۔ تاہم، مالی سال21ء کی پہلی سہ ماہی میں 4.0 فیصد نمو حاصل کرنے کے بعد سیمنٹ کی صنعت کی اجرتوں میں دوسری سہ ماہی کے ابتدائی دو مہینوں کے دوران منفی نمو درج کی گئی۔[34]

33 اجرتوں کو کھاد، سیمنٹ، دواسازی، کپاس، گھی اور خوردنی تیل اور سگریٹ سازی کے لیے رپورٹ کیا گیا ہے۔

34 سیمنٹ کی صنعت میں اجرتوں کی منفی نمو کا سبب اساسی اثر ہے: فروری2020ء کے بعد صنعت کی اجرتیں اکتوبر تا نومبر2020ء میں بلند ترین تھیں۔

جدول 2.11: برطرفیاں روکنے کی ری فنانس اسکیم (اسٹیٹ بینک روزگار اسکیم)

	درخواست کردہ				منظور شدہ			
	رقم (ارب روپے)	ملازمین (ہزار)	مجموعی کاروباری اکائیاں	ایس ایم ایز کی تعداد	رقم (ارب روپے)	ملازمین (ہزار)	مجموعی کاروباری اکائیاں	ایس ایم ای
اپریل 20ء	76.3	527	775	238	16.2	115	124	32
مئی 20ء	36.3	356	682	351	42.3	366	584	224
جون 20ء	18.7	131	537	353	21.4	220	529	280
جولائی 20ء	96.3	557	624	208	51.0	275	461	217
اگست 20ء	27.3	186	389	187	64.4	397	509	174
ستمبر 20ء	21.3	174	473	290	29.9	218	455	248
اکتوبر 20ء	0.1	1	14	8	12.7	103	290	161
نومبر 20ء	–	–	–	–	0.3	2	7	1
کُل	276.2	1,932	3,494	1,635	238.2	1,696	2,959	1,337

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے لیے پاکستان دفتر شماریات کے قومی صارف اشاریہ قیمت باسکٹ سے حاصل شدہ تعمیراتی شعبے کی اجرتوں کی شرح کا اشاریہ اجرتوں میں 6.9 فیصد نمو ظاہر کرتا ہے۔[35] تاہم، تعمیراتی کارکنوں کی نامیہ اجرتوں میں مسلسل اضافے کے باوجود مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی سے اجرتوں میں نمو سست ہوگئی، جو سخت لاک ڈاؤن کی مدت ہے (**شکل 2.21**)۔ اس کا سبب کووڈ19 کے سبب پناہ گزیں کارکنوں کی جبری واپسی سمیت افرادی قوت کی اضافی رسد ہو سکتی ہے۔[36]

اسمارٹ لاک ڈاؤن، سازگار زری پالیسی اور برہدف مالیاتی اعانت کے علاوہ اسٹیٹ بینک کی رعایتی اسکیموں سے بھی روزگار کو تقویت ملی۔ روزگار کو تحفظ دینے کے لیے برطرفیاں روکنے کی ری فنانس اسکیم برائے اجرت (جو ایس بی پی روزگار اسکیم کے نام سے بھی مشہور ہے) میں کاروباری اداروں کو اپنے اجرتی اخراجات کی ادائیگی میں مدد دینے پر توجہ مرکوز کی گئی۔ اسکیم کے تحت اسٹیٹ بینک کو 1.9 ملین ملازمین پر مشتمل 3,494 کاروباری اداروں کی درخواستیں موصول ہوئیں۔

تقریباً 85 فیصد درخواستوں کی منظوری دی گئی اور منظوری کا اوسط وقت 25 دن تھا، جس سے کاروباروں کو بروقت فنڈز مہیا ہوئے۔

اسکیم کے تحت 1,337 ایس ایم ایز سمیت 2,959 کاروباری اداروں کے لیے 238.2 ارب روپے کی منظوری دی گئی، جس سے تقریباً 1.7 ملین ملازمین کی

شکل 2.21: تعمیراتی شعبے کی اجرتوں میں نمو

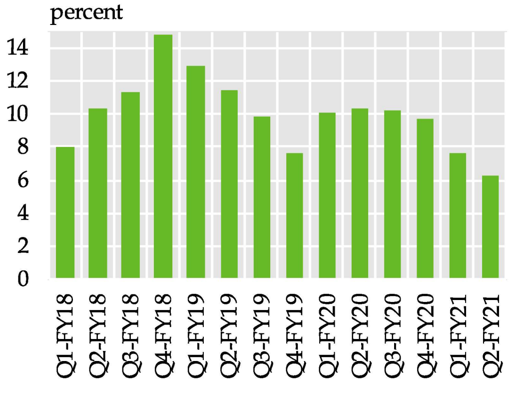

Source: Pakistan Bureau of Statistics

[35] یہ انڈیکس صارف اشاریہ قیمت (پاکستان دفتر شماریات کا شائع کردہ) میں درج کردہ اوسط دیہی اور شہری اجرتوں کے اشاریے کو ظاہر کرتا ہے۔

[36] مزید تفصیلات کے لیے براہ مہربانی باکس 6.1 ملاحظہ فرمائیے: کووڈ19 اور پاکستان میں پناہ گزینوں کی جبری واپسی: حکومت کی حکمت عملی اور درپیش دشواریاں (پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں سالانہ رپورٹ مالی سال 20ء)۔

برطرفی کو روکنے میں مدد ملی (**جدول 2.11**)۔ صنعتوں کے ابتدائی اور آخری مراحل پر منتقلی کے سبب اس کا اثر کہیں زیادہ ہو سکتا ہے۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مئی 2020ء سے ایس ایم ای درخواست گزاروں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوا جب حکومت نے ایس ایم ایز کے لیے خطرے میں شراکت داری کا اعلان کیا۔ یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ چھوٹی انٹرپرائزز دنیا بھر میں کووڈ دھچکے کے مقابلے میں زیادہ حساس ہیں۔[37] ضمانت کی شرط کی وجہ سے ان کی قرض گیری کی صلاحیت محدود ہونے سے ان کی سیالیت کی پوزیشن کمزور ہو گئی تھی۔ اس لیے اسٹیٹ بینک نے ایس ایم ایز کو کارپوریٹ ضمانتوں پر روزگار اسکیم سے استفادے کی اجازت دی تھی، جبکہ کمرشل بینکوں کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی کہ وہ ایس ایم ایز کو 5 ملین روپے تک (بلاضمانت) قرضے فراہم کریں۔

37 ماخذ: او ای سی ڈی (www. /oecd.org/coronavirus/policy-responses/coronavirus-covid-19-sme-policy-responses-04440101/)۔

3 زری پالیسی اور مہنگائی

مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ 7 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔ ملکی طلب میں مزید بہتری اور مہنگائی کی توقعات پر قابو پانے کی وجہ سے پالیسی فیصلے کی سمت متعین ہوئی۔ معاشی پالیسی کے اظہاریوں بشمول بلندتعدّد طلبی اعدادوشمار میں بحالی درج کی گئی ، جبکہ کووڈ 19 کی وبا سے متعلق غیریقینی صورتِ حال میں کمی آنے کے باعث صارفین اور کاروباری اداروں کے احساسات میں بہتری آئی۔ محدود غیریقینی صورتِ حال کے ساتھ ڈپازٹ بکثرت جمع ہونے سے بین البینک منڈی میں سیالیت کی دستیابی کا دباؤ بے اثر ہوگیا۔ سرگرمیوں کی بحالی اور زرِ اعانت پر مبنی اسٹیٹ بینک کی نومالکاری اسکیموں کے سبب نجی شعبے کے قرضے میں بھی حوصلہ افزا بحالی درج کی گئی۔ دوسری جانب م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں سال بسال بنیاد کے ساتھ ساتھ گذشتہ سہ ماہی کی بہ نسبت بھی کمی دیکھی گئی۔ اگرچہ قوزی مہنگائی کے پیمانے میں وسیع البنیاد استحکام دیکھا گیا اور شعبہ توانائی کی نمو میں کمی آئی ، تاہم غیرتلف پذیر اشیا کے گروپ میں زائد غذائی مہنگائی کا اس میں بنیادی کردار ہے۔

3.1 پالیسی جائزہ

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی معاشی سرگرمیوں میں تیزی آئی۔ بالخصوص صنعتی سرگرمیوں میں تحرک پیدا ہوا، کیونکہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں وسیع البنیاد نمو درج کی گئی، خصوصاً دوسری سہ ماہی میں۔ بلند تعدّد کے حامل طلبی اظہاریوں جیسے گاڑیوں کی فروخت، سیمنٹ کی ترسیل، پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت اور بجلی کے صَرف میں پائیدار بحالی بھی نظر آئی (**باب 1 میں شکل 1.1**)۔ بیرونی اور مالیاتی شعبے دونوں کے اظہاریوں میں زیرِ جائزہ مدت کے دوران بہتری آئی، کیونکہ جاری کھاتے اور ابتدائی توازن دونوں میں فاضل رقم درج کی گئی۔ دریں اثنا، قوزی مہنگائی میں استحکام اور توانائی کے زمرے میں کمی کے باعث ملکی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت میں کمی آگئی (**جدول 1.1**)۔

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں مجموعی معاشی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ برآمدات میں اضافے کی وجہ سے نجی شعبے کے قرضوں میں نمو درج کی گئی، جو اس سے قبل م س 19ء کی تیسری سہ ماہی سے مسلسل کمی کا رجحان ظاہر کررہے تھے۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر جاری سرمائے کے قرضوں میں وسیع البنیاد اضافے کے باعث ہوا، جس میں اسٹیٹ بینک کی رعایتی اسکیموں نے بڑا کردار ادا کیا۔

بالخصوص م س 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران معیشت میں مثبت تحرک سے قطع نظر مہنگائی پر مجموعی طلبی دباؤ محدود رہا، جس کا جزوی سبب معیشت کے شعبوں میں فاضل استعداد کی موجودگی ہے۔[1] سال کی پہلی ششماہی میں (پہلی سہ ماہی اور دوسری سہ ماہی دونوں میں) قوزی مہنگائی مستحکم رہی، جبکہ عمومی مہنگائی میں کمی آئی۔ علی الخصوص م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں عمومی مہنگائی کم ہو کر 8.4 فیصد رہ گئی جو م س 21ء کی پہلی سہ ماہی میں 8.8 فیصد تھی۔

عمومی مہنگائی کے سال بسال رجحان سے ظاہر ہے کہ یہ اکتوبر 2020ء میں 8.9 فیصد سے کم ہو کر دسمبر 2020ء میں 8.0 فیصد رہ گئی، جو جون 2019ء کے بعد سے کم ترین شرح ہے۔ اس کمی کو بنیادی طور پر تلف پذیر غذائی اجزا کی مہنگائی میں کمی اور توانائی کی قیمتوں میں ارزانی (deflation) سے منسوب کیا جاتا ہے۔ دریں اثنا،

---

[1] مثلاً، پاما اور پاکستان اقتصادی سروے کے مطابق گاڑیوں کے شعبے میں کاروں کے زمرے میں 51.7 فیصد، لائٹ کمرشل وہیکل (ایل سی ویز) میں 40.1 فیصد، بسوں میں 11.9 فیصد، ٹرکوں میں 10.9 فیصد 2/3 پہیوں والی گاڑیوں میں 76 فیصد پیداواری استعداد سے استفادہ کیا گیا۔ سیمنٹ کے شعبے میں 77 فیصد، جبکہ پیٹرولیم کی صنعت میں تقریباً 60 فیصد پیداواری استعداد بروئے کار لائی گئی۔

شکل 3.1: فین چارٹ – مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت(12 ماہی حرکت پذیر اوسط)

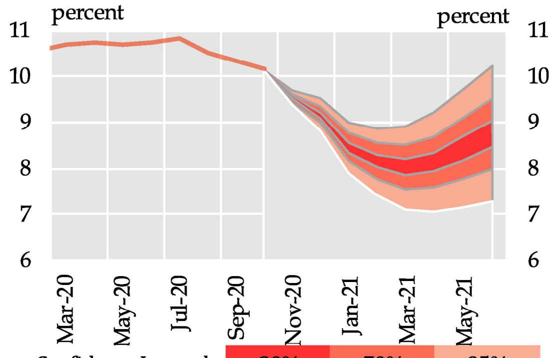

Source: SBP staff estimates as of November,2020

غیر تلف پذیر غذائی اجزا کے تناظر میں اکتوبر 2020ء اور نومبر 2020ء کے مہینوں میں (سال بہ سال ماہ بنیاد پر) غذائی اشیا کی قیمتوں بڑا اضافہ درج کیا گیا۔

تاہم معیشت میں فاضل استعداد اور موافق اساسی اثر کو مد نظر رکھتے ہوئے م س 21ء کے لیے مہنگائی کا تخمینہ 7 سے 9 فیصد برقرار رکھا گیا۔ بہر حال یہ شرح متعدد خطرات پر منحصر تھی۔ اضافے کے خطرات میں غذائی اشیا اور توانائی کی قیمتوں کے بڑھنے کا امکان شامل تھا، جبکہ کمی کے خطرات کو وڈوبا کی دوسری لہر سے وابستہ تھے (**شکل 3.1**)۔

نمو اور مہنگائی کے حوالے سے غیر تبدیل شدہ مجموعی تناظر میں زری پالیسی کے موجودہ موقف کو بحالی کا عمل درست رکھنے کے لیے مناسب گردانا گیا، کیونکہ مہنگائی کی توقعات خاصی قابو میں تھیں۔ چنانچہ، نومبر 2020ء میں زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) کے اجلاس میں پالیسی ریٹ 7 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا گیا (**شکل 3.2**)۔

3.2 زری مجموعے

م س 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران زرِ وسیع میں 5.6 فیصد نمو ہوئی، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں تھوڑی سی کم یعنی 5.2 فیصد بڑھی تھی۔ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں خالص بیرونی اثاثوں اور خالص ملکی اثاثوں دونوں میں اضافہ درج کیا گیا، جو گذشتہ سہ ماہی کے رجحان سے مختلف تھا، جس

شکل 3.2: اہم شرح ہائے سود کے رجحانات

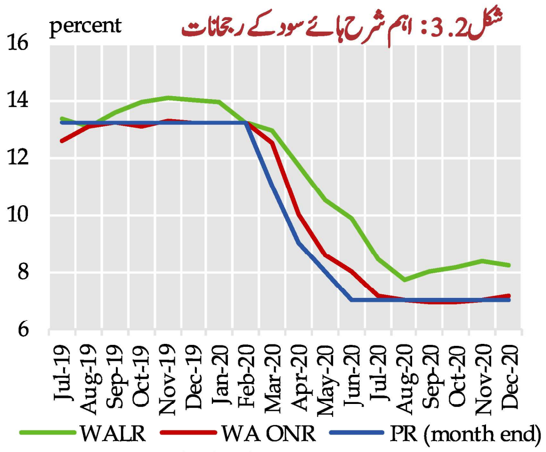

Source: State Bank of Pakistan

میں زری رسد میں تمام تر اضافہ محض خالص بیرونی اثاثوں کا مرہون منت رہا تھا (**جدول 3.1**)۔

یہ امر اہم ہے کہ 31 ماہ کے وقفے کے بعد دسمبر 2020ء میں بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں اضافہ شروع ہو گیا۔ جاری کھاتے کے توازن میں بہتری اور حکومت کے بیرونی قرضوں میں اضافہ بھی، جس سے اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس کی وجوہ تھیں۔

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں 271.5 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 618.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ اس اضافے میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کی سطح میں بہتری کا بڑا حصہ شامل ہے (**شکل 3.3**)۔ خالص ملکی اثاثوں کے حوالے سے م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں نجی شعبے کو قرضوں کی فراہمی میں بڑے اضافے کے ساتھ ساتھ بینکاری نظام سے حکومت کی بلند میزانی قرض گیری نے بینکاری نظام کے ملکی اثاثوں میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔

جہاں تک زرِ وسیع کے واجبات کا تعلق ہے تو م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں زیرِ گردش کرنسی میں 104.9 ارب روپے اضافے سے اس کی نمو میں دوبارہ اضافہ شروع ہو گیا، جو گذشتہ سہ ماہی میں 40.4 ارب روپے گھٹی اور پچھلے

جدول 3.1: زری مجموعےع

ارب روپے

	م س 20ء			م س 21ء		
	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی ششماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی ششماہی
ایم 2 (الف+ب)	105.2	812.1	917.3	260.5	902.3	1,162.7
الف۔ خالص بیرونی اثاثے	259.6	618.4	878.0	307.3	271.5	578.8
ب۔ خالص ملکی اثاثے	-154.4	193.7	39.3	-46.8	630.8	584.0
میزانی قرض گیری*	156.0	30.6	186.6	285.2	152.1	437.3
اسٹیٹ بینک	-1,586.9	846.4	-740.5	-281.9	-304.0	-585.9
جدولی بینک	1,742.9	-815.7	927.1	567.1	456.0	1,023.2
اجناسی سرگرمیاں	-15.6	-12.9	-28.5	-59.9	-19.4	-79.3
نجی شعبے کے قرضے	-16.9	232.5	215.6	-76.6	420.1	343.5
سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے (پی ایس ایز)	-2.0	-0.3	-2.4	-11.9	-17.4	-29.3
دیگر اجزا خالص	-275.2	-58.8	-334.0	-184.7	91.7	-92.9
زرِبنیاد	-207.4	372.6	165.3	-149.0	160.8	11.7
زیرِ گردش کرنسی	289.1	40.8	330.0	-40.4	104.9	64.5
ڈپازٹ	-184.9	772.3	587.4	289.3	792.5	1,081.8

ع: عبوری

* یہ اعداد و شمار اضافہ پذیری کی بنیاد پر ہیں۔ باب 4 کے جدول 4.1 میں پیش کردہ نقد بینک مالکاری کی رقم سے یہ میل نہیں کھاتے۔

ماخذ: بینک دولتِ پاکستان

سال اسی عرصے میں 40.8 ارب روپے بڑھی تھی۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی طور پر کمرشل بینکوں کے ڈپازٹس میں 1081.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 587.4 ارب روپے بڑھے تھے۔[2] مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں ڈپازٹس میں بہتری آنے کے باوجود مجموعی ڈپازٹ تا کرنسی تناسب اوسطاً 41.6 فیصد کی بلند سطح پر رہا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 41.5 فیصد تھا۔

حکومتی قرضے

م س 21ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری نظام سے سرکاری قرضے دگنے سے بھی زیادہ ہو گئے۔ جزواً، اس کی وجہ مالیاتی خسارہ بڑھنا اور نان بینک ذرائع سے رقوم

شکل 3.3: خالص بیرونی اثاثوں میں سہ ماہی وار تبدیلی

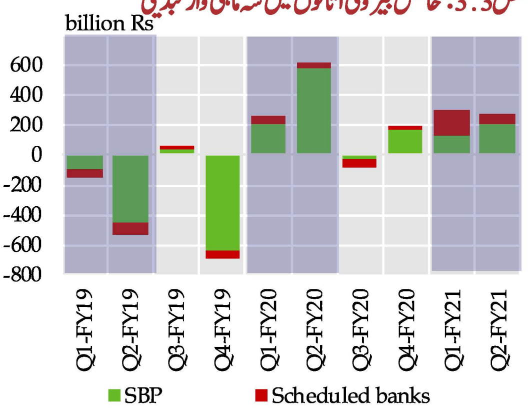

Source: State Bank of Pakistan

[2] م س 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران ڈپازٹس میں سال بسال اضافے کا بیشتر حصہ پہلی سہ ماہی (289.3 ارب روپے) سے برآمد ہوا، جبکہ ڈپازٹس میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں 184.9 ارب روپے کی کمی آئی۔ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں ڈپازٹس میں بہت تھوڑا سا سال بسال اضافہ ہوا۔

کا پست حصول بھی ہے (**شکل 3.4**)۔[3] اس کے ساتھ ساتھ خسارے کی عدم تسکیک کے حکومتی عزم کے پیشِ نظر، اعانتِ میزانیہ کے لیے کمرشل بینکوں پر انحصار بلند رہا۔

شکل 3.4: مالیاتی خسارے کی مالکاری کے ذرائع

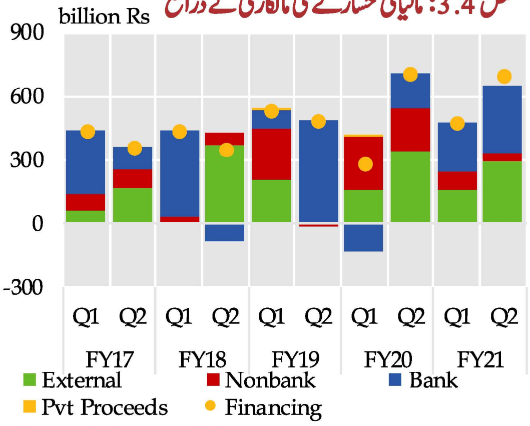

Source: Ministry of Finance

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت نے ٹی بلز کی بہ نسبت طویل میعاد کے بانڈز کے خالص میعادی اہداف بدستور بلند رکھے۔ قدرے پست شرح سود کے تناظر میں معین شرح پی آئی بیز سود کے مقابلے میں رواں شرح پی آئی بیز کے اہداف دگنے سے بھی زیادہ رہے۔ نہ صرف رواں شرح کے تمسکات کی پیشگی نیلامی کے اہداف بلند رہے بلکہ حکومت نے رواں شرح کے نئے پی آئی بیز مع سہ ماہی کوپن بھی متعارف کرا دیے (**باکس 3.1**)۔

باکس 3.1: پاکستان کی رواں شرح بانڈ منڈی میں ہونے والی حالیہ تبدیلیوں کا جائزہ

مئی 2018ء میں 10 سالہ مدت پر مشتمل پاکستان کا پہلا رواں شرح سرکاری بانڈ متعارف کرایا گیا۔ اس تمسک کے اجرا کا مقصد میعاد کے خطرے کے اکتشاف کے بغیر منڈی کو طویل مدتی بانڈز میں سرمایہ کاری کی گنجائش فراہم کرنا تھا۔ بعد ازاں جون 2020ء میں، پست شرح سود کے حالات میں، حکومت نے اپنے موجودہ رواں شرح بانڈز میں نئی وسط مدت کا اضافہ کیا، جن کی مدت تین سال اور پانچ سال تھی۔ مزید یہ کہ، تمام عرصیتوں کے لیے کوپن کا ڈھانچہ یکساں رہا، یعنی ششماہی کوپن مع نشانیہ شرح ششماہی یافتوں کے ٹی بلز سے منسلک اور ایک اضافی مارجن جو بانڈ کی مدت اور سیالیت پریمیم کا عکاس ہے۔

جدول 3.1.1: رواں شرحوں کے پی آئی بیز

کوپن کا تعدد	کوپن کی تجدید	عرصیت	نشانیہ*
سہ ماہی	دو ہفتے	2 سال	تین ماہ کے ٹی بل
سہ ماہی	سہ ماہی	3 سال	تین ماہ کے ٹی بل
سہ ماہی	سہ ماہی	5 سال	تین ماہ کے ٹی بل
سہ ماہی	سہ ماہی	10 سال	تین ماہ کے ٹی بل
ششماہی	ششماہی	3 سال	6 ماہ کے ٹی بل
ششماہی	ششماہی	5 سال	6 ماہ کے ٹی بل
ششماہی	ششماہی	10 سال	6 ماہ کے ٹی بل

*نشانیہ متعلقہ تمسک کی حالیہ نیلامی (کوپن کی تجدیدی تاریخ) کی بہ وزن اوسط یافت ہوتی ہے۔

ماخذ: بینک دولتِ پاکستان

حکومت نے اکتوبر 2020ء میں رواں شرح بانڈز کی گنجائش کو مزید بروئے کار لانے کے لیے نئے پی ایف ایلز متعارف کرائے، جس میں منڈی کے لیے مزید موافق خصوصیات شامل تھیں۔ تاہم، ایک مرتبہ پھر نہ صرف ایک اور عرصیت شامل کی گئی بلکہ نئے کوپن ڈھانچوں کی بھی پیشکش کی گئی۔ تین سالہ، پانچ سالہ اور دس سالہ عرصیت کے حامل تمسکات میں اب سہ ماہی کوپن کے ساتھ سہ ماہی تجدید بھی شامل کر دی گئی ہے، جو سہ ماہی یافتوں کے ٹی بلز سے منسلک تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ دو سالہ مدت کا ایک پی ایف ایل بھی متعارف کرایا گیا، جو دو ہفتوں کی تجدید پر مبنی ایک منفرد خصوصیت، اور سہ ماہی بنیادوں پر کوپن ادائیگی، کے حامل کوپن پر مشتمل تھا۔ مختصراً، اس وقت منڈی میں رواں شرح کے حامل سات تمسکات موجود ہیں، جن کی عرصیتیں 2 تا 10 سال ہیں۔ اس کے برعکس، منڈی میں متعدد اقسام کے تمسکات کی موجودگی کسی حد تک نہ صرف الجھن کا باعث بنتی ہے بلکہ رواں شرح تمسکات کی سیالیت بہتر بنانے کے حوالے سے بھی ضرر رساں ہے۔

[3] م س 21ء کی پہلی ششماہی میں نان بینک مالکاری گر کر 132.2 ارب روپے رہ گئی، جو م س 20ء کی پہلی ششماہی اور م س 19ء کی پہلی ششماہی میں بالترتیب 439.4 ارب روپے اور 234.4 ارب روپے تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت نے رواں شرح کے پی آئی بیز کی نیلامی کے ڈھانچے میں بھی تبدیلیاں کردیں، جس کا مقصد رواں شرح تمسکات کو سادہ بنانا اور اس کے نرخوں کی معیار بندی کرنا تھا۔ 16 اکتوبر 2020ء کے بعد سے پی ایف ایل کے تازہ اجرا میں پرائمری ڈیلروں کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ مارجن کے بجائے نرخوں پر بولی لگائیں، چنانچہ مارجن مؤثر انداز میں صفر تک آ گئے۔ تاہم، نرخوں میں ردوبدل کی تلافی کے ساتھ مجموعی نفع اتنا ہی رہنے کا امکان ہے۔ ثانوی بازار کے حوالے سے یہ تبدیلی رواں شرح تمسکات کے نرخوں کو مزید معیار بند بنائے گی نہ کہ پہلے کی طرح جب نرخوں میں بھی تمسک کے مارجن کی مضمر بولی کے اثر کی عکاسی ہوتی تھی۔ دریں اثنا، رواں شرح پی آئی بیز کی نیلامی مسابقتی بولی کے یکساں نرخوں کے حامل ڈھانچے سے مسابقتی بولی کے متعدد نرخوں کے حامل فریم ورک (16 اکتوبر 2020ء سے) پر منتقل ہوگئی۔ حکومت کو اس تبدیلی سے قطع شرحوں سے کم پیشکشوں کی حامل بولیوں کے حوالے سے اور قرضوں کی ادائیگی کی لاگت کم کرنے میں مدد ملنی چاہیے۔

شکل 3.5: واجب الادا قابلِ فروخت تمسکات

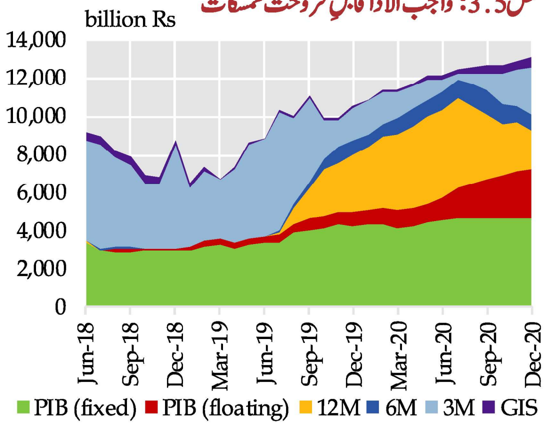

Source: State Bank of Pakistan

شکل 3.6: ثانوی منڈی کی یافتیں

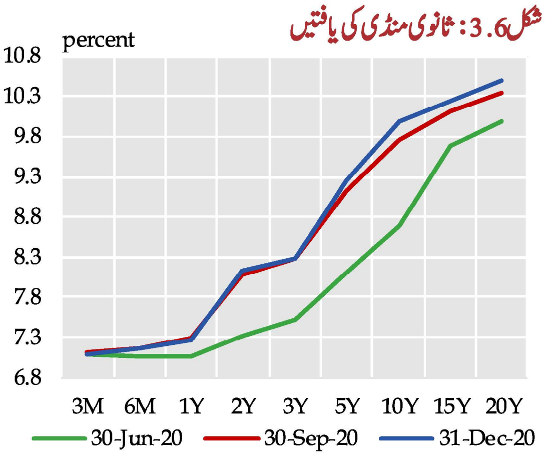

Source: MUFAP

حکومت کی مسلسل کوششوں سے واجب الادا حکومتی تمسکات کا اسٹاک نہ صرف متنوع ہوگیا بلکہ اس کی عرصیت کی مدت بھی اوسطاً بہتر ہوگئی (**شکل 3.5**)۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پورے م س 20ء میں شرح سود کی توقعات خاکۂ عرصیت میں توسیع کے حکومتی ہدف کے لیے موافق حالات پیش کرتی رہیں۔[4] تاہم موجودہ تناظر میں شرح سود کی توقعات ایک رکاوٹ کا کردار ادا کررہی ہیں۔ خط یافت کے بتدریج عمودی ہونے سے حکومت کے لیے قابلِ فروخت تمسکات کا خاکۂ عرصیت برقرار رکھنا زیادہ دشوار ہوسکتا ہے (**شکل 3.6**)۔

یہ امر اس بات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سہ ماہی مدت کے ٹی بلز تیزی سے منڈی کی ترجیح بن رہے ہیں۔ نتیجتاً، واجب الادا حکومتی تمسکات میں سہ ماہی تمسکات کا حصہ بڑھنا شروع ہوگیا ہے۔ جو حکومتی قرض گیری کے اہداف سے مطابقت نہیں رکھتا۔ م س 21ء کی پہلی ششماہی میں شرح سود برقرار رہنے کی وجہ سے منڈی کی پیشکشوں کا ارتکاز سہ ماہی ٹی بلز میں ہورہا ہے۔ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران موصول ہونے والی مجموعی مسابقتی پیشکشوں میں سے 90 فیصد سہ ماہی ٹی بلز کے لیے تھیں، اس کی بہ نسبت گذشتہ سہ ماہی میں یہ حجم 45 فیصد تھا۔ اس کے نتیجے میں ٹی بلز کا مجموعی اجرا، م س 21ء کی دوسری سہ ماہی کے قبل از نیلامی ہدف سے تقریباً 500 ارب روپے زائد رہا (**جدول 3.2**)۔

---

[4] م س 20ء کے آغاز میں سودی شرحیں 13.25 فیصد کی بلند ترین سطح پر پہنچنے سے جولائی 2019ء کی زری پالیسی کمیٹی کے فیصلے میں منڈی کی شرح میں اضافے کی توقعات ماند پڑ گئی تھیں، اس لیے طویل مدتی بانڈز منڈی کے لیے زیادہ پُرکشش بن گئے۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 3، اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 20ء)

جدول 3.2: م س 21ء کی دوسری سہ ماہی کے لیے تمسک وار نیلامی کا خلاصہ

ارب روپے

	ہدف	عرصیت	پیشکش*	منظور کردہ
ٹی بلز	**2,750.0**	**3,493.9**	**4,725.1**	**3,249.4**
3 ماہ	950.0	1,457.5	4,231.8	2,920.4
6 ماہ	950.0	577.1	324.3	241.4
ایک سال	850.0	1,459.3	169.0	87.6
پی آئی بیز (معینہ)	**390.0**	**–**	**186.1**	**42.4**
تین سال	150.0	–	32.1	4.8
5 سال	110.0	–	53.8	–
10 سال	85.0	–	48.2	–
15 سال	30.0	–	25.5	15.0
20 سال	15.0	–	26.6	22.6
پی آئی بیز (رواں شرح)	**930.0**	**–**	**622.7**	**455.1**
2 سالہ سہ ماہی	100.0	–	41.3	7.2
تین سالہ سہ ماہی	120.0	–	222.6	160.7
پانچ سالہ سہ ماہی	120.0	–	107.6	90.5
10 سالہ سہ ماہی	120.0	–	109.1	98.5
تین سالہ	170.0	–	85.6	64.2
5 سالہ ششماہی	160.0	–	27.0	18.0
10 سالہ ششماہی	140.0	–	29.5	16.0
جی آئی ایس–وی آر آر	**105.0**	**–**	**300.3**	**201.2**
جی آئی ایس–ایف آر آر	**45.0**	**–**	**18.5**	**–**
مجموعہ	**4,220.0**	**3,493.9**	**5,852.7**	**3,948.1**

* صرف مسابقتی بولیاں

ماخذ: بینک دولت پاکستان

اس دوران معین اور رواں شرح پی آئی بیز میں منڈی کی دلچسپی پست رہی۔ اس میں پیشکشیں نہ صرف گذشتہ سہ ماہی سے کم رہیں بلکہ حکومت کے قبل از نیلامی اہداف سے بھی کم رہیں۔ معین شرح والے پی آئی بیز کے لیے حکومت بلند قطع شرحیں قبول کرنے سے بھی گریزاں رہی، لہٰذا، م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت محض 11 فیصد ہدف حاصل کر سکی۔ معین شرح پر طویل مدتی تمسکات کے ذریعے رقوم کے حصول میں مشکل صورتِ حال کے پیشِ نظر حکومت نے اپنے خاکۂ عرصیت کو برقرار رکھنے کے لیے منفرد متغیر کوپن کی خصوصیت کے حامل پی ایف ایل کو قدرے زیادہ اہمیت دی۔

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں حکومت نے پی ایف ایلز کے موافق ڈھانچے سے مزید فائدہ اٹھانے کے لیے رواں شرحوں کے نئے تمسکات متعارف کرائے۔ منڈی نے بھی سہ ماہی کوپن پی ایف ایل پر اس حد تک مثبت ردعمل کا اظہار کیا کہ ششماہی پی ایف ایلز کی پیشکشوں کے لیے اس کی مالی گنجائش تقریباً ختم ہوگئی۔ اس کے برعکس سہ ماہی وار کوپن والے دوسالہ مدت کے ایک اور نئے پی ایف ایل، جس کے کوپن کی تجدید ہر دو ہفتے میں ہوتی ہے، میں منڈی کی دلچسپی کم رہی، باوجود اس کے کہ یہ تمسک دیگر کی نسبت شرح سود کے خطرے کے پست ترین انکشاف کا حامل ہے۔ منقولی شواہد سے معلوم ہوتا

شکل 3.7: بین البینک سیالیت کے اظہاریے

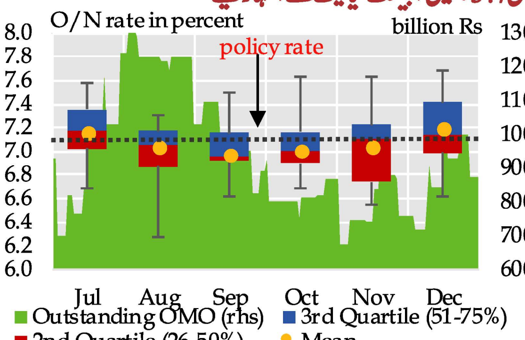

* the box and whisker plots daily movements in the overnight rates (excluding outliers).

Source: State Bank of Pakistan

ہے کہ اس بانڈ کا قدرے نیا ڈھانچہ اس تمسک میں پست شرکت کا موجب بن رہا ہے۔ آگے چل کر جب منڈی کے شرکا کے بیک اینڈ سسٹمز کی تازہ کاری ہو جائے گی تو ممکنہ طور پر یہ تمسک مالی اداروں کے قلیل مدتی واجبات کے لیے ایک کارآمد اثاثہ بن جائے گا۔

اسی طرح حکومت شریعت سے ہم آہنگ تمسکات کے ذریعے بھی بدستور مالکاری حاصل کرتی رہی۔ منڈی نے بھی نیلامی کے اہداف سے تقریباً تین گنا زیادہ مجموعی پیشکشیں دے کر متغیر رینٹل صکوک میں سرمایہ کاری کے حوالے سے گہری دلچسپی ظاہر کی۔ اس کے برعکس معینہ رینٹل صکوک میں شرکت کم رہی۔ مزید برآں، حکومت نے بولی کے پست حجم کے ساتھ منڈی کی بلند قطع شرحوں کی طلب کو مدنظر رکھتے ہوئے معینہ رینٹل تمسکات بھی جاری نہیں کیے۔ اس کے برخلاف م س21ء کی دوسری سہ ماہی میں متغیر رینٹل صکوک کے لیے 105.0 ارب روپے کے ہدف کی بہ نسبت 201.2 ارب روپے کی بلند رقوم کا اجرا ہوا۔

بین البینک سیالیت

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں بین البینک سیالیت کی صورتِ حال، گذشتہ برس کے اسی عرصے کی نسبت، اسٹیٹ بینک کی پست اعانت کی متقاضی تھی۔ سہ ماہی بہ سہ ماہی بنیاد پر م س21ء کی پہلی سہ ماہی میں سیالیت کی صورتِ حال میں مزید بہتری آئی (**شکل 3.7**)۔ بازارِ زر کے سودوں کا اوسط حجم کم ہو کر 822.8 ارب رہ گیا، جو گذشتہ سہ ماہی میں 1048.3 ارب روپے اور گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 912.8 ارب روپے تھا۔ ڈپازٹ اکٹھا ہونے سے سیالیت کا دباؤ تھمنے میں بڑی مدد ملی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر کے ہمراہ سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ای) اور خریداری کی سرکاری ایجنسیوں کی جانب سے قرضوں کی واپسی نے بھی نظام کو سیالیت کے حوالے سے اضافی سہارا دیا۔

سہ ماہی کے پہلے دو ماہ کے دوران سیالیت کے حالات میں ابتدائی طور پر بہتری آئی جبکہ سہ ماہی کے آخر تک دباؤ بحال ہو گیا۔ اکتوبر 2020ء میں کمرشل بینکوں سے حکومتی قرضوں کی ضروریات پست رہیں، اس کے ساتھ ساتھ نجی قرضوں کے استعمال کا دباؤ بہت کم رہا۔ اس کے برعکس ہفتہ وار ڈپازٹس سے حاصل ہونے والی رقوم اور اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے انتظام نے سیالیت کے حوالے سے اضافی سہارا دیا۔ نتیجتاً، واجب الادا ادخالات میں کمی آئی۔ اس کے ساتھ ساتھ کوریڈور کی اوپری سطح کی نسبت نچلی سطح پر بلند سرگرمیوں سے بھی بین البینک منڈی میں سیالیت کی صورتِ حال اطمینان بخش ہے۔ دریں اثنا، م س21ء کی دوسری سہ ماہی میں دیگر دو ماہ کی بہ نسبت اکتوبر کے مہینے میں شبینہ شرحوں کا اوسطاً مطلق انحراف 25 بی پی ایس رہا۔

نومبر 2020ء میں بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات مزید کم ہو کر اوسطاً 787.8 ارب روپے رہ گئے۔ کمرشل بینکوں نے اسٹیٹ بینک کی ریپو سہولت پانچ موقعوں پر استعمال کی، اس کی نسبت صرف ایک مثال ایسی ہے جب بینکوں نے اسٹیٹ بینک کی معکوس ریپو سہولت سے استفادہ کرتے ہوئے قرضہ لیا تھا۔ اس دوران، گذشتہ ماہ کی نسبت شبینہ شرحوں کا پالیسی ریٹ سے مطلق انحراف گذشتہ ماہ سے 3 بی پی ایس بڑھ کر 28 بی پی ایس تک جا پہنچا۔

اس کے برعکس دسمبر میں حکومت نے بینکوں سے قرض لینا جاری رکھا اور نجی قرضوں کی رفتار بڑھنے سے سیالیت کے دباؤ نے جنم لیا، جس کی بنا پر شبینہ شرحیں بلند سطح پر رہیں۔ مہینے کے دوران 18 دن شبینہ شرحیں وقتاً فوقتاً 26 بی پی ایس کے

شکل 3.8: قرضے کے سہ ماہی وار بہاؤ

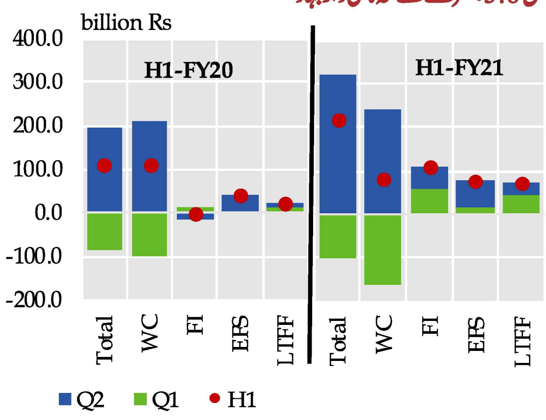

Source: State Bank of Pakistan

مطلق اوسط انحراف کے ساتھ پالیسی ریٹ سے بلند رہیں۔ نتیجتاً اسٹیٹ بینک نے بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات بڑھا کر 860.4 ارب روپے کر دیے۔

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں قرضوں کے استعمال میں خوب اضافہ ہونے سے گذشتہ برس کے اسی عرصے کی نسبت م س 21ء کی پہلی ششماہی میں نجی اداروں کو قرضوں کا اجرا تقریباً دگنا ہو گیا۔ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں قرضوں کے بلند استعمال کی وجہ سے گذشتہ سہ ماہی میں قرضوں کی خالص واپسی کا اثر زائل ہو گیا (**شکل 3.8**)۔

بالخصوص م س 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران قرضوں میں مجموعی اضافے کا بنیادی سبب جاری سرمائے کے قرضے ہیں۔ اسے (i) بہتر صنعتی پیداوار؛ (ii) ٹیکسٹائل اور غیر باسمتی چاول کی برآمدات سے متعلق اضافی سرگرمیوں؛ اور (iii) اسٹیٹ بینک کی نو مالکاری سہولتوں کے استعمال سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں میں تقریباً ایک چوتھائی اضافہ برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) کا مرہونِ منت ہے۔[5]

اگرچہ م س 21ء کی پہلی سہ ماہی میں بھی یہ موافق حالات موجود رہے، تاہم سہ ماہی کے دوران قرضوں میں اضافہ نہ ہو سکا۔ اس کی وضاحت فاضل ذخائر کی دستیابی سے ہو سکتی ہے، جس کی وجہ سے فرموں کے جاری سرمائے کی ضروریات کم ہوئیں۔[6] م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافے کی بنیادی وجہ چاول اور شکر کے شعبوں کی موسمی طلب اور م س 21ء کی پہلی سہ ماہی میں چند شعبوں جیسے ٹیکسٹائل، فولاد اور جوتا سازی کے ذخائر میں دیکھی گئی کمی ہے۔

دوسری جانب م س 21ء کی پہلی ششماہی میں معینہ سرمایہ کاری قرضے میں 115.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 0.8 ارب روپے کے قرضے واپس کیے گئے تھے۔ زیر جائزہ مدت کے دوران بجلی اور ٹیکسٹائل کے شعبے نے اسٹیٹ بینک کی رعایتی اسکیموں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، بالترتیب 45.2 ارب روپے اور 23.8 ارب روپے کے قرضے حاصل کیے۔

جاری سرمائے کے قرضے

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں میں جو اضافہ ہوا، اس نے گذشتہ سہ ماہی میں رقوم کی واپسی کے اثر کو زائل کر دیا۔

م س 21ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی طور پر جاری سرمائے کے قرضوں میں 79.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا، جو م س 20ء کی پہلی ششماہی میں ہونے والے 112.8 ارب روپے کے اضافے سے کم ہے (**جدول 3.3**)۔

[5] م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں برآمدی مالکاری اسکیم کے کُل 62.3 ارب روپے کے قرضوں میں ٹیکسٹائل اور چاول پراسیسنگ کے شعبوں کا بالترتیب حصہ 25.8 ارب روپے اور 19.7 ارب روپے رہا۔

[6] تفصیلات کے لیے دیکھیے، 'پاکستانی معیشت کی کیفیت' پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء کا باب 3۔

جدول 3.3: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے (پہلی ششماہی)

(بہاؤ ارب روپے میں)

	مجموعی قرضے*		جاری سرمائے کے قرضے**		معین سرمایہ کاری	
	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء
نجی شعبے کے کاروباری ادارے	**111.9**	**219.5**	**112.8**	**79.4**	**-0.8**	**110.0**
جس میں: برآمدی مالکاری اسکیم	42.5	78.2	42.5	78.2	-	-
طویل مدتی مالکاری سہولت (بشمول ٹی ای آر ایف)	21.6	72.9	-	-	21.6	72.9
اشیاسازی	122.7	83.7	107.5	14.9	15.1	67.6
چاول پراسیسنگ	26.6	57.2	26.1	55.8	0.6	1.3
کھاد سازی	-0.1	23.3	-0.7	24.5	0.6	3.2
صاف شدہ پیٹرولیم مصنوعات	-14.2	18.4	-14.3	17.7	0.1	1.3
ٹیکسٹائل	112.4	35.4	96.1	11.1	16.3	23.8
خام لوہا اور فولاد	10.4	15.3	3.0	9.5	7.4	5.8
سیمنٹ، چونے کا پتھر اور پلاسٹر	10.2	-0.6	12.8	-4.1	-2.6	3.5
کاغذ اور کاغذ کی مصنوعات	-6.5	-3.4	-4.5	-5.5	-2.0	3.7
سبزیوں اور جانوروں کا تیل اور چربی	-10.3	-10.3	-10.7	-13.0	0.4	2.7
موٹر گاڑی	38.4	-17.4	36.2	-19.6	2.2	2.2
چینی	-45.6	-46.0	-41.5	-54.0	-4.1	8.1
بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	21.6	40.4	23.8	-4.7	-2.2	45.2
تھوک اور خردہ تجارت	-38.8	25.2	-28.1	19.0	-10.7	5.8
کان کنی اور کوہ کنی	1.2	-3.4	-2.3	-7.3	3.4	3.9
ترسیل اور ذخیرہ	17.2	0.2	21.9	-0.3	-4.7	0.5
زراعت، جنگل بانی، ماہی گیری	4.8	11.5	5.2	13.7	-0.4	-2.2
مواصلات	13.1	5.1	-2.9	10.0	15.9	-4.9
رئیل اسٹیٹ سرگرمیاں	5.2	-3.6	5.1	-1.5	0.0	-6.0
تعمیرات	-26.1	13.4	-19.2	3.5	-6.9	-9.7

* نجی شعبے کے کاروباری اداروں کے شعبے میں شعبہ جاتی ردوبدل کی وجہ سے جون 2020ء کے بعد سے قرضوں کے اعداد و شمار پر نظر ثانی کے بعد سے م س 21ء کی پہلی ششماہی کے مجموعی قرضوں میں 30.0 ارب روپے تعمیراتی شعبے کے بھی شامل ہیں۔ تفصیلات کے لیے آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی کا سرکلر نمبر 28 برائے 2020ء ملاحظہ کیجیے۔ ** جاری سرمائے میں تجارتی مالکاری شامل ہے۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 3.9: اہم شعبوں کا قرضوں کا استعمال

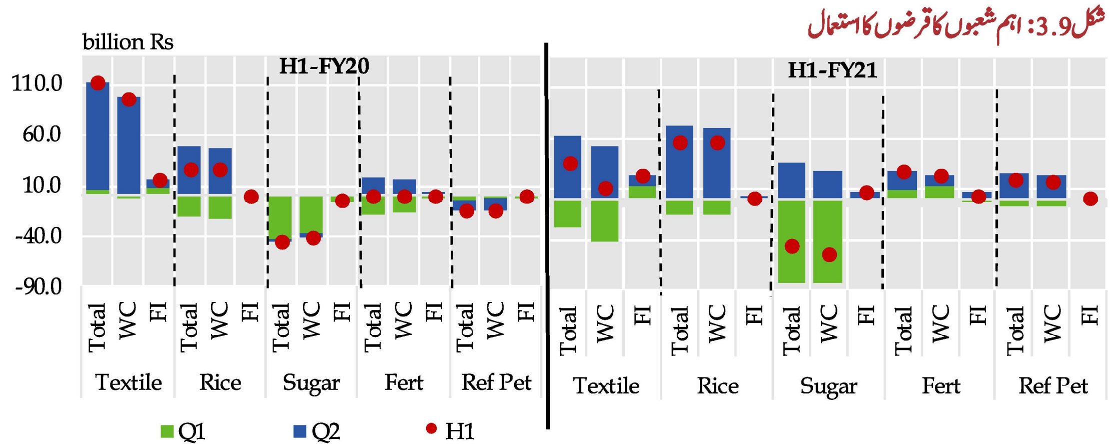

Source: State Bank of Pakistan

م س21ء کی دوسری سہ ماہی میں قلیل مدتی قرضوں کی بلند طلب کی وضاحت، بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں وسیع البنیاد اضافے، چاول اور شکر سے منسلک کاروباری اداروں کی طرف سے قرضوں کے موسمی استعمال، اور ٹیکسٹائل اور غیر باسمتی چاول میں بڑھتی ہوئی برآمدی سرگرمی - جسے بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کی برآمدی مالکاری اسکیم سے فائدہ ہوا - سے ہوتی ہے۔

چاول اور شکر کے کاروباری ادارے عام طور پر پہلی سہ ماہی میں اپنے قلیل مدت قرضے واپس کر دیتے ہیں، اور پھر خام مال کی خریداری کے لیے اگلی سہ ماہی میں دوبارہ قرضہ لیتے ہیں، کیونکہ چاول اور گنا (جو خریف) عموماً مالی سال کی دوسری سہ ماہی میں کاشت کیے جاتے ہیں۔ م س21ء کی دوسری سہ ماہی میں چاول کی پراسیسنگ فرموں نے زراعانت پر مبنی برآمدی اسکیموں سے استفادہ کر کے اپنی برآمدات میں اضافہ کیا، جس کی عکاسی سہ ماہی کے دوران غیر باسمتی چاول کی برآمدات، بلحاظِ حجم اور مالیت دونوں، کے بڑھنے سے ہوتی ہے۔

اسی طرح شکر کے شعبے کے قلیل مدتی قرضوں میں موسمی واپسی کے بعد م س21ء کی دوسری سہ ماہی میں اضافہ ہوا۔ م س21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران قرضوں کے استعمال میں اضافہ چینی کی پیداواری نمو کے ساتھ ساتھ بلند ملکی قیمتوں سے ہم آہنگ تھا۔ تاہم پہلی سہ ماہی میں قرضوں کی واپسی کو دوسری سہ ماہی کے قرضوں نے گہنا دیا (**شکل 3.9**)۔ بحیثیتِ مجموعی م س21ء کی پہلی ششماہی میں شعبے کی خالص واپسی 54.0 ارب روپے درج کی گئی، جبکہ گذشتہ برس قدرے کم یعنی 41.5 ارب روپے کے قرضے واپس کیے گئے تھے۔

م س21ء کی دوسری سہ ماہی میں موسمی طلب کے عامل کے ساتھ ساتھ چند شعبوں کی انوانٹری میں کمی آئندہ سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں کی ضرورت بڑھانے پر منتج ہوئی۔ جون 2020ء تک اضافے کے رجحان کے بعد م س21ء کی پہلی سہ ماہی میں چند شعبوں (جیسے ٹیکسٹائل، فولاد، ملبوسات، جو تا سازی اور منسلکہ مصنوعات کی ڈیزائن) کے اشیا کی انونٹری میں کمی آگئی۔[7]

دریں اثنا، شعبہ ٹیکسٹائل نے اپنی برآمدات بڑھانے کی غرض سے برآمدی مالکاری اسکیم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قلیل مدتی قرضے لیے (**باب 5**)۔

[7] سہ ماہی بہ سہ ماہی بنیاد پر، م س21ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹیکسٹائل، فولاد کی انونٹری، اور ملبوسات، جو تاسازی اور منسلکہ مصنوعات کے ڈیزائن کے شعبوں میں بالترتیب 12.5 فیصد، 35.6 فیصد اور 16.9 فیصد کی کمی آئی (ماخذ: بلومبرگ)۔

شکل 3.10: صارفی مالکاری اور بہ وزن اوسط شرح قرض گاری*

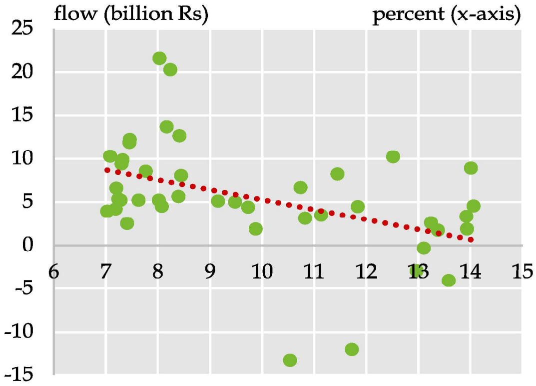

* July 2017 - December 2020
Source: State Bank of Pakistan

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ٹیکسٹائل شعبے کے جاری سرمائے کے قرضوں میں نصف سے زیادہ اضافہ برآمدی مالکاری اسکیم کے وسیلے سے ہوا۔

م س 21ء کی پہلی ششماہی میں کھاد سازی کے شعبے میں پیداوار کی بحالی قلیل مدتی قرضوں کو 24.5 ارب روپے تک بڑھادینے پر منتج ہوئی، جبکہ گذشتہ برس خالص واپسی ہوئی تھی جو تھوڑی سی یعنی 0.7 ارب روپے تھی۔[8] م س 21ء کی پہلی سہ ماہی میں قرضوں کی نمو زیادہ نمایاں تھی، جب کھاد سازوں کی درآمدات 23.8 فیصد سال بسال بڑھنے سے ان کی قلیل مدتی قرضوں کی ضرورت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ تاہم م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں کھاد کی درآمدات میں 45.3 فیصد سال بسال کمی نے جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب کم کردی۔

م س 21ء کی پہلی ششماہی میں پیٹرولیم ریفائنریوں نے 17.7 ارب روپے کے قرضے لیے۔ اس کی بہ نسبت گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 14.3 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی۔ قرضوں کے استعمال کا تمام تر اضافہ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں مرتکز رہا، کیونکہ ملک کی بڑی آئل کمپنیوں نے ملک میں معاشی سرگرمیوں میں اضافے کی وجہ سے ایندھن کی بڑھتی ہوئی طلب پوری کرنے کی غرض سے قلیل مدتی قرضوں کا حصول جاری رکھا۔ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ امر پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں 11.5 فیصد سال بسال اضافے سے مطابقت رکھتا ہے۔ دوسری جانب م س 21ء کی پہلی ششماہی میں تھوک اور خردہ فروشوں نے 19.0 ارب روپے کے قرضے لیے جبکہ گذشتہ برس قرضوں کی خالص واپسی کا حجم 28.1 ارب روپے تھا۔ اس میں بیشتر اضافہ م س 21ء کی پہلی سہ ماہی میں مرتکز ہے کیونکہ لاک ڈاؤن کی پابندیوں میں نرمی کے بعد معاشی سرگرمیوں کی بحالی کے باعث ایندھن کی تھوک فروخت میں تھوڑا سا اضافہ ہوا تھا۔[9]

معینہ سرمایہ کاری قرضے

م س 21ء کی پہلی ششماہی میں معینہ سرمایہ کاری قرضوں کا حجم 110.0 ارب روپے تھا، جبکہ گذشتہ برس 0.8 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی۔ نجی شعبے نے طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) اور عارضی نو مالکاری سہولت (ٹی ای آر ایف) سے استفادہ کیا، بالخصوص دوسری سہ ماہی میں عارضی نو مالکاری سہولت کے تحت قرضوں کی تقسیم میں بڑا اضافہ ہوا، جو م س 21ء کی پہلی سہ ماہی کے 4.5 ارب روپے سے بڑھ کر 26.1 ارب روپے تک جا پہنچے۔

م س 21ء کی پہلی ششماہی میں اشیا سازی اور ٹیکسٹائل کے کاروباری اداروں نے 23.8 ارب روپے اور اس کی نسبت گذشتہ برس 16.3 ارب روپے کا قرضہ لیا۔ شعبہ ٹیکسٹائل نے رعایتی مالکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بالخصوص ٹیکسٹائل مشینری درآمد کرنے کے لیے طویل مدتی قرضے لیے۔ یہ رویہ ٹیکسٹائل

8 م س 21ء کی پہلی ششماہی میں کھاد کی پیداوار میں 8.4 فیصد اضافہ ہوا، جو م س 20ء کی پہلی سہ ماہی میں 4.9 فیصد تھا۔

9 تفصیلات کے لیے دیکھیے، 'پاکستانی معیشت کی کیفیت' پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء کا باب 3۔

شکل 3.11: صارفی مالکاری

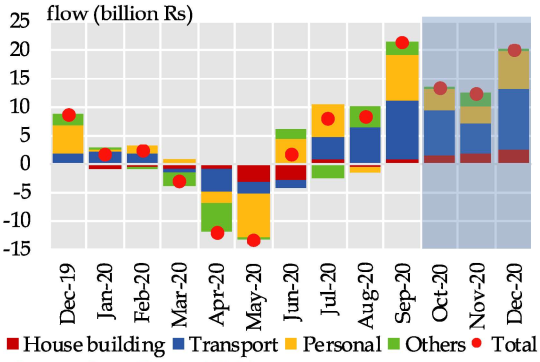

Source: State Bank of Pakistan

مشینری کی درآمدات میں سال بسال نمو سے بھی ہم آہنگ تھا، خصوصاً م س 21ء کے دوران۔[10]

غیر اشیا ساز اداروں میں بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم ہی صرف وہ بڑا شعبہ تھا، جس نے بلند معینہ سرمایہ قرضے حاصل کیے۔ بجلی کی فرموں نے بیشتر معینہ قرضے استعداد کاری اور بجلی پیدا کرنے والی مشینری کی درآمد کرنے کے لیے حاصل کیے۔[11]

صارفی مالکاری

م س 21ء کی پہلی ششماہی میں صارفی مالکاری کا مجموعی حجم 84.7 ارب روپے درج کیا گیا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 14.0 ارب روپے تھا۔ م س 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قرضوں میں ہونے والے اضافے میں دوسری سہ ماہی کے دوران مزید تیزی آئی، جب م س 20ء کی دوسری سہ ماہی کے 16.7 ارب روپے کی نسبت صارفی قرضے 46.6 ارب روپے تک جا پہنچے۔ اس بہتری کی بنیادی وجہ آٹو اور ذاتی قرضے ہیں، کیونکہ صارفین نے م س 21ء کی پہلی ششماہی میں بینکوں کی پست شرحِ قرض گاری سے فائدہ اٹھایا۔ **(شکل 3.10)**

شکل 3.12: سال بسال مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت کے اجزائے ترکیبی

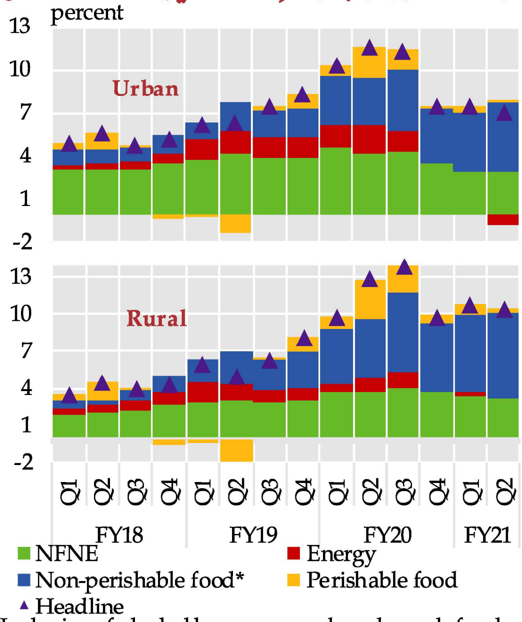

*Inclusive of alcohol beverages and readymade food

Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال کی دوسری سہ ماہی میں ہاؤس بلڈنگ قرضوں میں بھی قابل ذکر اضافہ ہوا **(شکل 3.11)**۔ اس کا امکان یوں ہے کہ اسٹیٹ بینک کے مقرر کردہ لازمی اہداف ہیں، جن کے مطابق بینکوں کو 31 دسمبر 2021ء تک نجی شعبے کے قرضوں کے مجموعی جز دان میں مکاناتی اور تعمیراتی قرضوں کا حجم پانچ فیصد تک بڑھانا ہے۔

3.4 مہنگائی

م س 21ء کی پہلی ششماہی میں مہنگائی کے دباؤ میں پیہم کمی آتی رہی۔ بالخصوص م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں قومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 8.4 فیصد رہی، جو م س 21ء کی پہلی سہ ماہی میں 8.8 فیصد اور م س 20ء کی دوسری سہ ماہی میں 12.1 فیصد تھی۔ معیشت میں فاضل استعداد اور مدھم لاگتی (cost push) عوامل کی وجہ سے غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں استحکام درج کیا گیا۔ تاہم گذشتہ

[10] پاکستان دفتر شماریات کے مطابق م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات 33.1 فیصد بڑھی جو م س 20ء کی دوسری سہ ماہی میں 13.1 فیصد کم ہوئی تھی۔

[11] م س 21ء کی پہلی ششماہی میں بجلی سازی کی مشینری کی درآمدات میں 31.8 فیصد اضافہ ہوا، جو م س 20ء کی پہلی ششماہی میں 19.1 فیصد تھا (ماخذ: پی بی ایس)۔

شکل 3.13: غذائی مہنگائی کے سروے

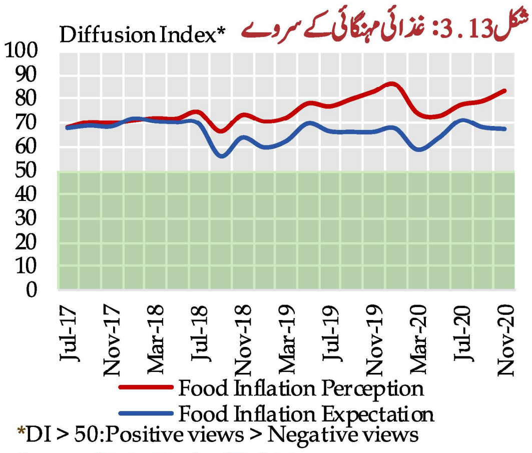

*DI > 50:Positive views > Negative views

Source: State Bank of Pakistan

برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں م س 21ء کی دونوں سہ ماہیوں میں تلف پذیر غذائی اشیا کے باعث غذائی مہنگائی بلند رہی، جبکہ تلف پذیر غذائی اشیا کی مہنگائی میں کمی آئی (**شکل 3.12**)۔ دوسری جانب سرکاری نرخوں والی اشیا کی قیمتوں میں استحکام سے مہنگائی کی سال بسال مجموعی رفتار تھم گئی، جبکہ دوسری سہ ماہی میں مہنگائی کے دیگر اجزا میں تقریباً کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس رجحان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصے میں مہنگائی کے اسباب رسدی زمرے کے مسائل کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی عالمی غذائی قیمتوں کا نتیجہ تھی۔

تاہم غذائی اشیا کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے صرفی باسکٹ میں قدرے بلند حصے نے غذائی قیمتوں کے بارے میں گھریلو صارفین کی توقعات کے اشاریے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گذشتہ چھ ماہ کی نسبت غذائی اشیا کی موجودہ قیمتوں کو کیسے دیکھتے ہیں) کو پچھلی لہر کی نسبت بلند رکھا، جبکہ آئندہ چھ ماہ کے لیے غذائی اشیا کی قیمتوں کی توقعات مجموعی طور پر مستحکم رہی ہیں کیونکہ نومبر 2020ء سے گندم اور چینی کی قیمتوں میں استحکام کا آغاز ہوگیا (**شکل 3.13**)۔

غذائی اشیا بدستور مہنگائی کی بڑی وجہ بنی رہیں

غذائی اشیا (بڑی حد تک غیر تلف پذیر غذائی اجزا) جن کا شہری صارف اشاریہ قیمت باسکٹ 37 فیصد اور دیہی صارف اشاریہ قیمت میں 46 فیصد وزن ہے، کی مہنگائی سہ ماہی کے دوران ایک بڑا چیلنج بنی رہی (**جدول 3.4**)۔ غیر تلف پذیر غذائی اجزا کے زمرے میں پولٹری مصنوعات یعنی مرغی کا گوشت اور انڈے، اور ریشہ دار غذائی گروپ یعنی گندم، آٹا اور خوردنی تیل زیادہ دباؤ کا موجب بنے۔ زراعت، پولٹری مصنوعات کی پیداوار، رسد کے مسائل اور غذائی اشیا کی بلند عالمی قیمتیں ہی بنیادی طور پر ملکی منڈی میں بلند قیمتوں کا سبب بنیں (**شکل 3.14**)۔

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں پولٹری اشاریے (شہری اور دیہی علاقوں دونوں) میں 40 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں کم ہوا تھا (**شکل 3.15**)۔ پست اساسی اثر کے ساتھ ساتھ،[12] متعدد عوامل نے اس میں اپنا کردار ادا کیا۔ مثلاً، لاک ڈاؤن کے بعد شادی ہال کھولنے کی حکومتی اجازت کی وجہ سے مرغی کے گوشت کی طلب میں خاصا اضافہ ہوگیا تھا۔ چنانچہ، شادیوں کے موسم سے متعلق اضافی طلب بھی ابھر کر سامنے آئی۔ دوسری جانب رسد میں کمی آئی، کیونکہ گذشتہ چند ماہ میں لاک ڈاؤن سے متاثرہ کئی پیداکنندگان اپنا کاروبار بحال نہ کرسکے تھے۔[13] نقصانات کے ساتھ ساتھ کووڈ وبا کی دوسری لہر سے متعلق غیر یقینی کی کیفیت بھی حاوی رہی۔ اگرچہ قیمتوں پر رسد و طلب کے دباؤ نے صارفین کو اپنے نرغے میں لیے رکھا، تاہم پولٹری فیڈ کی عالمی قیمتوں کے رجحان کے مطابق ملکی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا۔ صنعتی ماہرین کے مطابق مرغی کے گوشت اور انڈوں کی مجموعی پیداواری لاگت میں پولٹری فیڈ کا حصہ تقریباً 70 سے 75 فیصد ہے، جبکہ درآمدی اجزا کا پولٹری فیصد

[12] م س 20ء کی دوسری سہ ماہی میں رسد میں بہتری آنے سے قیمتوں میں کمی آئی، جو م س 20ء کی پہلی سہ ماہی میں بہت زیادہ بڑھ گئی تھیں، اس کا سبب خام مال کی قیمتیں بڑھنے کی وجہ سے چند مرغ بانوں کی طرف سے پیداوار معطل کرنا تھا۔

[13] مارچ 2020ء میں سخت لاک ڈاؤن کے بعد مرغی کے گوشت کی قیمتیں بہت زیادہ گر گئی تھیں۔

جدول 3.4: اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت اور حصہ

اجزا	شہری						دیہی					
	وزن*	پہلی ششماہی		دوسری سہ ماہی			وزن*	پہلی ششماہی		دوسری سہ ماہی		
		م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء	حصہ*		م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء	حصہ*
عمومی		11.0	7.3	11.6	7.1			11.3	10.6	12.9	10.4	
غذا اور الکحل سے پاک مشروبات	30.4	14.8	14.0	17.4	13.9	4.2	40.9	15.5	16.2	18.7	16.2	6.7
گندم	0.6	12.5	37.7	15.3	37.1	0.2	3.5	13.3	38.7	17.2	38.5	1.2
گندم کا آٹا	3.0	12.2	18.8	14.5	17.0	0.5	3.4	14.1	23.1	16.8	21.5	0.7
مرغی کا گوشت	1.4	12.2	12.5	-11.6	43.0	0.5	1.5	8.9	14.8	-9.2	39.0	0.5
انڈے	0.5	-2.4	45.2	-0.8	52.3	0.3	0.6	-3.3	44.7	-2.1	52.9	0.3
غیر تلف پذیر اشیا	26.0	11.3	15.2	10.9	16.1	4.0	35.1	11.1	17.2	11.5	18.4	6.2
تلف پذیر اشیا	4.5	34.9	8.1	57.6	4.3	0.2	5.8	40.1	10.2	62.9	6.4	0.5
چینی	1.1	33.1	25.8	32.0	28.2	0.3	2.0	34.2	26.1	32.7	29.7	0.5
مرچ مصالحے	1.3	19.4	40.2	18.3	40.6	0.6	1.5	14.4	53.8	15.9	52.3	0.8
الکحل والے مشروبات ، تمباکو	0.9	22.6	5.9	17.3	6.5	0.1	1.3	25.9	5.6	21.2	5.4	0.1
کپڑے اور جوتے	8.0	8.9	8.5	9.2	8.6	0.7	9.5	9.1	10.5	9.8	10.2	1.0
مکانات ،بجلی ،گیس	27.0	8.7	3.6	9.1	2.5	0.7	18.5	4.5	5.3	6.1	4.0	0.7
فرنیچر اور گھریلو آلات	4.1	11.8	6.3	11.3	6.4	0.3	4.1	10.1	9.9	10.2	9.9	0.4
صحت	2.3	11.2	6.9	10.9	7.3	0.2	3.5	12.1	8.8	12.3	8.4	0.3
ٹرانسپورٹ	6.1	17.2	-3.3	16.0	-3.2	-0.2	5.6	14.9	-2.7	13.3	-2.6	-0.2
مواصلات	2.4	5.4	0.4	5.2	0.5	0.0	2.0	1.9	0.3	1.8	0.4	0.0
تفریح اور ثقافت	1.7	6.9	3.0	6.5	3.1	0.0	1.4	7.9	5.7	7.9	6.1	0.1
تعلیم	4.9	6.6	1.0	6.3	1.1	0.1	2.1	5.2	1.6	5.2	2.1	0.0
ریسٹورینٹس اور ہوٹل	7.4	5.1	8.5	5.0	9.4	0.7	6.2	7.9	8.8	8.3	9.3	0.6
متفرق اشیا اور خدمات	4.8	11.6	10.7	11.0	10.3	0.5	5.0	12.7	14.3	12.6	14.1	0.7
غیر غذائی غیر توانائی	53.7	8.0	5.5	7.6	5.6	3.0	42.6	8.4	7.7	8.4	7.6	3.2

وزن=وزن اور حصہ = دوسری سہ ماہی میں حصہ

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

میں حصہ 50 سے 55 فیصد ہے۔[14] م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں پولٹری فیڈ کے زیادہ تر اجزا کی قیمتوں میں اضافہ دیکھا گیا(**شکل 3.16**)۔

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں گندم کی قیمتیں 37 فیصد سے زیادہ بڑھیں، جبکہ زیر جائزہ مدت دوران آٹے کی قیمتوں میں اضافے کی رفتار شہری علاقوں کے مقابلے میں دیہی علاقوں میں

14 مکئی، سویابین میل، کنگی، کینولا میل، سورج مکھی میل اور گندم چوکر کو زیادہ تر پولٹری فیڈ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

شکل 3.14: غذائی نرخوں کے اشاریے

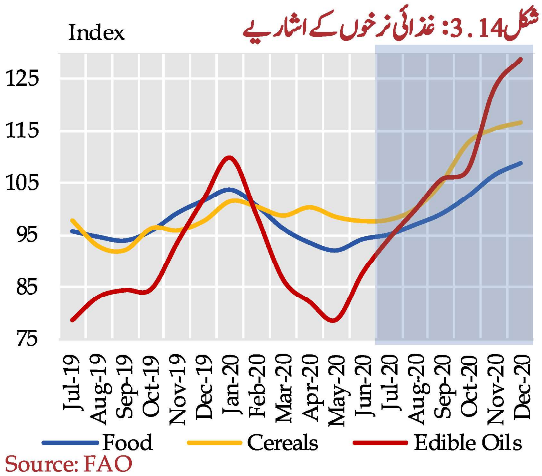

Source: FAO

زیادہ تیز رہی۔ گندم کے آٹے کے اشاریے کا تجزیہ کرتے ہوئے، اس عرصے کے دوران باسکٹ کے اجزائے ترکیبی کو بھی قیمتوں میں فرق کی ایک وجہ قرار دیا گیا تھا[15] جس میں باسکٹس کے وزن میں فرق کے ساتھ ساتھ خردہ منڈیوں /پیداوار سے صارفین تک کے فاصلہ کے باعث ترسیلی لاگت پر پڑنے والا اثر بھی شامل ہے۔

سہ ماہی کا آغاز گندم کی بلند قیمتوں سے ہوا، جس کی وجہ ہدف سے کم پیداوار کے ساتھ ساتھ سرکاری شعبے کی خریداری ایجنسیوں کے پاس موجود محدود ذخیرے کے باعث گذشتہ مہینوں میں جنم لینے والا گندم کا بحران تھا۔[16] تاہم گندم کی قیمتیں نومبر 2020ء کے بعد کم ہونا شروع ہوگئیں کیونکہ بندرگاہوں پر اترنے والی گندم نے ملکی ذخائر بڑھانے کے ساتھ ساتھ حالیہ طلب کا فرق بھی ختم کردیا۔[17] سرکاری شعبے (بذریعہ ٹریڈنگ کارپوریشن پاکستان) اور نجی شعبے کی جانب سے گندم کی خریداری کے ہمراہ رسد میں مستعدی یقینی بنانے کی غرض سے خریداری ایجنسیوں کے ذریعے صوبوں کو گندم کے بروقت اجرا کی کوششوں اور یوٹیلٹی اسٹورز اور فیئر شاپس کے ذریعے گندم کا اجرا، ان سب کی وجہ سے قیمتوں کا دباؤ کم ہوا۔

اسی طرح، باوجود اس کے کہ مجموعی غذائی مہنگائی میں بڑا حصہ چینی کا ہے، م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں تقریباً ڈھائی لاکھ میٹرک ٹن درآمدی چینی کے باعث نومبر 2020ء سے قیمتوں میں کمی آنا شروع ہوگئی۔ عالمی منڈی میں قیمتوں کے

شکل 3.15: غیر تلف پذیر غذائی اشیا کا نقشہ حدت (سال بسال مہنگائی)

	Wt.	Dec-19	Jan-20	Feb-20	Mar-20	Apr-20	May-20	Jun-20	Jul-20	Aug-20	Sep-20	Oct-20	Nov-20	Dec-20
Wheat-U	0.6	21.7	36.1	30.0	19.3	16.8	11.7	22.1	28.5	44.3	42.1	52.2	36.6	24.2
Wheat-R	3.5	22.2	32.2	33.7	24.3	21.9	13.9	20.7	30.4	41.1	45.1	51.1	37.9	28.1
Wheat flour -U	3.0	15.8	24.1	17.4	13.5	14.8	13.0	24.5	18.5	23.4	20.2	24.7	13.3	13.4
Wheat flour -R	3.4	18.3	25.2	20.7	18.0	18.1	14.9	23.2	21.6	26.2	26.7	29.4	19.6	15.8
Edible Oil-U	2.2	16.5	16.4	30.0	29.7	24.2	23.0	22.4	19.7	13.8	13.4	13.5	12.4	13.8
Edible Oil-R	3.0	19.1	26.0	32.1	32.1	28.9	27.7	26.2	21.9	18.8	16.6	16.6	17.1	17.8
Chicken -U	1.4	-17.2	22.6	14.5	4.2	-28.8	4.9	18.5	36.7	-38.3	-23.6	18.2	46.8	67.4
Chicken -R	1.5	-19.0	18.5	21.3	-2.4	-28.5	4.9	13.7	35.7	-27.0	-19.4	15.6	41.0	63.2
Eggs -U	0.5	2.0	18.1	-10.3	-0.1	44.2	19.6	44.9	43.1	28.6	38.6	43.3	48.7	64.4
Eggs -R	0.6	-1.3	12.7	-5.3	-3.1	29.3	17.5	28.0	41.1	30.4	33.2	43.7	49.3	65.3

*Lighter shades depict lower and negative inflation and darker shades indicate higher inflation on YoY basis

Source: Pakistan Bureau of Statistics

15 شہری علاقوں میں گندم کا آٹا تین مختلف معیارات جیسے فائن / بہتر معیار، اوسط معیار اور گندمی آٹے کی بوری کی صورت میں دستیاب ہوتا ہے جبکہ دیہی علاقوں میں اوسط معیار اور آٹے کی بوری کی صورت میں گندم کا آٹا دستیاب ہوتا۔ بلحاظِ مہنگائی شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں گندم کا آٹا (اوسط معیار) اور گندم کے آٹے کی بوری میں تھوڑا سا فرق پڑا، تاہم شہری باسکٹ میں گندم کے آٹے (فائن / بہتر معیاری) مہنگائی مختلف تھی۔ دیگر غذائی اشیا کے ساتھ ساتھ دیہی مہنگائی شہری مہنگائی کی نسبت بہت بلند ہے، اور واضح عدم مساوات کے درپردہ صَرفی باسکٹ کا فرق کارفرما ہے۔

16 تفصیلات کے لیے دیکھیے، 'پاکستانی معیشت کی کیفیت' پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء کا باب 3۔

17 اکتوبر 2020ء کے آخر تک 0.9 ملین میٹرک ٹن گندم درآمد کی گئی، جبکہ م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں 2.1 ملین میٹرک ٹن درآمد ہوئی۔ یہ درآمدات م س 21ء میں صَرفی ضروریات کے لحاظ سے کمی کے ابتدائی تخمینے کے عوض کی گئیں۔

شکل 3.16: زرعی تھوک اشاریہ قیمت

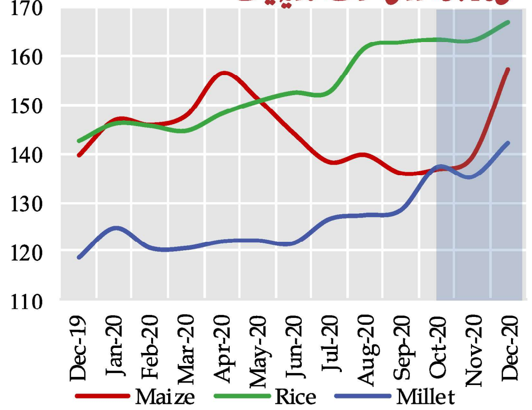

Source: Pakistan Bureau of Statistics

بڑھنے کے رجحان کی وجہ سے خوردنی تیل کی قیمتوں نے بھی غذائی مہنگائی میں اپنا حصہ ڈالا۔ جون 2020ء کے بعد سے پام آئل اور سویابین کی قیمتیں مسلسل بڑھ رہی ہیں، جسے ان کے بڑے پیداواری علاقوں میں موسمی خدشات کی وجہ سے عالمی سطح پر ان کے ذخائر میں سکڑاؤ سے منسوب کیا جاتا ہے۔

غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی بدستور دھیمی اور مستحکم رہی

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں غیر غذائی غیر توانائی گروپ میں مہنگائی کا دباؤ، جو مہنگائی کے مضمر دباؤ کے تعین کا ایک پیمانہ ہے، شہری اور دیہی علاقوں میں پچھلی دو سہ ماہیوں اور گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی کی بہ نسبت معتدل ہو گیا (**شکل 3.17**)۔ گذشتہ برس کے اسی عرصے کی نسبت م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں شہری علاقوں میں غیر غذائی غیر توانائی کے تقریباً نصف اشاریوں میں پست مہنگائی درج کی گئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایندھن کی جامد قیمتوں اور بجٹ 21-2020ء میں تعمیراتی صنعت کو ریلیف دینے کے لیے اعلان کردہ اقدامات کی وجہ سے لاگتی دباؤ کا خاتمہ بالعموم مؤثر ثابت ہوا۔ مزید یہ کہ معیشت میں فاضل استعداد کی موجودگی اور لگ بھگ مستحکم شرح مبادلہ نے بھی مہنگائی کے مضمر دباؤ پر قابو پانے میں مدد دی۔

شکل 3.17: غیر غذائی غیر توانائی نمو

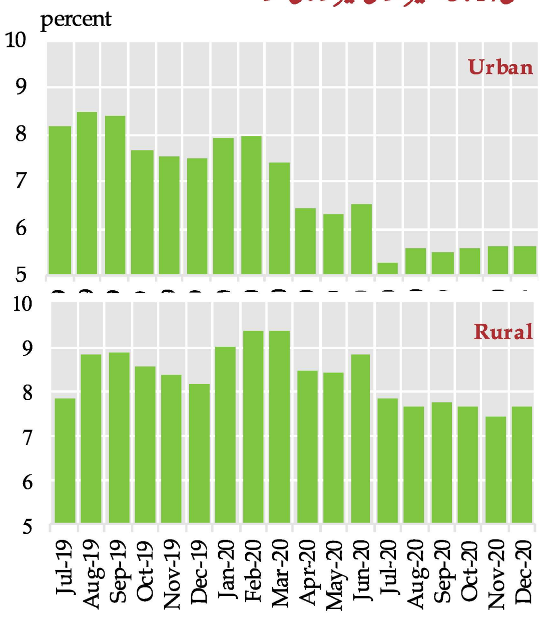

Source: Pakistan Bureau of Statistics

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران شہری غیر غذائی غیر توانائی اشاریے میں بلحاظ اشیا اور خدمات دونوں اشاریے گھٹ گئے، تاہم، اشیا کے اثرات زیادہ نمایاں تھے۔ گاڑیوں، تعمیراتی خام مال،[18] نصابی کتب، اخبارات اور اسٹیشنری کے باعث ہی اشیا کے مجموعی اشاریے میں کمی آئی۔

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران دیہی غیر غذائی غیر توانائی اشاریے گھٹ گئے میں کمی آئی، تاہم، خدمات کے اثرات زیادہ نمایاں تھے۔ شادی ہال کے چارجز، گاڑیوں پر ٹیکس (کووڈ19 سے متعلق ریلیف کے تحت بجٹ میں کوئی اضافی ٹیکس عائد نہیں کیا گیا) اور تعلیمی اشاریے (کووڈ19 کے باعث سندھ اور پنجاب کی حکومتوں نے نجی شعبے کی فیسوں میں رعایت دلوائی) نے مہنگائی کی رفتار میں کمی لانے کے لیے بڑا کردار ادا کیا۔[19]

[18] بجٹ 21-2020ء میں کووڈ19 کی وبا پھوٹنے کے باعث پورٹ لینڈ سیمنٹ، الومینس سیمنٹ، سلیگ سیمنٹ، سوپر سلفیٹ سیمنٹ اور اسی طرح کی ہائیڈرولک سیمنٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی 2 روپے فی کلو سے کم کرکے 1.75 روپے فی کلو کردی گئی۔

[19] تفصیلات کے لیے، اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے 21ء بعنوان 'معیشت کی کیفیت' کا باب 3 دیکھیے۔

توانائی کی مہنگائی میں مسلسل کمی آئی

م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں شہری توانائی کے اشاریے میں 6.2 فیصد کمی درج کی گئی، جبکہ اسی عرصے میں دیہی اشاریہ 0.6 فیصد گھٹ گیا۔ تفصیلی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایندھن کی قیمتوں میں کمی شہری توانائی اشاریے پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوئی، جس کے بعد بجلی کے نرخوں میں سال بسال کمی آئی (**شکل 3.18**)۔

م س 21ء کی پہلی سہ ماہی کی بہ نسبت دوسری سہ ماہی میں گاڑیوں کے ایندھن کی قیمتیں تقریباً مستحکم رہیں، کیونکہ ایندھن کی قیمتوں میں ماہ بہ ماہ اضافے (اکتوبر 2020ء اور دسمبر 2020ء میں بالترتیب 0.2 فیصد اور 0.7 فیصد) کا اثر نومبر 2020ء میں قیمتیں 1.8 فیصد کم ہونے سے زائل ہوگیا۔ تاہم م س 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران سال بسال ارزانی درج کی گئی۔ کووڈ19 سے متعلق عالمی معیشت میں سُست روی کے باعث تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی اور ملکی کرنسی میں استحکام سے گاڑیوں کے ایندھن کے گروپ پر مہنگائی کے اثرات پر قابو پانے میں سہولت ملی۔

گذشتہ کے مقابلے میں اس سہ ماہی کے دوران بجلی کی قیمتیں شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں بڑھیں، تاہم م س 21ء کی دوسری سہ ماہی میں 7.9 فیصد سال بسال کمی دیکھی گئی۔ سہ ماہی کے دوران بجلی کی قیمتوں میں اضافہ ٹیرف کی سہ ماہی وار تطبیق (ایڈجسٹمنٹ) کا عکاس ہے، جس کا مقصد بڑھتی ہوئی استعدادی ادائیگیوں (capacity payments) کی لاگت اور شعبے کے خسارے کا احاطہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایندھن کی قیمتوں میں ردوبدل کا تصفیہ کرنا تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ سہ ماہی بنیادوں پر قیمتوں میں ردوبدل کرنا بجلی کے شعبے کے بقایاجات سے جنم لینے والے مسائل حل کرنے کے حکومتی منصوبے کا حصہ ہے۔

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بنیادی توازن میں بلند فاضل درج کیا گیا ، کیونکہ محاصل کی وصولی میں ہونے والی نمو غیر سودی اخراجات کی کمزور رفتار کے اثر کو زائل کرنے کے لیے کافی مضبوط تھی۔ اگرچہ پہلی ششماہی میں ایف بی آر ٹیکس کی وصولی تقریباً ہدف کے مطابق رہی ، تاہم پہلی سہ ماہی میں سال بسال کمی کے بعد دوسری سہ ماہی میں نان ٹیکس محاصل میں زبردست اضافہ ہوا۔ اس کے باوجود ، مالیاتی خسارہ تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر رہا کیونکہ بالخصوص پہلی سہ ماہی میں ، بلند مارک اپ ادائیگیوں نے بنیادی توازن میں حاصل ہونے والے فوائد کو زائل کردیا۔ اس کے نتیجے میں سرکاری قرضوں کے اسٹاک میں اضافہ ہوا ؛ اگرچہ ، اس کی رفتار گذشتہ برس کے مقابلے میں سست رہی ، جس کی بنیادی وجہ بینکاری نظام میں حکومت کے اضافی ڈپازٹس کا پست حجم اور روپے کے لحاظ سے بیرونی قرضوں پر نو قدرپیمائی فوائد تھے۔ لچکدار مارک اپ پر مبنی طویل مدتی آلات کے ذریعے قرضوں میں ہونے والے بلند اضافے کے باعث ، حکومت کی نوقیمت بندی کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران معاشی سرگرمیوں میں اضافے اور غیر سودی اخراجات میں سست روی نے مجموعی مالیاتی صورتِ حال کو بہتر بنانے میں مدد فراہم کی۔ لاک ڈاؤن میں نرمی اور معاشی سرگرمی دوبارہ شروع ہونے کے بعد پہلی سہ ماہی کے دوران محاصل کی رفتار بڑھنا شروع ہوگئی تھی جسے دوسری سہ ماہی میں ٹیکس اور نان ٹیکس دونوں ذرائع سے وصولیاں بڑھنے کی بنا پر مزید تقویت ملی (**شکل 4.1**)۔ اگرچہ ملکی اشیا سازی اور درآمدات کی رفتار بڑھنے سے ٹیکس وصولیوں میں اضافہ ہوا، تاہم اسٹیٹ بینک کے بقیہ فاضل منافع کی منتقلی اور پٹرولیم لیوی کے تحت محاصل میں جاری نمو کو نان ٹیکس وصولیوں میں بہتری کی وجہ قرار دیا گیا۔ اخراجات کے لحاظ سے ، حکومت نے غیر سودی اخراجات پر قابو رکھا؛ لہٰذا اخراجات میں مجموعی اضافہ بنیادی طور پر اس مدت کے دوران مارک اپ خرچ کی وجہ سے ہوا۔

اس کے نتیجے میں، پورے سال کے تخمین کردہ خسارے کے مقابلے میں مسلسل دوسری سہ ماہی میں بنیادی فاضل درج کیا گیا۔ اگرچہ گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں فاضل کا حجم کافی کم تھا، تاہم اس کا اضافہ گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی سے کہیں زیادہ تھا (**شکل 4.2**)۔ چنانچہ، مجموعی بنیاد پر، مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بنیادی فاضل میں 17.7 فیصد بہتری درج کی گئی۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران جمع ہونے والا فاضل 0.7 فیصد رہا جو 17 سال کی بلند ترین سطح تھی۔[1]

شکل 4.1: مالیاتی اظہاریوں میں نمو کا حصہ

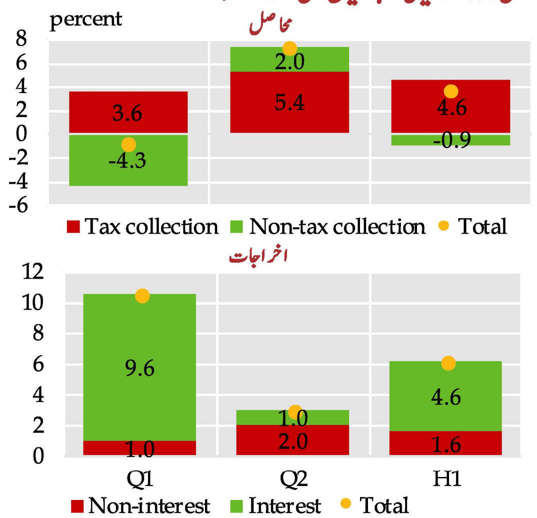

Source: Ministry of Finance

اہم بات یہ ہے کہ، مارک اپ ادائیگیاں، جن میں پہلی سہ ماہی کے دوران نمایاں سال بسال اضافہ ہوا تھا، دوسری سہ ماہی میں مستحکم (گو کہ بلند سطح پر) ہوگئیں۔

[1] مالیاتی اظہاریوں کی کارکردگی کا اندازہ کرنے کے لیے منصوبہ بندی کمیشن برائے مالی سال 21ء برائے نام جی ڈی پی (مارکیٹ قیمت پر) استعمال کر رہا ہے۔

مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اس سے مجموعی مالیاتی صورتِ حال (نیز محاصل کے توازن) کو بہتر بنانے میں مدد ملی؛ درج شدہ خسارہ گذشتہ برس کے مقابلے میں 7.8 فیصد کم رہا۔[2] نتیجتاً، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 2.5 فیصد پر تھم گیا، جو گذشتہ سال کی اسی مدت کی سطح کے تقریباً برابر تھا۔ نیز، پہلی ششماہی کا خسارہ پورے سال کے تخمین کردہ خسارے کا 35 فیصد تھا۔ یہ گذشتہ تین برسوں کے مقابلے میں بہتر تھا، جب پہلی ششماہی کے دوران اوسطاً پورے سال کے خسارے کا تقریباً 41 فیصد درج کیا گیا تھا۔

شکل 4.2: مالیاتی خسارے کے اجزائے ترکیبی

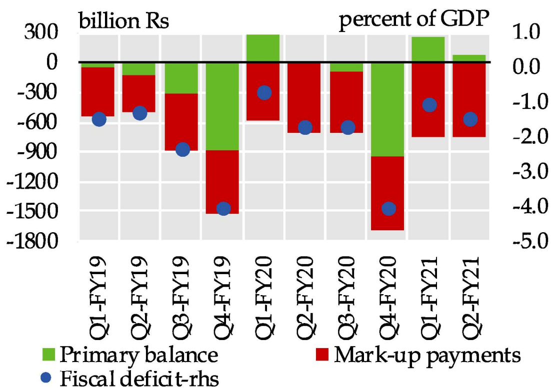

Source: Ministry of Finance

اس کے نتیجے میں، جولائی تا دسمبر مالی سال 21ء کے دوران سرکاری قرضے اکٹھا ہونے کی رفتار تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر رہی، تاہم سالانہ بنیاد پر، اس کی نمو دسمبر 2019ء کے 22.8 فیصد کے مقابلے میں دسمبر 2020ء میں کم ہو کر 11.1 فیصد یعنی تقریباً نصف رہ گئی۔ جبکہ سرکاری قرضوں اور جی ڈی پی تناسب میں نسبتاً معتدل سالانہ اضافہ (1.4 فیصدی درجے) ہوا اور یہ دسمبر 2020ء کے اختتام پر 82.2 فیصد ہو گیا، جبکہ ایک سال قبل 8.5 فیصدی درجے اضافہ ہوا تھا۔[3]

اگرچہ بیرونی قرضے میں معمولی اضافہ ہوا (روپے کے لحاظ سے)، تاہم سرکاری قرضے میں ہونے والے معمولی اضافے میں ملکی قرضے کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ ملکی قرضے کا تقریباً دو تہائی اضافہ خسارے کی مالکاری کے لیے تھا، جبکہ باقی ماندہ ڈپازٹس / سیالیت کی ترجیحی سطح برقرار رکھنے میں استعمال ہوا۔

سرکاری مالی انتظام میں اصلاحات اور ایف بی آر کی کاوشوں سے حاصل ہونے والے فوائد

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی شعبے میں ہونے والی پیشرفت دو پہلوؤں سے اہم تھی۔ اوّل، مالی سال 20ء کی طرح مالیاتی نظم پر عمل درآمد کے علاوہ، مالی سال 21ء کے بجٹ میں کووڈ 19 سے متعلقہ اخراجات اور پسماندہ زمروں کی مدد کے لیے بھی انتظامات کیے گئے۔ نیز، معیشت کو تحریک دینے کے لیے حکومت نے کسٹم ڈیوٹیوں کو کم کیا اور تعمیر سے متعلق مراعات کا اعلان کیا۔ پورے سال کے بنیادی توازن کے میزانیہ خسارے (جی ڈی پی کا 0.5 فیصد) میں ان رقوم کی عکاسی ہوئی۔

جیسا کہ سامنے آیا، اگرچہ سماجی منتقلیوں اور دیگر امدادی اقدامات سے حکومت کے اخراجات میں اضافہ ہوا، ٹیکسوں کی وصولی میں سرگرمی کی بنا پر بڑھنے والی رفتار اور غیر سودی اخراجات پر پابندی ان کے انجذاب کے لیے کافی مضبوط تھی (**شکل 4.3**)۔ درحقیقت، ایف بی آر نے اپنے ششماہی ہدف کو تقریباً حاصل کر لیا، جبکہ پہلی ششماہی میں حاصل کیا گیا پورے سال کی وفاقی وصولیوں (حقیقی یا میزانیہ) کا تناسب گذشتہ تین برسوں کی اوسط کے مقابلے میں نمایاں طور پر بلند رہا۔

دوم، ایف بی آر کی انتظامی کاوشیں اور سرکاری مالی انتظام (پی ایف ایم) کی اصلاحات پر پیشرفت، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں نمایاں ہونا شروع ہو گئی۔ ایف بی آر کے محاذ پر، عندالطلب وصولیوں میں تیزی سے اضافہ ایک اہم پیشرفت تھی۔ اگرچہ ابھی تک وصولیوں کا حجم پست ہے، تاہم اس پیش رفت سے

[2] محاصل کا توازن، جو مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی میں 396.4 بلین روپے رہا، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں کم ہو کر 344.3 ارب روپے رہ گیا۔

[3] یہ بھی قابلِ غور ہے کہ دسمبر 2019ء کے آخر میں 80.8 فیصد کو چھو جانے کے بعد، مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی میں سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کا تناسب مزید بڑھ کر جون 2020ء کے آخر میں 87.2 فیصد ہو گیا تھا، جو مالی صورتِ حال پر کووڈ 19 کے اثرات کی عکاسی کرتا ہے۔ اختتامِ جون اور اختتامِ دسمبر 2020ء کے تناسب میں کمی بنیادی طور پر جی ڈی پی کے تخمینے میں فرق کی وجہ سے ہے: دسمبر 2020ء کو ختم ہونے والی مدت کے لیے، یہ تناسب مالی سال 21ء کے لیے حکومت کے برائے نام جی ڈی پی ہدف پر مبنی ہے، جبکہ اختتامِ جون 2020ء کے لیے، تناسب مالی سال 2020ء کے لیے جی ڈی پی کے تخمینوں پر مبنی ہے۔

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بورڈ ممکنہ ٹیکس دہندگان کو جاری کردہ نوٹسز پر بازیابی کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ مزید برآں، دسمبر 2020ء کے اختتام تک گوشوارے بھرنے والے ٹیکس دہندگان کی تعداد گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 6.0 فیصد زیادہ تھی۔

شکل 4.3: مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی کارکردگی

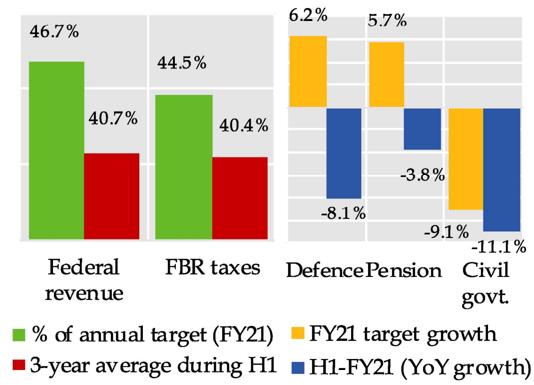

Source: Ministry of Finance

اسی طرح، اخراجات پر بھی پی ایف ایم اصلاحات کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ یہ بالخصوص گذشتہ برس کے مقابلے میں حکومت کے پنشن اور انتظامی اخراجات میں کمی سے خاص طور پر واضح ہے۔ غالباً پروٹوکول (سفر سے متعلق، وغیرہ) میں کمی، بہتر حسابی طریقوں اور نگرانی نے اخراجات پر قابو پانے میں مدد کی۔

تاہم زد پذیری کی مسلسل موجودگی اصلاحات کے عمل میں تیزی کی متقاضی رہی

محاصل کی وصولی میں بہتری کے باوجود، یہ امر قابلِ غور ہے کہ ٹیکس اور جی ڈی پی کا مجموعی تناسب ابھرتی ہوئی معیشتوں کی پست ترین شرحوں میں شامل رہا ہے۔ مزید برآں، ٹیکسوں کا تقریباً 87 فیصد اب بھی بالواسطہ طریقے (بشمول وِد ہولڈنگ ٹیکس) کے تحت اکٹھا کیا جا رہا ہے، جس میں سے تقریباً 60 فیصد درآمدات سے متعلقہ وصولیوں پر مرکوز ہے۔ حتیٰ کہ باضابطہ شعبے میں بھی رعایتوں اور استثنا مناسب وصولی اور محاصل کی اساس کے تنوع میں رکاوٹ ہیں۔

دوم، ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی یا منصوبے کی میعادوں پر سمجھوتا مہنگا ثابت ہو سکتا ہے۔ اس سے نہ صرف معیشت کی پیداواری (اور قرض کی ادائیگی) استعداد میں نمو محدود ہو جاتی ہے، بلکہ یہ نجی سرمایہ کاری کی راہ میں بھی رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ مزید برآں، تاخیر سے تعمیراتی کام کی لاگت میں اضافے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ اس تناظر میں، متعلقہ وزارتوں میں استعداد کی کمی دور کرنے کی ضرورت ہے، جس سے پراجیکٹ سے متعلقہ کاموں کو تیز کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

حتمی طور پر، سرکاری قرضوں کے انتظام کے سلسلے میں دشواریاں بڑھ گئی ہیں۔ وفاقی محاصل کا تقریباً نصف حصہ سودی ادائیگیوں کی مد میں چلا جاتا ہے اور یہ وفاقی اخراجاتِ جاریہ کے 53 فیصد پر مشتمل ہیں۔ نیز، قرضوں کے نئے آلات کے لچکدار مارک اپ پر اجرا نے حکومت کے لیے نو قیمت بندی کا خطرہ بڑھا دیا ہے۔

اس تناظر میں، حکومت کو اب اپنی پالیسیوں کا از سر نو جائزہ لینا چاہیے اور واضح طور پر متعین کردہ میعادوں کے ساتھ ایک قابل عمل قلیل اور وسط مدتی حکمت عملی وضع کرنا چاہیے۔ اگرچہ گذشتہ دو برسوں کے دوران، اصلاحات کے منتخب شعبوں میں پیشرفت دیکھنے میں آئی ہے، تاہم وہ شعبہ جس میں سب سے زیادہ سخت اصلاحات کی ضرورت ہے وہ محاصل کی محدود اساس ہے۔ قلیل مدتی حکمتِ عملی میں، حکومت کو ٹیکس کے موجودہ فرق کو دور کرنے کے لیے رعایتوں کو دور کرنے یا ان میں اضافے پر توجہ دینی چاہیے۔ پھر وسط تا طویل مدتی حکمتِ عملی میں، اس کو معیشت کی دستاویزیت میں بہتری لانے کے طریقے تشکیل دینے چاہئیں۔ اس ضمن میں، قیمتی اشیا کی فروخت پر کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ دکھانے پر مزید زور دینے سے، مدد مل سکتی ہے۔ مزید برآں، وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو بھی زراعت اور خدمات کے شعبوں سے محاصل اکٹھا کرنے کے لیے اجتماعی طور پر قابلِ عمل حکمت عملی وضع کرنا چاہیے۔

4.2 وفاقی محاصل

معاشی سرگرمی میں اضافے کے بعد، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی محاصل میں 3.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 40.2 فیصد نمو ہوئی تھی۔ یہ نمو مکمل طور پر ٹیکس محاصل میں ہوئی، جس نے اسٹیٹ

جدول 4.1: مجموعی مالیاتی اظہاریے

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س20ء– شش1	م س21ء– شش1	سال بسال نمو م س20ء– شش1	سال بسال نمو م س21ء– شش1	پہلی سہ ماہی م س20ء	پہلی سہ ماہی م س21ء	دوسری سہ ماہی م س20ء	دوسری سہ ماہی م س21ء
1۔ مجموعی محاصل (الف+ب)	3,231.9	3,351.2	38.9	3.7	1,489.0	1,478.7	1,742.9	1,872.4
(اے) ٹیکس محاصل	2,307.8	2,455.9	16.4	6.4	1,068.8	1,122.4	1,239.0	1,333.5
وفاقی	2,093.4	2,210.0	16.6	5.6	964.4	1,010.6	1,129.0	1,199.4
صوبائی	214.4	245.9	14.2	14.7	104.5	111.8	109.9	134.1
(ب) نان ٹیکس	924.1	895.3	168.7	-3.1	420.2	356.3	503.9	538.9
وفاقی	864.2	848.0	174.6	-1.9	389.3	336.3	474.9	511.7
صوبائی	59.9	47.2	104.8	-21.2	30.9	20.0	29.0	27.2
2۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	4,226.6	4,489.1	25.9	6.2	1,775.1	1,963.1	2,451.6	2,526.0
غیر سودی اخراجات	2,945.5	3,013.9	-20.2	-8.9	1,203.4	1,221.0	1,742.1	1,792.9
(الف) جاری اخراجات	3,721.4	4,029.3	24.7	8.3	1,582.2	1,812.6	2,139.2	2,216.8
جس میں: مارک اپ ادائیگیاں	1,281.2	1,475.2	46.1	15.1	571.7	742.1	709.5	733.1
دفاع	529.5	486.6	10.4	-8.1	242.6	224.5	286.9	262.1
نان مارک اپ	2,945.5	3,013.9	18.8	2.3	1,203.4	1,221.0	1,742.1	1,792.9
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	473.3	457.9	28.1	-3.3	147.2	215.2	326.1	242.6
(ج) شماریاتی تضاد	32.0	1.9	884.3	-94.1	45.7	-64.7	-13.7	66.6
3۔ مجموعی بجٹ توازن	-994.7	-1,137.9	-3.4	14.4	-286.0	-484.3	-708.7	-653.6
4۔ ابتدائی توازن	286.5	337.2	-287.0	17.7	285.7	257.7	0.8	79.5
5۔ مالکاری (الف+ب)	994.7	1,137.9	-3.4	14.4	286.0	484.3	708.7	653.6
(الف) بیرونی (خالص)	513.6	454.4	135.6	-11.5	166.5	161.4	347.1	293.1
(ب) ملکی (خالص)	481.1	683.5	-40.7	42.1	119.5	323.0	361.6	360.5
نان بینک	439.4	132.2	87.5	-69.9	242.5	92.1	196.9	40.1
بینک	41.7	551.3	-92.8	1,220.8	-123.0	230.8	164.7	320.4

ماخذ: وزارتِ خزانہ

بینک اور پی ٹی اے کے منافع میں سست روی کی بنا پر نان ٹیکس محاصل میں ہونے والی کمی کے اثر کو پوری طرح زائل کر دیا۔ تاہم، یہ بات قابلِ غور ہے کہ نان ٹیکس محاصل میں کمی بنیادی طور پر پہلی سہ ماہی تک مرکوز تھی، کیونکہ گذشتہ مالی سال کے بقیہ فاضل منافع کی وجہ سے مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں ان میں سال بسال اضافہ درج کیا گیا تھا۔ دوسری طرف، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کی ٹیکس وصولیوں میں یکساں طور پر اضافہ ہوا تھا، حالانکہ دونوں سہ ماہیوں میں ٹیکسوں کے اجزائے ترکیبی میں نمایاں تبدیلیاں ہوئیں۔ خاص طور پر، مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں، مجموعی طور پر ٹیکسوں میں زیادہ تر اضافہ بالواسطہ وصولیوں سے ہوا، جبکہ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں، بلاواسطہ ٹیکسوں میں نمو غالب رہی۔ نیز، بالواسطہ ٹیکسوں میں، مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں دوسری سہ ماہی میں درآمدات سے متعلق وصولیاں نمایاں طور پر بڑھ گئیں (**شکل 4.4 اور 4.5**)۔

ایف بی آر کی وصولیاں

ایف بی آر ٹیکس کی وصولی میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران وسیع البنیاد اضافہ دکھائی دیا اور اس نے مدت کے لیے اپنا ہدف تقریباً حاصل کر لیا (**شکل 4.6**) مزید برآں، مالی سال 21ء کے آخری چار مہینوں میں ایف بی

شکل 4.4: وفاقی ٹیکسوں میں نمو کا حصہ - مالی سال 21ء

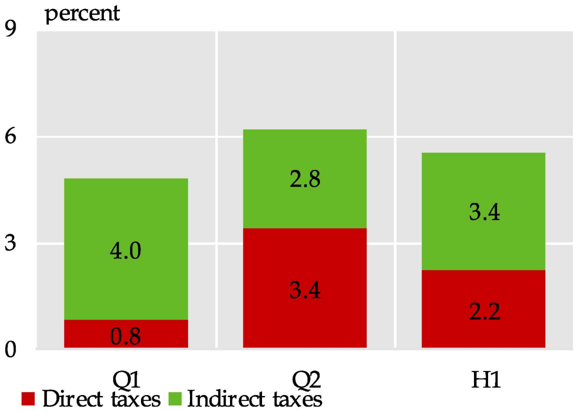

Source: Ministry of Finance

شکل 4.5: بالواسطہ ٹیکسوں میں نمو کا حصہ - مالی سال 21ء

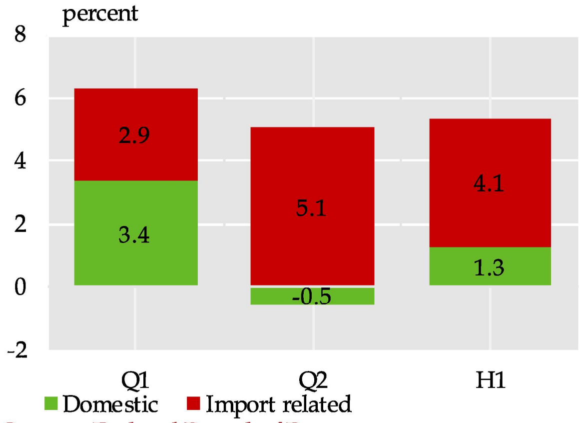

Source: Federal Board of Revenue

آر ٹیکس وصولی میں مضبوط سال بسال نمو متوقع ہے، جس کی وجہ گذشتہ برس کا پست اساسی اثر ہے۔[4]

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بالواسطہ ٹیکسوں میں وسیع البنیاد اضافہ ہوا

بجٹ میں اعلان کردہ متعدد اقدامات کی وجہ سے مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں بالواسطہ ٹیکسوں میں 16.7 فیصد نمو ہوئی تھی، جن کی رفتار مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں مزید بڑھ گئی۔ جبکہ خام مال کی درآمد کے لیے متعدد صنعتوں (بشمول تعمیرات) کو مراعات دینے کے باوجود زیرِ جائزہ مدت کے دوران ان وصولیوں میں سال بسال 5.4 فیصد اضافہ درج کیا گیا۔ درآمدات سے متعلق اور ملکی ٹیکس دونوں نے اس نمو میں یکساں طور پر حصہ لیا۔ اس کارکردگی کو ملکی معیشت کی بحالی، چینی اور بجلی کی بلند قیمتوں اور تعمیراتی صنعت (بالخصوص لوہے اور فولاد) میں خام مال کی بلند طلب سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں درآمدات سے متعلق ٹیکس، جن کا بالواسطہ ٹیکسوں میں تقریباً 60 فیصد حصہ ہے، میں 6.9 فیصد سال بسال نمو درج کی گئی۔[5]

خام تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی اور 1600 سے زیادہ ٹیرف لائنوں (بنیادی طور پر خام مال کی اشیا جن میں کیمیکلز، چمڑا، ٹیکسٹائل اور کھاد شامل ہیں) پر اضافی کسٹم ڈیوٹی میں چھوٹ کے باوجود یہ نمو ہوئی۔ تاہم، لوہے اور فولاد، غذائی اشیا اور گاڑیوں میں بلند وصولیوں کی وجہ سے ان کا اثر زائل ہوگیا (**شکل 4.7**)۔

لوہے اور فولاد کے ضمن میں، تعمیراتی صنعت میں نمو (جس کا اظہار سیمنٹ کی بلند ملکی ترسیل سے ہوتا ہے) نے درآمدات کو بڑھا دیا ہے۔ اگرچہ فولاد کی تیار شدہ مصنوعات کی طلب بھی مستحکم رہی، تاہم اسکریپ کی درآمدات میں اضافہ زیادہ نمایاں تھا، جو ملکی فولاد کی صنعت میں تیزی کی عکاسی کرتا ہے۔ نتیجتاً، درآمدی مرحلے میں سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی دونوں میں بلند وصولیاں درج کی گئیں۔ گاڑیوں کی صورت میں بھی، مکمل ساختہ یونٹوں اور علیحدہ علیحدہ پُرزوں دونوں کی درآمدات میں اضافہ مستحکم رہا۔ مکمل ساختہ یونٹوں میں نمو زیادہ نمایاں (127 فیصد سال بسال) تھی، کیونکہ نو وارد ابتدائی طور پر بیرون ملک تیار کردہ یونٹس کے ذریعے منڈی میں داخل ہوئے تھے، یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ علیحدہ علیحدہ

---

[4] ایف بی آر نے جولائی تا جنوری مالی سال 21ء کے 2550 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں 2570 ارب روپے جمع کیے ہیں۔ اس مدت میں ٹیکس محاصل میں 6.4 فیصد نمو ہوئی۔ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 2416 ارب روپے جمع کیے گئے تھے۔

[5] مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران درآمدات کی روپیہ مالیت میں 10.2 فیصد اضافہ ہوا ہے، جبکہ گذشتہ برس 0.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

شکل 4.6: ایف بی آر کی ماہانہ ٹیکس وصولی

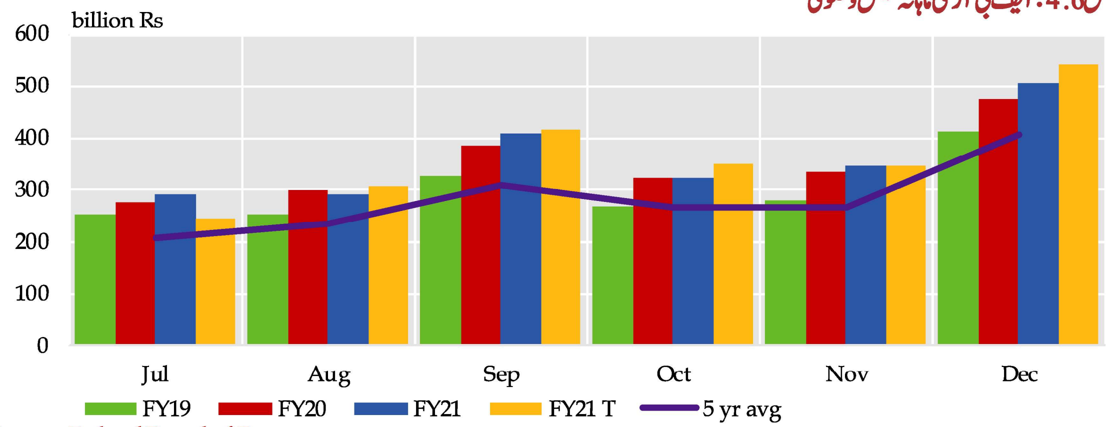

Source: Federal Board of Revenue

پرزوں پر عائد کسٹم ڈیوٹی کی نسبت مکمل ساختہ یونٹوں سے زیادہ کسٹم ڈیوٹی ملتی ہے (حالانکہ گرین فیلڈ سرمایہ کاروں کو ابتدائی مرحلے میں مراعات ملتی ہیں)۔[6]

غذائی درآمدات سے حاصل ہونے والی تحریک بنیادی طور پر قیمت پر مبنی تھی۔ بالخصوص خوردنی تیل اور گھی سے وصولیوں میں مضبوط نمو ہوئی، جب بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے نے درآمدی قدر میں نمایاں اضافہ کیا۔ اسی طرح، چائے اور کافی کی بین الاقوامی قیمتیں بھی گذشتہ برس کی نسبت بلند رہیں، جس نے ان کی درآمدی قدر کو بڑھایا اور رواں برس بہتر وصولی میں مدد دی۔

توانائی اور غیر توانائی دونوں سے متعلق اشیا میں اضافے نے ملکی ٹیکس وصولی کو بڑھا دیا

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں معاشی سرگرمی میں بحالی کے ساتھ ہی ملکی ٹیکسوں کی وصولی میں (مجموعی لحاظ سے) 14.7 فیصد سال بسال نمو ہوئی۔ توانائی اور غیر توانائی دونوں سے متعلق ٹیکسوں نے اس نمو میں حصہ لیا (**جدول 4.2**)۔

غیر توانائی اشیا میں سگریٹ کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ اس کی وجہ اسمگل شدہ سگریٹ کے خلاف شدید کریک ڈاؤن ہے، جس کے باعث یہ مصنوعات مارکیٹ میں زیادہ مہنگی ہوگئیں، اور اس کے نتیجے میں مقامی برانڈز کی کھپت میں اضافہ ہوا۔

شکل 4.7: درآمدی ٹیکسوں اور درآمدی مالیتوں میں نمو- مالی سال 21ء

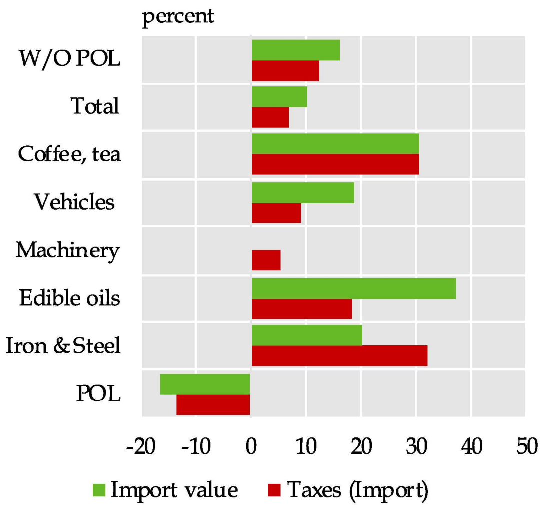

Source: Federal Board of Revenue

[6] آٹوموٹو ڈویلپمنٹ پالیسی 21-2016ء نے نوواردوں کو مراعات فراہم کیں، جس میں یہ شامل ہیں: کاروں اور ایل سی ویز کی تیاری کے لیے کسٹم ڈیوٹی پر پانچ سالہ مدت کے لیے غیر مقامی پارٹس پر 10 فیصد اور مقامی پارٹس پر 25 فیصد کی رعایتی شرح؛ ایک مرتبہ کی بنیاد پر اسمبلی لگانے اور/یا مینوفیکچرنگ کی سہولت کے لیے پلانٹ اور مشینری کی ڈیوٹی فری درآمد۔

جدول 4.2: پہلی ششماہی کے دوران ملکی سیلز ٹیکس کی وصولی

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س20ء	م س21ء	نمو
توانائی سے متعلق	**201.1**	**238.0**	**18.4**
ڈسکوز	56.2	79.1	40.8
آئل ریفائنری	83.3	71.1	-14.7
آئل کی تلاش	47.3	44.3	-6.5
او ایم سیز	11.0	40.7	270.7
ایل پی جی / ایل این جی	3.3	2.9	-12.3
غیر توانائی	**356.2**	**401.2**	**12.6**
جس میں			
سیمنٹ	46.8	54.3	16.0
چینی	16.5	29.7	79.9
ٹیکسٹائل	20.0	29.5	47.8
موٹر گاڑیاں	5.4	12.9	138.9
لوہا اور فولاد	4.2	5.0	18.9
سگریٹ	43.4	52.6	21.2
کُل	**557.2**	**639.2**	**14.7**

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

مزید بر آں، گذشتہ برس کے مقابلے میں سگریٹ کی بلند قیمتوں سے بھی وصولیوں میں اضافہ ہوا۔ چینی کے معاملے میں بھی قیمت پر مبنی اسی طرح کی نمو دیکھی گئی۔[7] اس کے برخلاف، ٹیکسٹائل کے شعبے کی وصولیوں میں اضافے کی وجہ بنیادی طور پر، بالخصوص برآمدات سے متعلق سرگرمی، میں اضافے کو قرار دیا گیا۔[8] یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ گذشتہ برس اس شعبے کے لیے صفر ریٹنگ کے نظام کو واپس لے لیا گیا تھا، جس کی وجہ سے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیلز ٹیکس وصولی میں 47.8 فیصد سال بسال نمو ہوئی تھی۔ سیمنٹ اور فولاد کی صنعتوں میں سرگرمی کے نتیجے میں بھی بالواسطہ ٹیکسوں کی وصولی میں تیزی آئی۔ توانائی کی اشیا میں، ڈسکوز سے ہونے والی وصولیاں سال بسال اضافے کا سب سے بڑا ذریعہ تھیں۔ گذشتہ برس کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ زیر جائزہ مدت کے دوران بجلی کے نرخوں میں اضافے کو بھی اس کی وجہ قرار دیا گیا تھا۔ مزید بر آں، پٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں اضافہ بھی بلند وصولیوں (10.2 فیصد تک) کی وجہ بنا۔

بلند ودہولڈنگ ٹیکس اور عندالطلب وصولی کی وجہ سے بلاواسطہ ٹیکسوں میں بہتری

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بلاواسطہ ٹیکسوں میں 5.6 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 17.4 فیصد نمو ہوئی تھی (**جدول 4.3**)۔ ودہولڈنگ ٹیکس اور عند الطلب وصولیوں کے تحت بہتر وصولیوں کی وجہ سے یہ اضافہ ہوا، کیونکہ رضاکارانہ ادائیگیاں گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہیں۔

جدول 4.3: بلاواسطہ ٹیکس-پہلی ششماہی

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س20ء	م س21ء	نمو
عند الطلب وصولی	**19.7**	**38.5**	**95.3**
رضاکارانہ ادائیگیاں	**248.2**	**256.7**	**3.4**
ودہولڈنگ ٹیکس	**544.8**	**569.3**	**4.5**
درآمدات	105.8	90.8	-14.2
تنخواہیں	57.5	69.4	20.6
منافع منقسمہ	30.4	30.1	-1.2
بینکوں کے سود اور تمسکات	56.7	64.8	14.3
معاہدے	112.8	115.7	2.6
برآمدات	19.9	20.2	1.6
رقوم کا اخراج	8.6	7.2	-16.4
بجلی کے بلز	24.9	25.9	4.1
ٹیلیفون	27.0	30.8	13.8
دیگر ودہولڈنگ ٹیکس	100.9	114.4	13.4
کُل	**784.9**	**829.2**	**5.6**

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

ٹیلی کام اور بینکاری شعبے میں بلند وصولیاں ودہولڈنگ ٹیکس میں اضافے کی وجہ تھیں۔ کووڈ 19 کی وجہ سے ٹیلی کام خدمات (ورچوئل میٹنگز اور آن لائن تعلیمی

7 مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران چینی کی قیمتوں میں 25.8 فیصد سال بسال اضافہ دیکھا گیا۔

8 پی بی ایس ڈیٹا کے مطابق، ٹیکسٹائل کی برآمدات میں گذشتہ برس کی 3.9 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 7.8 فیصد نمو ہوئی۔

سرگرمیوں) کے استعمال میں نمایاں اضافہ ٹیلی کام فرمز کی زیادہ آمدنی کا باعث بنا۔ نتیجتاً، ٹیلیفون کے استعمال پر ودہولڈنگ ٹیکس کی وصولیاں بڑھ گئیں۔ اسی دوران، گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیونگ ڈپازٹس میں ہونے والے اضافے کے نتیجے میں بینک کے سود اور تمسکات سے ہونے والی وصولیاں بڑھ گئیں۔

دوسری طرف، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران عندالطلب وصولیاں سال بسال بنیاد پر دگنی سے زیادہ ہوگئیں۔ اگرچہ محاصل کے دیگر ذرائع کے ساتھ ساتھ ان کے امکانات کے مقابلے میں ان وصولیوں کی سطح اب بھی بہت کم ہے، تاہم اس بہتری سے محاصل کی اساس کو وسیع کرنے کے ایف بی آر کے کیے گئے متعدد انتظامی اقدامات کی عکاسی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، بورڈ نے ٹیکس واجبات کی ادائیگی کے لیے ممکنہ ٹیکس دہندگان کو ڈیمانڈ نوٹس جاری کرنے کے عمل کو تیز کیا۔

شکل 4.8: مالی سال 20ء کے دوران تخمینہ کردہ ٹیکس اخراجات

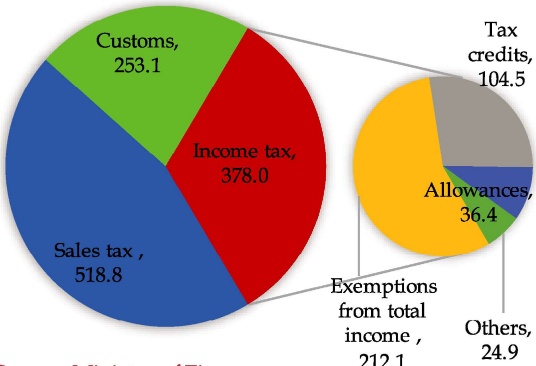

Source: Ministry of Finance

مزید برآں، ایف بی آر نے معلومات ٹیکس رے Tax-Ray کا بھی آغاز کیا ہے، جس کے تحت، یہ افراد کے اثاثوں اور تھرڈ پارٹی ذرائع (جیسے بینکوں اور نادرا) کی جانب سے ہونے والی ودہولڈنگ کٹوتیوں کی معلومات اکٹھا کرتا ہے اور افراد کو بھی ان سے آگاہ کرتا ہے۔ ایک طرف تو تھرڈ پارٹی اعدادوشمار کے ذرائع سے ایف بی آر کو دولت مند افراد کے ٹیکس واجبات کے بہتر تعین (اور ڈیمانڈ نوٹس جاری کرنے) میں مدد ملتی ہے، اور دوسری طرف، یہ گوشوارے جمع کرواتے وقت ٹیکس فائلرز کو اپنے اثاثوں کے درست تخمینے اور ودہولڈنگ دعووں میں مدد فراہم کرتا ہے۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ انکم ٹیکس کے موجودہ ڈھانچے کی خصوصیت مختلف شعبوں میں بھاری استثنا اور رعایتیں ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں ٹیکس کے اخراجات تقریباً 1.0 ٹریلین روپے (مالی سال 20ء) ہیں، جو سیلز ٹیکس، انکم ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی میں تقریباً یکساں طور پر منقسم ہیں (**شکل 4.8**)۔[9] حکومت نے موجودہ جی ایس ٹی کو زیادہ وسیع البنیاد وی اے ٹی ڈھانچے میں تبدیل کرنے، اور ذاتی انکم ٹیکس کے تحت بلند آمدنی والے بریکٹس کے لیے ٹیکس کریڈٹ اور کٹوتیاں ختم کرنے کا عزم کیا ہے۔ تاہم، اس ضمن میں معنی خیز اقدامات کی اب بھی ضرورت ہے۔

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی رقوم کی یک بارگی آمد کی عدم موجودگی کی وجہ سے نان ٹیکس محاصل میں کمی آئی

گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران وفاقی نان ٹیکس محاصل میں کمی واقع ہوئی۔ اس کمی کی بنیادی وجہ وزارت خزانہ کو اسٹیٹ بینک اور پی ٹی اے کی جانب سے منافع کی پست منتقلیاں تھیں، جس نے پٹرولیم لیوی کی وصولی اور سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) سے ہونے والی مارک اپ وصولیوں میں ہونے والے سال بسال اضافے کا اثر زائل کردیا (**شکل 4.9**)۔

صرف پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے منافع کی منتقلی میں کمی دیکھی گئی۔ یہ بنیادی طور پر پست شرح سود اور جزوی طور پر حکومت کی جانب سے قرضے کی پست ادائیگی کے اثرات کی نمائندگی کرتا ہے۔ اگرچہ، دوسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کے آمدنی کے جزدان میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں آئی، لیکن مرکزی بینک گذشتہ برس کے مقابلے میں منافع کی بلند رقم منتقل کرنے میں کامیاب رہا۔ اس کی

9 ٹیکس کے اخراجات سے مراد ٹیکس کوڈ کی خصوصی دفعات ہیں جیسے استثنا، کٹوتیاں، التوا، کریڈٹ اور ٹیکس کی شرحیں جو مخصوص سرگرمیوں یا ٹیکس دہندگان کے گروپس کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔

بنیادی وجہ دورانِ سہ ماہی گذشتہ مالی سال کے بقیہ فاضل منافع سے تقریباً 150 ارب روپے کے بقایاجات کی منتقلی تھی، کیونکہ مالی گوشواروں کے حتمی آڈٹ تک کچھ منافع روک کر رکھا گیا تھا۔

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے

شکل 4.9: سہ ماہی نان ٹیکس محاصل

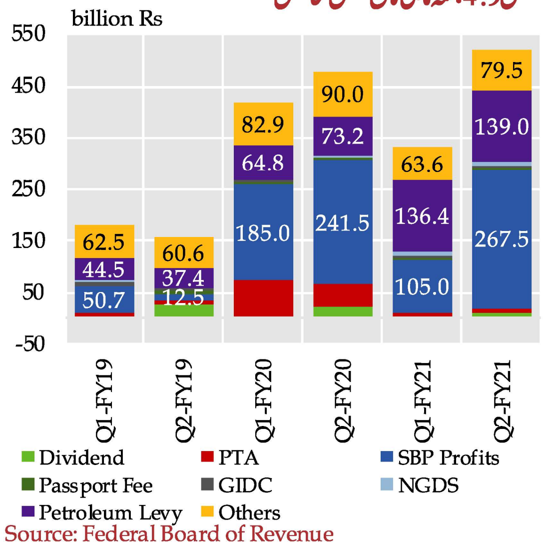

Source: Federal Board of Revenue

دوران پی ٹی اے کی وصولیاں بھی پست رہیں۔ یاد رہے کہ گذشتہ برس، موبائل فون کمپنیوں نے اپنی جی ایس ایم لائسنس کی تجدیدی فیس کا نصف پی ٹی اے کو ادا کیا تھا، جس کے نتیجے میں اس مد میں زیادہ وصولیاں ہوئی تھیں (112.1 ارب روپے)۔ بقیہ ادائیگی کی قسطیں اگلے پانچ برسوں میں بالاقساط وصول کی جائیں گی۔ لہٰذا، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں منتقل کی گئیں مجموعی وصولیاں 18.6 ارب روپے تک محدود تھیں۔

مذکورہ بالا این ٹی آر ذرائع کے برعکس، گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں پٹرولیم لیوی سے ہونے والی وصولیاں تقریباً دگنی تھیں۔[10] یہ مالی سال کے آغاز پر پیٹرول اور ڈیزل پر لیوی ریٹ میں اضافے کے ساتھ ساتھ دورانِ مدت بلند کھپت کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی طرح پی ایس ایز اور دیگر مقامی اداروں کو دیے گئے قرضوں پر مارک اپ میں 520 بیس پوائنٹس اضافے کی وجہ سے گذشتہ برس کے مقابلے پی ایس ایز سے حاصل شدہ مارک اپ کی وصولیاں دگنی سے بھی زیادہ ہو گئیں۔[11]

4.3 وفاقی اخراجات[12]

مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے دوران وفاقی اخراجات میں ہونے والے 33.6 فیصد اضافے کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 5.0 فیصد کا اضافہ ہوا، جبکہ پورے سال کے لیے مجموعی ہدف 4.7 فیصد تھا۔ اس نمو میں اہم حصہ مارک اپ اخراجات کا تھا، کیونکہ دونوں سہ ماہیوں کے دوران نان مارک اپ اخراجات (بشمول ترقیاتی امور، دفاع، پنشن اور حکومتی کے اخراجات) میں کمی واقع ہوئی ہے۔

وفاقی اخراجاتِ جاریہ

اخراجاتِ جاریہ میں، سب سے زیادہ اضافہ مارک اپ ادائیگیوں میں ہوا جو مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 15.1 فیصد بڑھ گئیں، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 46.1 فیصد تھیں۔ اس نمو کا ایک بڑا حصہ پہلی سہ ماہی میں درج کیا گیا تھا؛ تاہم، دوسری سہ ماہی میں اس کی رفتار سال بسال بنیاد پر کم ہوئی۔

بیرونی قرض کے ضمن میں، مالی سال 21 کی دونوں سہ ماہیوں کے دوران سودی ادائیگیوں میں کمی درج کی گئی۔ اس کی وجوہات یہ تھیں: (i) روپے کی قدر میں اضافہ، جس نے روپے کے لحاظ سے بیرونی قرض کی واپسی کے حجم میں تخفیف کردی؛ (ii) کووڈ کے نتیجے میں بیرونی سود کی شرح (لائبور) میں کمی؛ جس نے سازگار طور پر رواں شرح قرض کے معاہدوں کی نو قیمت بندی کردی؛ اور (iii) قرض کی واپسی کی معطلی کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت فراہم کردہ

10 حکومت نے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران پیٹرولیم لیوی (450 ارب روپے) کے لیے پورے سال کے ہدف کا تقریباً 60 فیصد اکٹھا کیا۔

11 سرکلر: نمبر ایف۔8 (2) جی ایس ون/2018ء–1645، بتاریخ 09 دسمبر 2020ء؛ (فنانس ڈویژن، بجٹ ونگ)۔

12 اس حصے میں کی گئی بحث، علاوہ شماریاتی تفرق، اخراجات پر مبنی ہے۔

شکل 4.10: بلحاظِ آلات مارک اپ ادائیگیاں

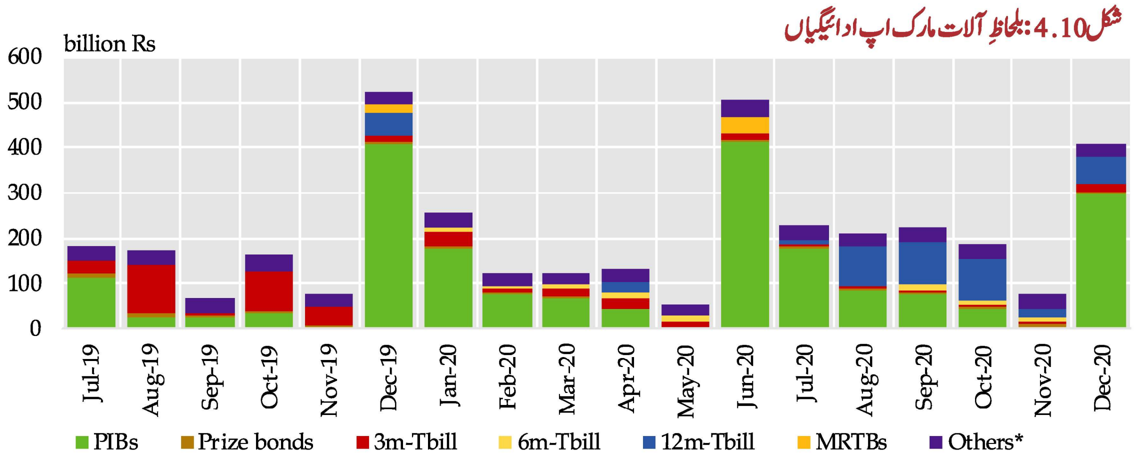

Source: State Bank of Pakistan

امداد، جو کثیر فریقی اداروں، بشمول پیرس کلب، اور ایشیائی ترقیاتی بینک، وغیرہ سے پست مارک اپ ادائیگیوں پر منتج ہوئی۔ ڈی ایس ایس آئی کے ضمن میں ، پاکستان کو جون 2021ء تک 3.66 ڈالر (جی ڈی پی کے 1.3 فیصد) کی ممکنہ بچت وصول ہونے کی توقع ہے۔[13]

ملکی قرضوں کی واپسی میں، دوسری سہ ماہی میں کمزور رفتار بنیادی طور پر پی آئی بی کوپن کی ادائیگیوں میں سال بسال کمی کی عکاسی کرتی ہے۔ یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ گذشتہ برس ، دوسری سہ ماہی میں کوپن کی ادائیگیوں میں نو خاکہ بندی (re-profiling) کا اثر بھی شامل تھا، جس نے جون 2019ء میں اسٹیٹ بینک کے قرض کے اسٹاک کا تقریباً 93.0 فیصد پی آئی بیز میں تبدیل کر دیا تھا۔[14] ان پی آئی بیز کی پہلی کوپن ادائیگی دسمبر 2019ء میں واجب الادا ہوئی، جس نے سہ ماہی ادائیگیوں کو بڑھا کر 443 ارب روپے کر دیا (گذشتہ سہ ماہی کی ادائیگیوں سے 3 گنا زیادہ)۔ اگرچہ، اس کے بعد کے مہینوں میں حکومت نے پی آئی بیز کا استعمال جاری رکھا، تاہم ان کی قیمت بندی بڑی حد تک رواں شرح پر کی گئی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ، ان کی کوپن ادائیگیوں نے مارچ 2020ء کے بعد سے سود کی شرحوں میں ہونے والی عمودی کمی کے اثر کو محدود کر دیا۔ چنانچہ، پست شرح سود کے ساتھ ساتھ اساسی اثر کے نتیجے میں مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران مارک اپ ادائیگیوں کی نمو میں سال بسال بنیاد پر سست روی آئی (**شکل 4.10**)۔

اس سست روی کے باوجود، یہ بات قابل غور ہے کہ مارک اپ ادائیگیوں کی سطح اب بھی کافی بلند ہے، جو موجودہ وفاقی اخراجاتِ جاریہ کا تقریباً 53 فیصد ہے۔ اہم بات یہ بھی ہے کہ کل وفاقی محاصل کا تقریباً 48 فیصد مارک اپ ادائیگیوں میں استعمال ہو گیا (**شکل 4.11**)، اور یہ وفاقی ترقیاتی اخراجات کے حجم سے چھ گنا زیادہ تھا۔ یہ اعداد و شمار بنیادی طور پر مارک اپ ادائیگیوں سے پیدا ہونے والے مالی تناؤ کی شدت کی عکاسی کرتے ہیں۔

نان مارک اپ اخراجاتِ جاریہ میں نمایاں تخفیف

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران نان مارک اپ وفاقی اخراجات میں سال بسال بنیاد پر تخفیف دیکھی گئی۔ تین بڑی مدات میں کمی زیادہ نمایاں تھی: دفاع، پنشن، اور حکومتی امور۔ یہ بات قابل غور ہے کہ مالی سال 21ء کے لیے بجٹ میں زیادہ رقوم مختص کرنے کے باوجود، گذشتہ برس کے مقابلے میں ان مدات کے

13 ڈی ایس ایس آئی کے تحت اصل اور سود کی ادائیگیوں کی جدولی ادائیگی معطل کر دی گئی ہے۔ یہ ادائیگیاں اب مالی سال 22ء اور مالی سال 24ء (جمع ایک سالہ رعایتی مدت) کے درمیان اقساط میں (وقتاً فوقتاً) کی جائیں گی۔ ماخذ: عالمی بینک، 19 فروری 2021ء۔ https://www.worldbank.org/en/topic/debt/brief/covid-19-debt-service-spension-initiative

14 جون 2019ء میں کیے گئے قرضوں کی از سر نو خاکہ بندی کے تحت، اسٹیٹ بینک کے 70 فیصد کے قریب قرضوں کو رواں پی آئی بیز میں اور قریب 23 فیصد کو معین پی آئی بیز میں تبدیل کیا گیا۔

تحت کم اخراجات ہوئے۔ مزید بر آں، دونوں سہ ماہیوں میں دفاعی اخراجات میں کمی دیکھی گئی۔

شکل 4.11: پہلی ششماہی کے دوران وفاقی محاصل اور اخراجاتِ جاریہ کے فیصد کے طور پر سودی ادائیگیاں

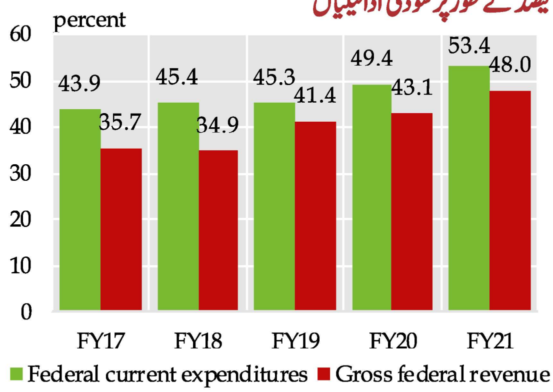

Source: Finance Division

دوسری سہ ماہی کے دوران حکومت کے اخراجات میں تیزی سے کمی آئی جس کی بنیادی وجہ مالی سال 21ء کے آغاز پر شروع کی جانے والی کفایت شعاری مہم تھی۔ اخراجاتِ جاریہ کے لیے تمام گاڑیوں (ماسوا موٹر سائیکلیں) کی خریداری اور نئی اسامیوں پر مکمل پابندی، دیگر سرکاری پروٹوکولز، جیسے رسالوں اور اخباروں کی فراہمی پر پابندی؛ یوٹیلیٹی اشیا کے خرچ میں کمی، اور دوسرے روزمرہ مصارف پر پابندیاں ان میں شامل ہیں۔[15]

مزید بر آں، پبلک فنانس مینجمنٹ ایکٹ 2019ء کے تحت اخراجات کے انتظام کی جانچ پڑتال بھی متعارف کرائی گئی ہے۔ اس تناظر میں، نامزد پرنسپل اکاؤنٹنگ آفیسرز ملازمین سے متعلق اخراجات کی نگرانی اور ان کا انتظام کرتے ہیں تاکہ یقینی بنایا جاسکے کہ تمام اخراجات مالی کھاتوں کے بجٹ اور نقدی کے موزوں انتظام کے لیے مختص اور جاری کردہ بجٹ کے اندر ہی کیے جائیں۔[16] کسی بھی اضافی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے، بنیادی طور پر بجٹ میں فنڈز کو دوبارہ مختص کرکے، وزارتوں اور ڈویژنوں کو تکنیکی ضمنی گرانٹ مختص کی گئی ہے۔[17]

سماجی تحفظ کے پروگراموں میں، سب سے زیادہ ادائیگیاں احساس ایمرجنسی کیش پروگرام کے تحت کی گئی تھیں۔ دسمبر 2020ء کے اختتام تک 14.83 ملین مستحق افراد کو 179.2 ارب روپے تقسیم کیے گئے ہیں۔[18] اسی طرح، کامیاب جوان یوتھ انٹرپرینیورشپ اسکیم (کے جے وائی ای ایس) کے تحت اکتوبر 2020ء تک مختلف کاروبار شروع کرنے کے لیے نوجوانوں کو 1.7 ارب روپے فراہم کیے گئے ہیں۔

ان کے علاوہ، خصوصی افراد اور پسماندہ خواتین کے لیے احساس کفالت پالیسی سمیت سماجی بہبود کے دیگر پروگرام، بھی شروع کیے گئے۔ نتیجتاً، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 'احساس' کے تحت بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے ضمن میں مجموعی اخراجات 66.8 ارب روپے تک پہنچ گئے، جبکہ گذشتہ برس یہ 28.5 ارب روپے تھے۔

اسی اثنا میں، کووڈ19 کے تناظر میں معاشی محرک پیکیج-ای ایس پی[19] کے لیے مختص 1240 ارب روپے میں سے مالی سال 20ء کے دوران 700.0 ارب روپے خرچ ہوئے، اور باقی (540.0 ارب روپے) کو مالی سال 21ء کے لیے دوبارہ مختص کیا گیا۔ اس میں سے، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں حکومت نے صرف 21.6 فیصد خرچ کیے، جس میں ادائیگیاں ایس ایم ای (یوٹیلیٹی بلز کے التوا) اور زرعی شعبوں، ہنگامی امدادی فنڈ، برآمد کنندگان کو زیرِ التوا رقوم کی واپسی، اور بجلی اور گیس کے شعبوں کی اعانت میں مرتکز تھیں (**شکل 4.12**)۔ یہاں یہ بات واضح

---

[15] سرکلر نمبر 7(1) ایکسپریس-430-2016 / IV، بتاریخ 6 اگست، 2020ء، اخراجات ونگ، فنانس ڈویژن۔

[16] سرکلر نمبر 447/ 2020 / F.1 (3)-CAO (MoF)، بجٹ ونگ، فنانس ڈویژن۔

[17] ششماہی بجٹ جائزہ برائے 2020-2021ء، فنانس ڈویژن۔ ویب لنک: http://www.finance.gov.pk/budget/mid_year_Budget_review_2020_21.pdf

[18] http://www.finance.gov.pk/economic/economic_update_december_2020.pdf

[19] مختلف سرکاری دستاویزات میں "معاشی محرک پیکیج" کی اصطلاح کا نام مختلف طور پر رکھا گیا ہے۔ کچھ جگہوں پر، اس کو معاشی محرک پیکیج کا حوالہ دیا جاتا ہے، جبکہ دوسرے مقامات پر، اسے کورونا محرک پیکیج کہا گیا ہے۔

کرنا ضروری ہے کہ یومیہ مزدوری والے کارکنوں کے ریلیف کے تحت دی گئی امداد (200 ارب روپے) ریلیف کے لیے سیلف رجسٹریشن کی عارضی معطلی، اور معاشی سرگرمیوں کے توقع سے پہلے ہی دوبارہ شروع ہونے کے باعث کافی حد تک خرچ نہیں کی جاسکیں۔[20]

شکل 4.12: مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران اقتصادی محرک پیکیج کی بقیہ قسط کے تحت اخراجات

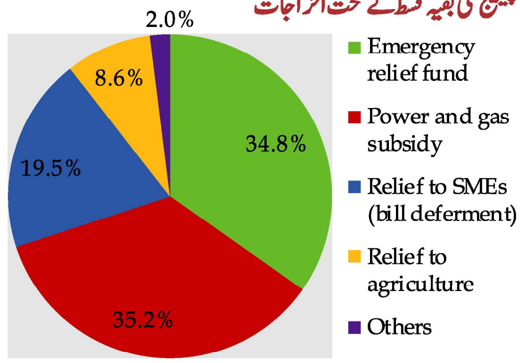

Source: Finance Division

وفاقی ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 14.4 فیصد کی کمی کے ساتھ ترقیاتی اخراجات میں سرگرمی پست رہی۔ یہ کمی دونوں سہ ماہیوں میں دیکھی گئی، تاہم دوسری سہ ماہی میں اس کا حجم زیادہ نمایاں تھا۔ ترقیاتی اخراجات میں، پی ایس ڈی پی کے اخراجات سب سے زیادہ متاثر ہوئے، کیونکہ متعلقہ وزارتوں میں گنجائش کے مسائل، جن میں تعمیراتی کام کے لیے ملازمین کا حصول، خریداری اور معاہدے شامل ہیں، منصوبوں کو مسلسل تاخیر کا شکار کرتے رہے۔ لہٰذا، اگرچہ مالی سال 21ء میں پہلی ششماہی کے دوران بجٹ میں مختص رقم کا تناسب کم از کم سات برسوں میں سب سے زیادہ تھا، تاہم حقیقی اخراجات پست رہے (**شکل 4.13**)۔ اس کے برخلاف، غیر ملکی مالی اعانت سے چلنے والے پی ایس ڈی پی منصوبوں کے تحت مختص رقم کا تقریباً 92 فیصد پہلی ششماہی کے دوران ہی حاصل کیا جاچکا تھا۔

زیر جائزہ مدت کے دوران سماجی اور انفراسٹرکچر کی ترقی (بالخصوص فاٹا، آزاد جموں کشمیر اور گلگت بلتستان سمیت غیر مراعات یافتہ علاقوں کے لیے) وفاقی پی ایس ڈی پی کی اہم ترجیحات میں شامل رہی۔ دستیاب معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ پی ایس ڈی پی کے کل فنڈ کا تقریباً 55 فیصد 20 اہم ترین منصوبوں کے لیے جاری کیا گیا تھا جس میں خیبر پختونخوا، گلگت بلتستان اور آزاد جموں کشمیر میں علاقائی ترقی شامل ہے۔ مزید برآں، خاص طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کے لیے فنڈز بھی جاری کیے گئے (**شکل 4.14**)۔

شکل 4.13: سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں کے لیے رقوم کے اجرا (روپیہ مالیت) (مجموعی مختص بجٹ کا فیصد)

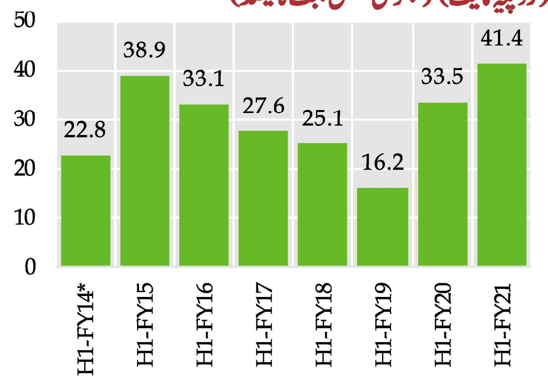

* the data before H1-FY14 is not available
Source: Planning Commission

غیر ملکی مالی اعانت سے چلنے والے پی ایس ڈی پی پروجیکٹس کے تحت ہونے والی ادائیگیاں سال کے لیے بڑھ کر مختص غیر ملکی بجٹ کا تقریباً 92 فیصد ہوگئیں۔ یہ رقوم توانائی کے منصوبوں کے لیے دی گئیں، جیسے جنوبی علاقوں میں بجلی کی فراہمی کے نظام میں بہتری لانے کے لیے جاپان کی مالی اعانت سے گڈو سبی سنگل ٹرانسمیشن لائن کی تعمیر۔ مزید برآں، امریکی مالی اعانت سے منگلا پاور اسٹیشن کی بحالی اور عالمی بینک کے تعاون سے داسو ہائیڈرو پاور پروجیکٹ کے لیے جاری کردہ رقوم نمایاں تھیں۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ منصوبے مجموعی طور پر پی ایس ڈی پی کی کل غیر ملکی رقوم کے تقریباً 75 فیصد پر مشتمل تھے۔

[20] یومیہ مزدوری والے کارکنان کو دی جانے والی امداد (15000 روپے ماہانہ) کے لیے ذاتی اندراج کے عمل کو مئی 2020ء میں عارضی طور پر معطل کر دیا گیا تھا۔

شکل 4.14: مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران وفاقی پی ایس ڈی پی کی ترجیحات– رقوم کے لحاظ سے 20 اہم منصوبے

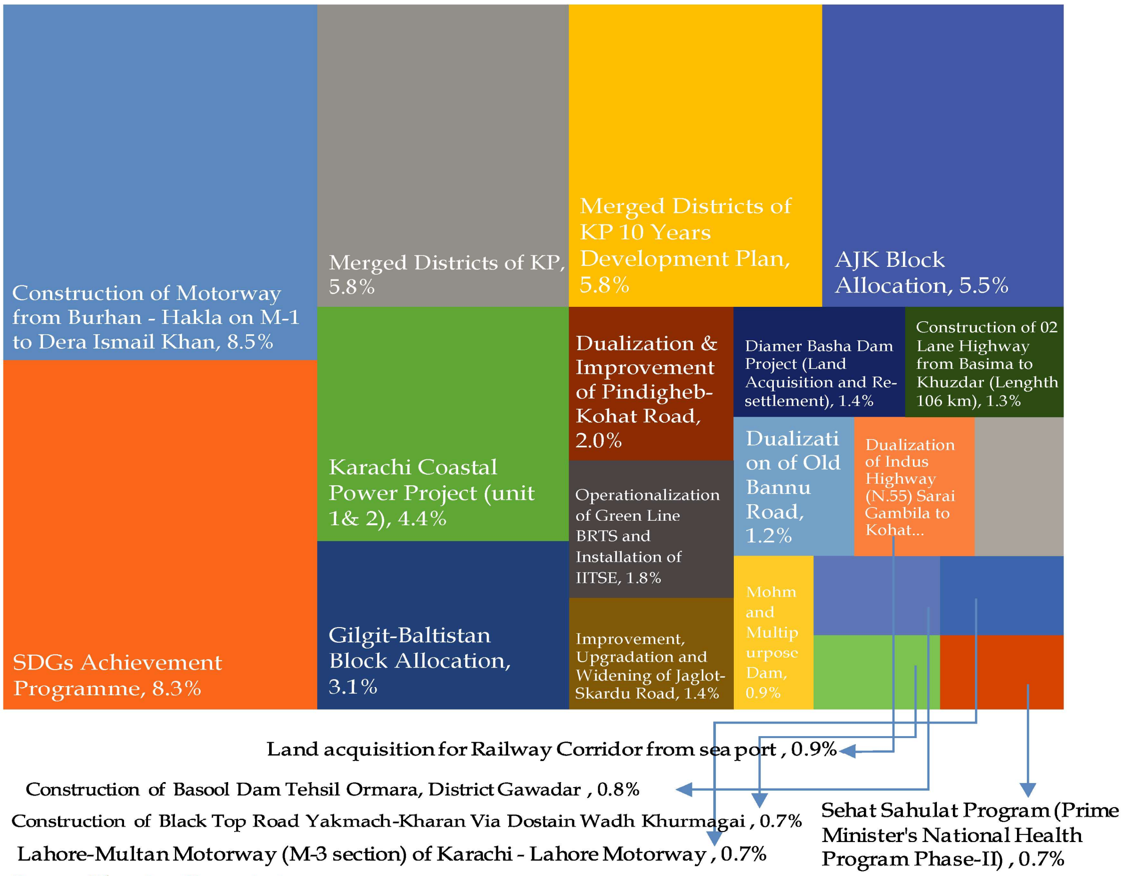

Source: Planning Commission

مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں نان پی ایس ڈی پی ترقیاتی اخراجات میں، صوبوں کی وفاقی ترقیاتی گرانٹ میں تیزی سے اضافہ ہوا اور یہ 44.9 ارب روپے ہو گئیں، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران یہ محض 16.9 ارب روپے تھیں۔ اسی طرح، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران، آئی ڈی پیز کی امداد اور بحالی کے لیے ترقیاتی اخراجات میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔

اسی طرح، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران پی ایس ایز کی خالص قرض گاری میں نمایاں اضافہ ہوا، جس سے پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز (پی آئی اے) اور پاکستان اسٹیل ملز (پی ایس ایم) کی تنظیم نو کے مقاصد سے لیے جانے والے قرضے کی عکاسی ہوئی۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ آئی ایم ایف پروگرام کے تحت کیا گیا سرکاری کاروباری اداروں کا جائزہ مکمل ہو چکا ہے، جس کا مطلب ہے کہ ان اداروں کی تنظیم نو / نجکاری کے منصوبے ایک آگے کے مرحلے میں پہنچ چکے ہیں۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ حکومت نے پی ایس ایم کو فروخت کرنے سے قبل اس کی افرادی قوت میں بھی کمی کر دی ہے۔

4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران، صوبوں نے 255.1 ارب روپے کا مجموعی فاضل درج کیا، جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 26.8 فیصد

پست تھی (**جدول 4.4**)۔ تاہم، چونکہ اس سال کے لیے میزانیہ فاضل پہلے ہی کم تھا (کووڈ سے متعلق ضروری اخراجات کو شامل کرنے کے لیے)، لہٰذا پہلی ششماہی کے دوران جمع شدہ زرِفاضل سالانہ ہدف سے زیادہ ہوگیا۔

صوبائی محاصل

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بنیادی طور پر پہلی سہ ماہی میں، این ایف سی کے تحت وفاقی حکومت سے پست منتقلی کی وجہ سے صوبائی محاصل میں معمولی کمی درج کی گئی۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا، دوسری سہ ماہی میں محاصل میں 12 فیصد سال

جدول 4.4: صوبائی مالیاتی کارروائیاں

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

					نمو			
	م س20ء-شش1	م س21ء-شش1	م س21ء-سہ1	م س21ء-سہ2	م س20ء-شش1	م س21ء-شش1	م س21ء-سہ1	م س21ء-سہ2
اے۔ ٹیکس محاصل	1,683.4	1,658.3	658.9	999.4	14.4	-1.5	-16.7	12.0
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	1,325.8	1,280.1	504.0	776.1	10.5	-3.5	-17.7	8.8
صوبوں کے اپنے محاصل	274.3	293.1	131.8	161.3	26.4	6.8	-2.7	16.1
ٹیکس	214.4	245.9	111.8	134.1	14.2	14.7	6.9	22.0
نان ٹیکس	59.9	47.2	20.0	27.2	104.8	-21.2	-35.3	-6.1
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	83.2	85.2	23.1	62.1	50.0	2.3	-46.4	54.8
ب۔ مجموعی اخراجات	1,335.0	1,403.2	614.5	788.7	11.4	5.1	2.1	7.6
جاری	1,140.4	1,281.0	565.9	715.1	7.9	12.3	9.2	15.0
ترقیاتی	219.4	227.7	89.8	137.8	30.8	3.8	27.2	-7.3
شماریاتی تضاد	-24.8	-105.5	-41.2	-64.2				
مجموعی توازن (الف-ب)	348.4	255.1	44.4	210.7	27.5	-26.8	-76.5	32.1
مالکاری	-348.4	-255.1	-44.4	-210.7				

*مالکاری میں علامتِ نفی سے مراد فاضل ہے۔

ماخذ: وزارتِ خزانہ

یہ بلند کارکردگی بنیادی طور پر دوسری سہ ماہی کے دوران دیکھی گئی، جب این ایف سی کے تحت بلند وفاقی منتقلیوں نے تمام صوبوں کے محاصل کو بڑھادیا۔ مزید یہ کہ سہ ماہی کے دوران وفاقی حکومت کے ساتھ سیلز ٹیکس کی یک بارگی ٹیکس ایڈجسٹمنٹ سے صوبائی حکومتوں (پنجاب اور خیبر پختونخوا) کی اپنی وصولیوں میں بہتری آئی۔ اگرچہ، گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اخراجات (خاص طور پر اخراجاتِ جاریہ) کی نمو میں بھی تیزی آئی، تاہم یہ محاصل کے اثرات کو محض جزوی طور پر ہی زائل کر سکی۔ نتیجتاً، تمام صوبوں نے، بشمول سندھ اور خیبر پختونخوا جنھوں نے گذشتہ سہ ماہی میں خسارہ درج کیا تھا، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں فاضل درج کیے۔

بسال کا مضبوط اضافہ ہوا۔ یہ بہتری دونوں بلند وفاقی منتقلیوں کے ساتھ ساتھ صوبوں کی اپنی وصولیوں میں بھی واضح تھی۔ پہلی سہ ماہی میں سال بسال منفی نمو کے بعد اس مدت میں صرف ترقیاتی مقاصد کے لیے وفاقی قرضوں اور منتقلیوں میں بھی اضافہ درج کیا گیا۔ تاہم، نان ٹیکس محاصل میں دونوں سہ ماہیوں میں سال بسال کمی ہوئی، جس کی وجہ بنیادی طور پر خیبر پختونخوا اور پنجاب کو حاصل ہونے والے پست برقابی منافع تھا۔ مجموعی لحاظ سے، کُل صوبائی محاصل میں صوبائی ٹیکس وصولیوں کا حصہ بڑھ کر 14.8 فیصد ہوگیا، جو 18 ویں ترمیم کے نفاذ کے بعد کسی بھی برس کی پہلی ششماہی میں سب سے زیادہ ہے۔

بلوچستان کے سوا، صوبائی محاصل کی دیگر تمام اتھارٹیوں نے پہلی ششماہی کے دوران خدمات پر سیلز ٹیکس کی وصولی میں اضافہ درج کیا۔ سندھ میں، درآمدی سرگرمیوں میں اضافے کے باعث بندرگاہوں اور جہاز رانی کی خدمات میں بلند سرگرمی کے ساتھ ساتھ فرنچائز اور بیمہ خدمات کے تحت زیرِ التوا ادائیگیوں کی بازیابی کی وجہ سے نمو ہوئی۔ پنجاب میں بھی، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں سیلز ٹیکس کی وصولی میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا (**شکل 4.15**)۔

شکل 4.15: مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران صوبائی ٹیکس محاصل میں مطلق تبدیلی

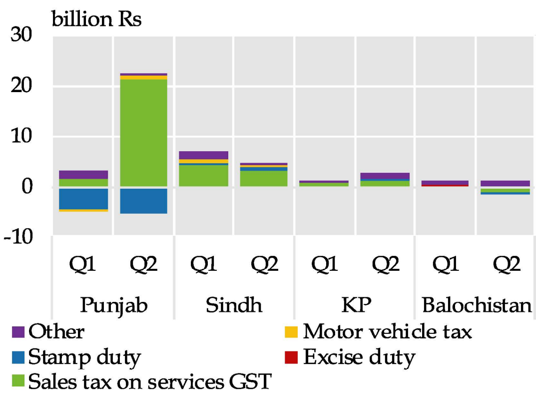

Source: Ministry of Finance

صوبائی حکام کے مطابق یہ بہتری بنیادی طور پر صوبائی ریونیو اتھارٹی اور ایف بی آر کے مابین 16.6 ارب روپے کی رقم کے کراس ان پٹ ٹیکس ایڈجسٹمنٹ (2012-13ء تا 2018-19ء) کے نفاذ کی وجہ سے ہوئی۔ اسی طرح کی ایڈجسٹمنٹ (اگرچہ 1.4 ارب روپے کی پست مقدار میں) سے خیبر پختونخوا کی ٹیکس وصولی میں سال بسال اضافے میں مدد ملی۔ ان ایڈجسٹمنٹ کو نکال دیں تو ان صوبوں کے ٹیکس محاصل کی نمو نسبتاً پست رہ جاتی ہے۔

صوبائی اخراجات

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران، مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں مجموعی طور پر صوبائی اخراجات میں 5.1 فیصد کی نمو درج کی گئی۔ یہ نمو بنیادی طور پر اخراجاتِ جاریہ میں اضافے اور جزوی طور پر ترقیاتی اخراجات میں معمولی اضافے سے ہوئی۔ اخراجات کے صوبہ وار تجزیے سے پتا چلتا ہے کہ خیبر پختونخوا، سندھ اور بلوچستان نے اس نمو میں حصہ لیا، جبکہ پنجاب نے اخراجات میں کمی ظاہر کی۔ مجموعی اخراجات میں بیشتر اضافہ دوسری سہ ماہی کے دوران دیکھنے میں آیا، جب اخراجاتِ جاریہ میں نمو 15 فیصد تک بڑھ گئی جبکہ پہلی سہ ماہی میں 9.2 فیصد نمو ہوئی تھی۔ ترقیاتی اخراجات کے ضمن میں، دوسری سہ ماہی میں 7.3 فیصد سال بسال کمی دیکھی گئی۔

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ کچھ برسوں کے نمو کے رجحان کو برقرار رکھتے ہوئے تمام صوبوں کے اخراجاتِ جاریہ میں اضافہ ہو گیا (**شکل 4.16**)۔ تاہم، صرف خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے ترقیاتی اخراجات میں اضافہ ہوا۔ پنجاب کے ضمن میں، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران عمومی سرکاری خدمات اور معاشی امور کے علاوہ مکانات کاری اور کمیونٹی سے متعلق اخراجات نمایاں تھے۔

اسی طرح، خیبر پختونخوا کے ترقیاتی اخراجات بنیادی طور پر معاشی امور میں کیے گئے، جن میں تعمیرات، نقل و حمل، خوراک، اور زراعت شامل تھے (**شکل 4.17**)۔ بظاہر، خیبر پختونخوا حکومت دوران سہ ماہی وفاقی حکومت کی جانب سے بلند ترقیاتی قرضوں اور گرانٹس کی وجہ سے اپنے ترقیاتی اخراجات میں اضافہ کرنے کی اہل تھی۔ دریں اثنا، مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں معمولی کمی کے بعد، بلوچستان میں بھی پہلی ششماہی میں ترقیاتی اخراجات میں اضافہ درج کیا گیا۔

شکل 4.16: مالی سال 21ء کے دوران صوبائی اخراجات کی نمو میں حصہ

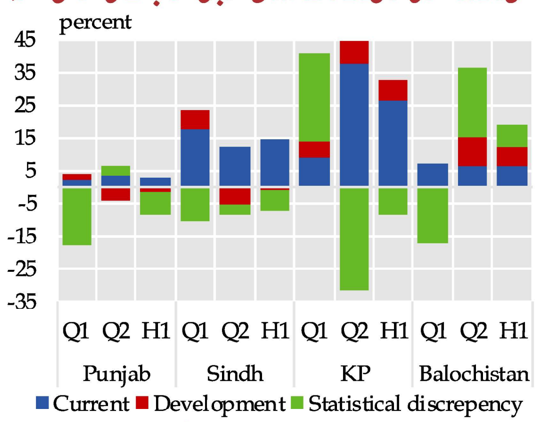

Source: Ministry of Finance

شکل 4.17: صوبائی اخراجات کے اجزائے ترکیبی - مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی

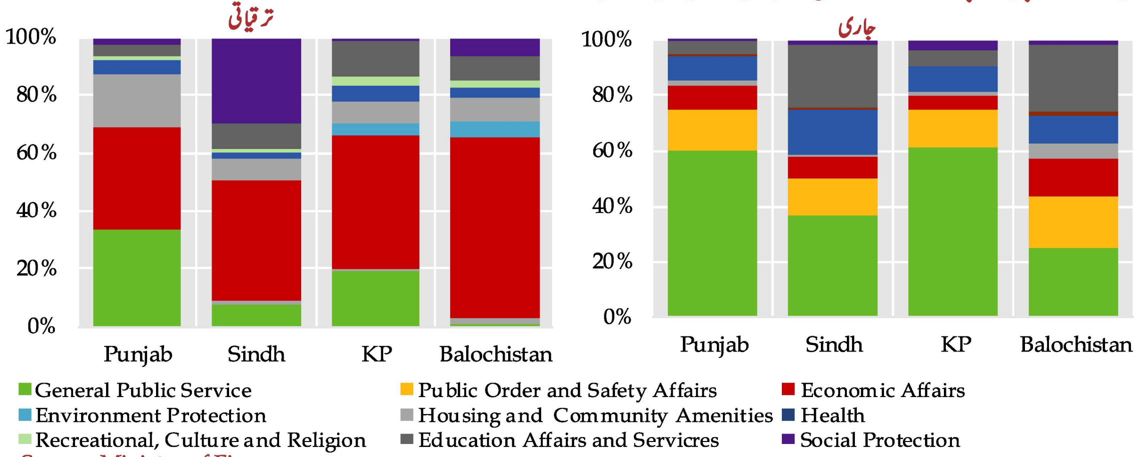

Source: Ministry of Finance

دوسری طرف، خسارے کی مالکاری گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ رہی جس کی عکاسی بجٹ خسارے میں برائے نام اضافے سے ہوئی۔

4.5 سرکاری قرضہ

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران سرکاری قرضے کے واجب الادا ذخیرے میں 1.1 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا اور یہ دسمبر 2020ء کے اختتام پر جی ڈی پی کے 82.2 فیصد تک پہنچ گیا، جو سالانہ بنیادوں پر 1.4 فیصدی درجوں کے اضافے کی نمائندگی کرتا ہے۔ آخر جون 2020ء کے مقابلے میں، جب سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کا تناسب 87.2 فیصد ہوگیا تھا، دسمبر 2020ء کے اختتام پر 5.0 فیصدی درجے کی کمی دکھائی دی۔[21]

گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران ہونے والی نمو کے مقابلے میں سرکاری قرضے جمع ہونے کی رفتار میں معمولی کمی دیکھنے میں آئی۔[22] اس کمی کی بنیادی وجوہات یہ تھیں: (i) گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومت کی جانب سے ڈپازٹس اکٹھے کرنے میں کمی؛ اور (ii) ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے سے ہونے والے نوقدرپیمائی فوائد، جس نے بیرونی قرضوں کی رفتار کو محدود رکھنے میں مدد دی (**شکل 4.18**)۔[23]

سرکاری قرضوں میں تقریباً سارا اضافہ ملکی ذرائع سے ہوا، کیونکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومت کے بیرونی قرضوں میں (جس میں آئی ایم ایف کا قرض بھی شامل ہے) صرف 29.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ درحقیقت، سرکاری بیرونی قرضوں کے اسٹاک میں دوسری سہ ماہی میں کمی واقع ہوئی جب ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 3.7 فیصد اضافہ ہوا، چنانچہ روپے کے لحاظ سے سرکاری بیرونی قرضوں کا ذخیرہ کم ہوگیا۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں بھی، روپے کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں اضافہ ہوا تھا، تاہم اس کے نوقدر پیمائی فوائد کا حجم اتنا مضبوط نہیں تھا کہ وہ نئے قرضوں کے اثر کو زائل کرسکتا۔ مزید برآں، یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ بیرونی رقوم کی آمد کے باوجود، دوسری کرنسیوں (بالخصوص ایس ڈی آر) کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں کمی کی وجہ سے

---

21 جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا گیا ہے، دسمبر 2020ء کے آخر کے اعداد و شمار اس سال کے ہدفی جی ڈی پی پر مبنی ہیں۔

22 سرکاری قرضوں میں 2.9 فیصد کا اضافہ درج کیا گیا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 3.1 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ مطلق لحاظ سے، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں سرکاری قرضے میں 1.1 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.0 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

23 ایف آر ڈی ایل اے کی تعریف کے مطابق مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران سرکاری قرض میں میں 2.3 فیصد کا اضافہ درج کیا گیا، جبکہ گذشتہ برس 1.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

ہونے والے نوقدرپیمائی خساروں نے اس اضافے میں حصہ لیا۔ دوسری طرف، دونوں سہ ماہیوں کے دوران ملکی قرضوں میں تقریباً یکساں اضافہ ہوا۔

شکل4.18: پہلی ششماہی کے دوران سرکاری قرضے میں تبدیلی کے ذرائع

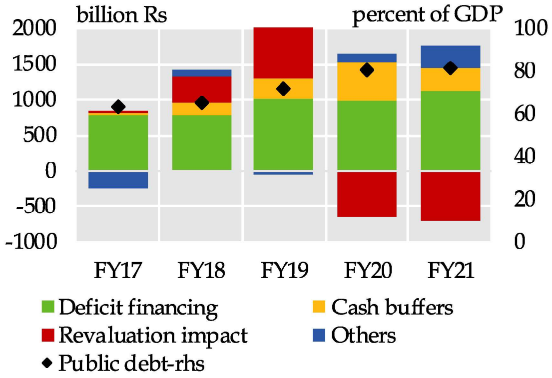

Source: State Bank of Pakistan

ادارہ جاتی نقطۂ نظر سے، حکومت مرکزی بینک سے نئے قرضے نہ لینے کے عہد پر قائم رہی اور ملکی مالکاری ضروریات کے لیے جدولی بینکوں پر انحصار کرتی رہی۔ مالی سال20ء کی پہلی ششماہی کے 269.9ارب روپے کے مقابلے میں زیرِ جائزہ مدت میں قومی بچت اسکیموں کے ذریعے 4.8ارب روپے جمع کیے گئے۔ جہاں تک بیرونی قرضوں اور واجبات کا تعلق ہے، تقریباً 83 فیصد اضافہ (ڈالر کے لحاظ سے) پاکستان کے کثیر فریقی اور دو طرفہ اداروں کے ساتھ بڑھتے ہوئے تعلق کی نمائندگی کرتا ہے۔ دورانِ مدت حکومت نے کمرشل ذرائع سے بھی قرض لیا۔ یہ قرض گیریاں طویل مدتی نوعیت کی تھیں، تاہم بنیادی طور پر مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں مرکوز تھیں۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران، کمرشل قرضوں کے واجب الادا ذخیرے میں کمی آئی، کیونکہ حکومت نے اپنے قلیل مدتی واجبات کو واپس کردیا تھا۔

سرکاری قرضوں کے مجموعی خاکۂ عرصیت میں بہتری آئی کیونکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران درج شدہ سارا اضافہ طویل مدتی آلات سے ہوا۔ دسمبر 2020ء کے اختتام پر، مرکزی حکومت کے واجب الادا قرض میں طویل مدتی آلات کا حصہ 85.7 فیصد تھا، جبکہ دسمبر 2019ء کے اختتام پر یہ 83.1 فیصد تھا۔ یہ بہتری پست شرح سود کے ماحول میں طویل مدتی آلات کو پُرکشش بنانے کے حکومتی اقدامات کے اثرات کی عکاسی کرتی ہے۔ بالخصوص، حکومت نے نئی مدت کے ساتھ رواں شرح پی آئی بیز متعارف کروائے اور نہ صرف حکومتی تمسکات کے واجب الادا ذخیرے کو متنوع بنانے بلکہ عرصیت کے اوسط وقت کو بہتر کرنے کے لیے بھی کوپن کا نیا اسٹرکچر (کوپن کی سہ ماہی ادائیگیوں کی اجازت اور پندرہ روز میں کوپن کی ری سیٹنگ کرنا) جاری کیا۔ طلب کے لحاظ سے، منڈی کے شرکا کوپن میں لچک کی وجہ سے ان آلات میں سرمایہ کاری کرنے کے خواہشمند دکھائی دیے (**تفصیلات کے لیے دیکھیے، باب3**)۔

ملکی قرضہ

ملکی قرضوں کی ملکیت کا ڈھانچہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ تقریباً تمام مالکاری مکمل طور پر کمرشل بینکوں کے ذریعے کی گئی۔ نان بینکوں کے ذریعے ملکی قرضوں میں ہونے والا اضافہ انتہائی کم تھا (گذشتہ برس کے 37 فیصد کے مقابلے میں 16 فیصد)، کیونکہ اداروں کو قومی بچت اسکیموں (این ایس ایس) کے پیش کردہ آلات میں سرمایہ کاری سے روک دیا گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے واضح کیا گیا ہے، حکومت پورے عرصے میں خسارے کی تسکیک سے بچتی رہی اور اس کے بجائے زیرِ جائزہ مدت میں 0.3 ٹریلین روپے اسٹیٹ بینک کو واپس کیے۔ لہٰذا دسمبر 2019ء اور دسمبر 2020ء کے درمیان واجب الادا قرضوں کے اسٹاک میں اسٹیٹ بینک کا حصہ 6.1 فیصدی درجے کم ہوا۔

جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا گیا ہے، حکومت کے لیے ملکی قرضوں کی عرصیت کو بڑھانا، اور اسے مختلف آلات (بشمول پی ایف ایل اور اجارہ صکوک آلات) میں متنوع بنانا بھی ممکن ہوگیا، جیسا کہ **شکل 4.19** میں دکھایا گیا ہے۔[24] حکومتی تمسکات کے سہ ماہی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے آغاز سے ہی بینکوں کی قلیل مدتی آلات کے لیے ترجیح میں اضافہ ہونا شروع ہوا، جس کی عکاسی طویل مدتی بانڈز کے بڑھتے ہوئے میعادی پریمیم سے بھی ہوئی (**شکل 4.20**)۔ اس کے بعد، جیسے ہی مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں سود کی شرحوں میں

[24] رواں شرح پی آئی بیز (پی ایف ایل) کو ابتدائی طور پر 10 سالہ عرصیت کے ساتھ مئی 2018ء میں متعارف کرایا گیا تھا، اس کے بعد جون 2020ء میں، 3 سالہ اور 5 سالہ پی ایف ایل کا بھی آغاز کیا گیا۔

اضافے کی توقعات بڑھیں، 3 ماہی ٹی بلز کی مانگ میں اضافہ ہوا جبکہ 12 ماہی ٹی بلز اور معین شرح پی آئی بیز کی طلب کم ہوئی (باب 3)۔

شکل 4.19: ملکی قرضے میں بلحاظِ آلات حصہ

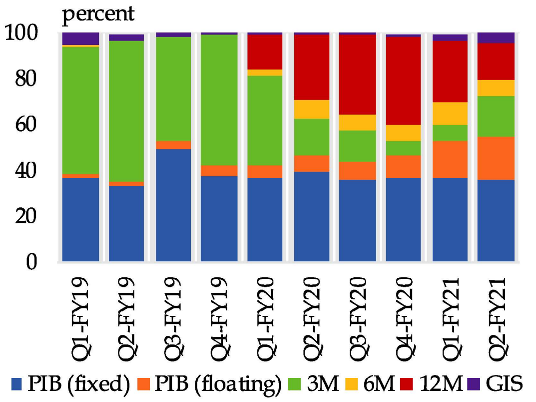

Source: State Bank of Pakistan

شکل 4.20: سہ ماہی ٹی بلز کے لحاظ سے میعادی پریمیم

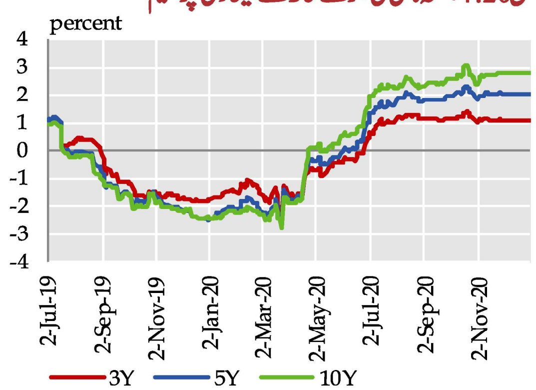

Source: MUFAP

5 سالہ اجارہ صکوک (معین اور متغیر شرح دونوں کے آپشنز) متعارف کروائے جانے کے ساتھ، حکومت نے زیر جائزہ مدت کے دوران 363.2 ارب روپے کے فنڈز جمع کیے۔ اس آلے نے نہ صرف ملکی قرضوں کے جزدان کو متنوع بنانے میں مدد فراہم کی، بلکہ اس نے خاکۂ عرصیت کو بہتر بنایا اور اسلامی بینکوں کو سرمایہ کاری کا موقع بھی فراہم کیا۔

جیسا کہ پہلے مذکور ہے، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کی دونوں سہ ماہیوں میں نان بینک ذرائع سے بہت کم قرضے لیے گئے۔ خاص طور پر، ٹی بلز اور پی آئی بیز میں نان بینکوں کی شرکت گذشتہ برس کی نسبت کم رہی۔ مزید برآں، قومی بچت اسکیموں کے آلات میں کمزور سرگرمی- مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں صرف 4.8 ارب روپے کا اضافہ جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 269.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا- بنیادی طور پر ادارہ جاتی سرمایہ کاری پر پابندی عائد کرنے اور ان آلات پر منافع کی شرح میں کمی کی وجہ سے ہوئی (**شکل 4.21**)۔ اگرچہ پہلی سہ ماہی میں، جب سی ڈی این ایس کے آؤٹ لیٹ لاک ڈاؤن کی وجہ سے بند ہوگئے، رسد کے حوالے سے مسائل بھی غالب رہے، تاہم، دوسری سہ ماہی میں، جب کہ تمام آؤٹ لیٹس کام کر رہے تھے، تب بھی سرمایہ کاری کمزور رہی۔

شکل 4.21: قومی بچت اسکیموں کی خالص آمدنی اور منافع کی شرحیں

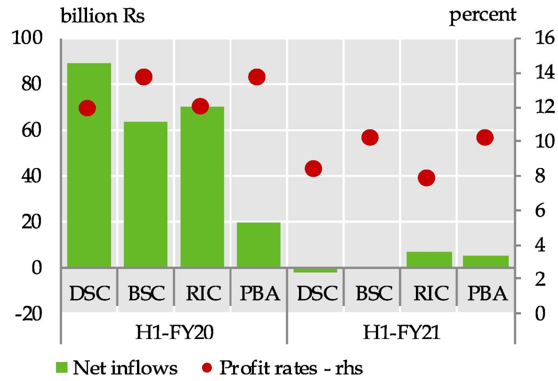

Source: Central Directorate of National Savings

مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران انعامی بانڈز کے ذریعے فنڈ اکٹھے کرنے میں بھی 13.8 ارب روپے کی خالص رقوم درج کی گئیں، کیونکہ حکومت نے 25000 روپے مالیت والے قومی انعامی بانڈ کی فروخت بند کر دی۔ اس سلسلے میں حاملین کو تین ممکنہ طریقے فراہم کیے گئے تھے: (i) پریمیم پرائز بانڈ میں تبدیلی؛ (ii) اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹ (ایس ایس سی) / ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ (ڈی ایس سی) میں تبدیلی؛ اور (iii) عرفی مالیت پر بھنوائی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر حاملین نے ان بانڈز کی بھنوائی کا انتخاب کیا کیونکہ پریمیم پرائز بانڈز اور ایس ایس سی / ڈی ایس سی کی فروخت میں معمولی اضافہ ہوا۔

جزدان میں اس بہتری کے باوجود، انتظامِ قرض کے سلسلے میں دشواریاں سامنے آئیں۔ اوّلاً، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، مارک اپ ادائیگیاں مالی کھاتوں پر ایک بڑا تناؤ بن گئی ہیں۔ دراصل، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران مارک اپ ادائیگیوں میں سے تقریباً 23.0 جمع شدہ بنیادی فاضل کے ذریعے پورا کیا گیا، جبکہ باقی ماندہ کے لیے اضافی قرض لیا گیا۔

دوم، اگرچہ رواں شرح والے آلات سے حکومت کو سرکاری قرضوں کے خاکۂ عرصیت میں توسیع کا موقع ملا، تاہم سرکاری قرضوں کے اسٹاک میں ان کے بڑھتے ہوئے حصے سے حکومت کے لیے نوقیمت بندی کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پی ایف ایل پر منافع کی نشانیہ شرح سود میں کسی تبدیلی کے مطابق نوقیمت بندی کی جاتی ہے۔ کوپن کی بار بار ری سیٹنگ (پندرہ روز بعد) کو متعارف کروائے جانے سے، نوقیمت بندی کے اس خطرے میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ نیز، سہ ماہی کوپن ادائیگیاں (اکتوبر 2020ء میں متعارف کروائی گئی) حکومت کے لیے خطرۂ سیالیت میں اضافہ کریں گی۔

سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات

مطلق لحاظ سے، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات (پی ای ڈی ایل) میں 2.7 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 3.7 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا تھا۔ جاری کھاتے کے توازن میں بہتری نے مالکاری ضروریات کو گذشتہ برس کے مقابلے میں پست رکھا۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ دیگر بین الاقوامی کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں کمی کے سبب نو قدر پیمائی نقصانات سے 1.9 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا، جو دورانِ مدت سرکاری بیرونی قرضوں (ڈالر کے لحاظ سے) کے واجب الادا ذخیرے میں ہونے والے مجموعی اضافے کے 70 فیصد کے برابر ہے۔ بلحاظِ کرنسی نو قدر پیمائی کے اثرات بتاتے ہیں کہ نو قدر پیمائی خساروں کا تقریباً نصف حصہ اسپیشل ڈرائنگ رائٹس (ایس ڈی آر) کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں کمی کی وجہ سے ہوا۔ نو قدر پیمائی اثرات کے علاوہ، سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات میں اضافہ نسبتاً پست تھا (0.8 ارب ڈالر)۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ مجموعی طور پر پاکستان کو 5.7 ارب ڈالر (سالانہ تخمینے کا 46 فیصد) کی بیرونی رقوم موصول ہوئی تھیں، جبکہ گذشتہ برس 5.9 ارب ڈالر موصول ہوئے تھے۔[25] تاہم، بیرونی قرضوں اور واجبات (نو قدر پیمائی خساروں کے اثرات میں ردوبدل کے بعد 0.88 ارب ڈالر) کے اسٹاک میں معمولی اضافہ دیکھا گیا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیشتر ترسیلات عرصیت مکمل ہوتے قرضے اور واجبات (بشمول ریاستی ڈپازٹس) کی واپسی کی مالکاری کے لیے استعمال کی گئیں۔ کثیر فریقی ڈونرز، جیسے اے ڈی بی، آئی بی آر ڈی، آئی ڈی اے، آئی ڈی بی اور اے آئی آئی بی نے مختلف جاری منصوبوں اور اعانتِ میزانیہ کے لیے رقوم بھیجیں۔

گذشتہ برس کے مقابلے میں سرکاری بیرونی قرضے اور واجبات کی ہیئتِ ترکیبی ان محاذوں پر تبدیل ہوئی۔ اس ضمن میں چار ترقیاتی خصوصیات بتائی گئی ہیں۔ اول، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی قرضوں اور واجبات میں تمام تر اضافہ طویل مدتی قرضوں کے ذریعے ہوا جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں تقریباً 40 فیصد بیرونی قرضے قلیل مدتی قرضوں سے اکٹھے کیے گئے تھے؛ دوم، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران کثیر فریقی قرضوں کا حصہ مزید بڑھا، جو واپسی کی پست لاگت پر جمع کیے گئے تھے، (**شکل 4.22**)؛[26] سوم، گذشتہ برس کے مقابلے میں کمرشل قرضوں کا حصہ کم ہوا، زیادہ اہم بات یہ ہے کہ زیرِ جائزہ مدت میں قلیل مدتی کمرشل قرضوں کی ادائیگی کی گئی جس نے خاکۂ عرصیت کو بہتر بنایا؛ اور آخری، مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی قرضوں میں ایک تہائی اضافہ سرکاری تمسکات میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی وجہ سے ہوا؛ فنڈنگ کا یہ ذریعہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں دستیاب نہیں تھا۔

---

25 ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن، ماہانہ بلیٹن غیر ملکی اقتصادی معاونت، دسمبر 2020ء

26 موجودہ اور گذشتہ ششماہی میں قرض کی واپسی کی اوسط لاگت کا تخمینہ موجودہ ششماہی میں حقیقی سودی ادائیگیوں کو بیرونی قرضوں کے مجموعی واجب الادا ذخیرے کی اوسط کے فیصد کے طور پر لیتے ہوئے لگایا گیا ہے۔

شکل 4.22: بیرونی قرضے میں بلحاظِ زمرہ حصہ اور قرضے کی اوسط واپسی

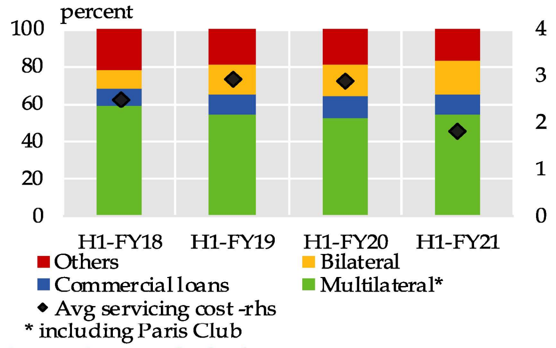

Source: State Bank of Pakistan

بیرونی قرضے کی پائیداری کے اظہاریوں نے گذشتہ برس کے مقابلے میں بہتری درج کی

پی ای ڈی ایل کی تشکیل میں کمی کے مطابق، دسمبر 2019ء کے اختتام کے مقابلے میں دسمبر 2020ء کے اختتام پر بیرونی قرض کی پائیداری کے ادائیگی قرض اور سیالیت کے تمام اشاریوں میں بہتری درج کی گئی (**جدول 4.5**)۔ مجموعی بیرونی قرضے اور واجبات (ٹی ای ڈی ایل) اور جی ڈی پی کے لحاظ سے سرکاری بیرونی قرضے میں بالترتیب 0.6 اور 0.8 فیصدی درجے کی واقع ہوئی۔ جیسا کہ پہلے واضح کیا گیا، جاری کھاتے کے توازن میں بہتری نے دسمبر 2019ء کے اختتام کے مقابلے میں مالکاری ضروریات کو پست رکھا۔ اسی طرح، دسمبر 2020ء کے اختتام پر مجموعی ذخائر اور مجموعی بیرونی قرضے وواجبات کے تناسب اور اسٹیٹ بینک کے ذخائر اور مجموعی بیرونی قرضے و واجبات کے تناسب میں مزید بہتری آئی۔ یہ بنیادی طور پر ذخائر میں اضافے اور مجموعی بیرونی قرضے اور واجبات میں پست نمو دونوں کی عکاسی کرتا ہے۔

اسی طرح، سیالیت کے اشاریوں میں بھی بہتری درج کی گئی اور قلیل مدتی قرضوں کا حصہ کم ہوا۔ گذشتہ برس، سرکاری تمسکات میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں تیزی آئی جس نے مجموعی بیرونی قرضوں میں قلیل مدتی قرضوں کا حصہ بڑھا دیا۔ تاہم، قلیل مدتی بیرونی قرضوں میں کمی کے ساتھ، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی قرضوں کا خاکہ عرصیت طویل ہو گیا۔ آخراً، زرِ مبادلہ آمدنی اور برآمدات میں بہتریوں کے ساتھ ڈی ایس ایس آئی کے تحت فراہم کردہ قرضوں میں آسانی سے قرض کی واپسی کے اظہاریوں میں بہتری آئی۔ بیرونی قرضے کی واپسی اور مبادلہ آمدنی کے تناسب میں 5.9 فیصدی درجے کمی آئی۔ اس تناسب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل زیر جائزہ مدت کے دوران عرصیت کے واجبات کو ادا کرنے

جدول 4.5: بیرونی قرضے کی پائیداری کے اظہاریے

فیصد

	دسمبر 16ء	دسمبر 17ء	دسمبر 18ء	دسمبر 19ء	دسمبر 20ء
ادائیگی قرض کی صلاحیت کے اظہاریے					
مجموعی بیرونی قرضہ اور واجبات / جی ڈی پی	24.9	28.5	36.3	41.1	40.5
سرکاری بیرونی قرضہ / جی ڈی پی	20.2	22.5	28.7	32.5	31.7
مجموعی ذخائر / مجموعی بیرونی قرضہ اور واجبات	30.6	22.6	13.9	16.2	17.7
اسٹیٹ بینک کے ذخائر / مجموعی بیرونی قرضہ اور واجبات	24.1	15.8	7.3	10.2	11.6
بیرونی قرضے کی واپسی / مبادلہ آمدنی *	9.2	10.6	13.3	18.6	12.7
بیرونی قرضے کی واپسی / برآمدی آمدنی *	21.6	24.3	31.1	42.3	33.7
سیالیت کے اظہاریے					
قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضہ / پی ای ڈی ایل	1.9	1.9	1.3	3.2	1.0
قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضہ / مجموعی ذخائر	5.1	6.6	7.5	15.7	4.5
قلیل مدتی سرکاری بیرونی قرضہ / اسٹیٹ بینک کے ذخائر	6.4	9.4	14.4	24.8	6.8

* بیرونی قرضے کی واپسی علاوہ واجبات

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے عملے کے تخمینے

کے لیے محض 12.0 فیصد زرِ مبادلہ آمدنی درکار تھی۔ اگر برآمدی وصولیوں کے تناظر میں دیکھا جائے تو بیرونی قرضے کی واپسی تقریباً ایک تہائی برآمدات کے مساوی تھی۔ تاہم، بیرونی قرضوں کی پائیداری کو یقینی بنانے کے لیے، ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر اور آمدنی کی سطح کو بڑھانے کی ضرورت ہے، تاکہ قرض کے واجبات آسانی سے ادا کیے جا سکیں۔

5 بیرونی شعبہ

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں جاری کھاتے میں فاضل رقم آئی چنانچہ پاکستان کے بیرونی کھاتے کی صورتِ حال مستحکم ہوئی ہے۔ ترسیلات میں ریکارڈ اضافہ اور خدمات اور بنیادی آمدنی کے خساروں میں کمی اس کے اہم عوامل تھے جنہوں نے اشیا کے بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے میں اضافے کی تلافی میں مدد دی۔ اہم مصنوعات کا برآمدی حجم خاصا بڑھنے کے باوجود برآمدی وصولیاں سال بسال 4.8 فیصد گر گئیں۔ دریں اثنا ، درآمدات کا دباؤ بھی ظاہر ہونے لگا جبکہ معاشی سرگرمیوں کے دوبارہ کھلنے کے بعد ملکی صنعتی سرگرمیاں بحال ہوئیں اور اس لیے بھی کہ پاکستان کو بیرونِ ملک سے زرعی اجناس خاص طور پر گندم اور شکر کی معقول یکبارگی خریداری کرنی پڑی تاکہ رسدی پہلو کی دشواریاں دور کر کے ملکی نرخ مستحکم کیے جائیں ۔ ان اجناس میں سے بیشتر کی بین الاقوامی قیمتیں بلند ہونے کے باعث درآمدی ادائیگیاں نمایاں رہیں۔ تاہم تیل کے عالمی نرخوں میں سال بسال معقول کمی نے توانائی کی درآمدی ادائیگیوں کو محدود رکھنے میں ، اور غیر توانائی مصنوعات کی درآمدات سے اضافے کے دباؤ کا ازالہ کرنے میں مدد دی۔ اِن حرکیات کی بنا پر اس عرصے کے دوران جاری کھاتہ بحیثیت مجموعی فاضل رہا ۔ مزید برآں ، کثیر طرفہ اور دو طرفہ بیرونی مالکاری دستیاب ہے ، اس لیے اسٹیٹ بینک کے زرِ مبادلہ ذخائر1.3 ارب ڈالر اضافے سے 13.4 ارب ڈالر تک جا پہنچے جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس کے پیشگی واجبات میں 1.2 ارب ڈالر کمی واقع ہوئی ۔ اسی عرصے میں پاکستانی روپے کی قدر امریکی ڈالر کے مقابلے میں 5.1 فیصد بڑھی۔

5.1 عالمی اقتصادی پیش رفت

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران عالمی معیشت میں بحالی کی چند علامات دیکھنے میں آئیں۔ تجارت کا عالمی حجم اب اُس سطح سے اوپر ہے جو کورونا وائرس پھیلنے سے پہلے تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کورونا کی دوسری لہر کے دوران مالیاتی اور زری پالیسیوں میں مہمیز کے طور پر متعارف کرائے جانے والے اقدامات کے تسلسل نے صَرف کے رجحانات کی معاونت کی، برآمدی نوعیت کی کئی معیشتوں میں صنعتی سرگرمی میں بحالی کو مہمیز دی، اور یہ یقینی بنایا کہ مالی منڈیاں سیال رہیں اور فرموں کو قرضے تک رسائی ملے (**شکل** 5.1)۔

زیر سطح کی یہ پیش رفت تجارت اور سرمائے کے بہاؤ کے چینلز کے ذریعے بہت سی ابھرتی ہوئی منڈیوں کے بیرونی کھاتے کی پوزیشن میں بحیثیتِ مجموعی بہتری کا سبب بنی۔ اس عرصے میں ابھرتی ہوئی منڈیوں کے جاری کھاتے کی پوزیشن میں معقول

شکل 5.1 الف: تجارت کا عالمی حجم بحال ہوا ہے

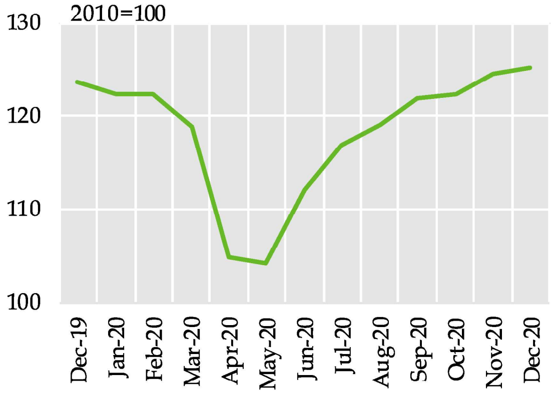

Source: CPB World Trade Monitor (Netherlands)

شکل 5.1 ب: اہم ملکوں میں صنعتی پیداوار میں رجحانات

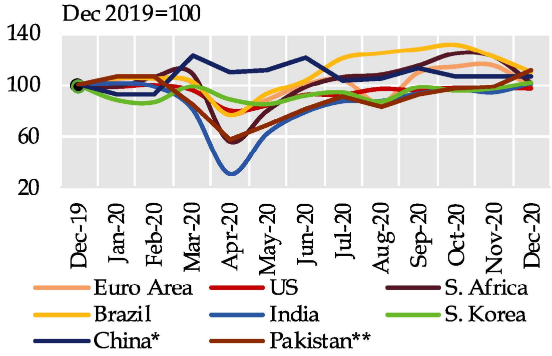

*value added in 1990 prices **LSM index
Source: Haver Analytics, PBS & SBP calculations

بہتری دیکھی گئی جو اُن ملکوں میں زرِ مبادلہ بفر میں اضافے کا سبب بنی اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں اُن کی کرنسیوں کی قدر بڑھنے کا باعث بنی (**شکل 5.2**)۔

شکل 5.2: ششم 1 م س 21ء میں ابھرتی ہوئی منڈیوں کے زرِ مبادلہ ذخائر اور جاری حسابات کے توازن میں تبدیلی*

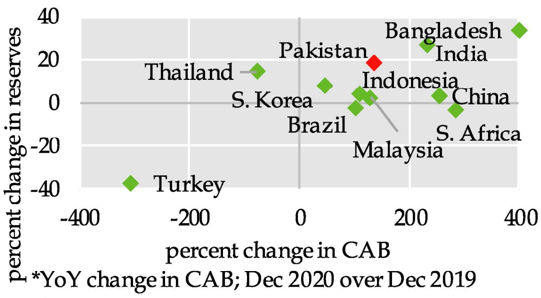

*YoY change in CAB; Dec 2020 over Dec 2019 change in FX reserves
Source: Haver Analytics & State Bank of Pakistan

یہاں، جاری کھاتے میں اس بہتری کے ماخذوں کو جاننا اہم ہے۔ فضائی سفر پر عالمی پابندیوں نے ابھرتی ہوئی اکثر معیشتوں پر بحیثیتِ عمومی ایک مثبت اثر ڈالا کیونکہ خدمات کی اُن کی درآمدات نمایاں طور پر کم ہوئی ہیں، جیسا کہ **شکل 5.3** میں دکھایا گیا ہے (ماسوائے ترکی اور تھائی لینڈ جیسے ملکوں کے، جن کا سیاحت پر خاصا انحصار ہے)۔ مزید برآں، ممکنہ طور پر فضائی سفر پر پابندیوں نے کارکنوں کی ترسیلات کے اُس اچھے خاصے جز کو باضابطہ بینکاری ذرائع سے ان ملکوں میں لانے میں اہم کردار ادا کیا ہوگا جو پہلے بے ضابطہ طریقوں سے ملک میں آیا کرتا تھا۔

دریں اثنا، عالمی مالی منڈیاں خاصی سیال رہیں جس کا سبب تمام ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں کے مرکزی بینکوں سے ملنے والا معقول زری تعاون ہے۔ ایکویٹی کی عالمی منڈیاں مارچ 2020ء کی اپنی پست سطح سے بحال ہوئیں، اور سرمایہ کاروں کی خطرے کی طلب جون 2020ء تک اور اس کے بعد بحال ہوتی معلوم ہوئی کیونکہ یہ ممالک لاک ڈاؤن سے باہر نکلنا شروع ہوئے اور ویکسین کی تیاری اور بالآخر دستیاب ہونے میں تیزی سے پیش رفت دیکھی گئی (**شکل 5.4**)۔ امریکی ڈالر کا اشاریہ بھی کورونا کی وبا پھیلنے کے ابتدائی دنوں میں کچھ ابتدائی نمو کے بعد کمزور ہوا، جبکہ ترقی یافتہ ملکوں میں پست شرح سود کی بنا پر سرمایہ کاروں کو ترغیب ہوئی کہ وہ یافت کی تلاش کے لیے ابھرتے ہوئے ملکوں کا رخ کریں۔

شکل 5.3: ششم 1 م س 21ء میں جاری حسابات کے توازن میں سال بسال فرق میں حصہ

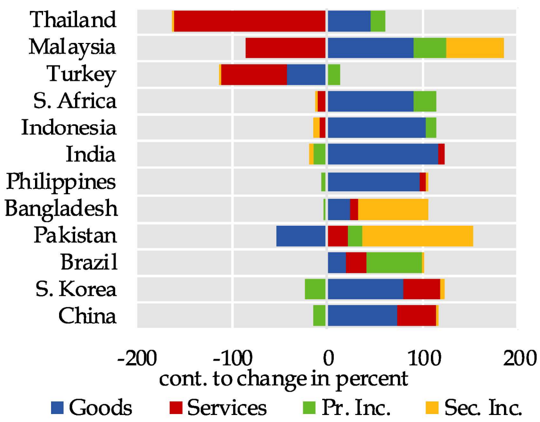

*Positive values show +ive contribution to change in CAB & vice versa
Source: IMF/Haver Analytics

5.2 پاکستان کا بیرونی کھاتہ

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی سطح پر جاری کھاتے اور ذخائر کی پوزیشن میں بہتری سے متعلق عالمی رجحانات پاکستان کے بیرونی کھاتے میں بھی

شکل 5.4: ایکویٹی مارکیٹ کے اشاریے

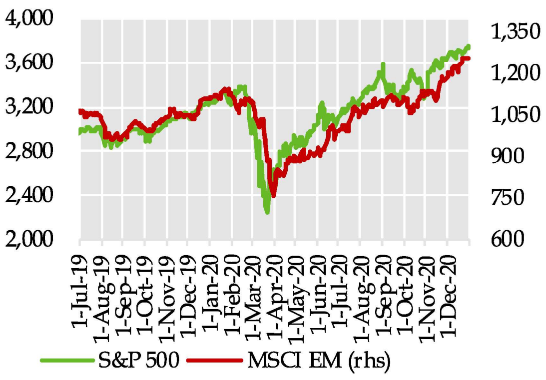

Source: Bloomberg

دیکھے جا رہے ہیں۔ گذشتہ سال جاری کھاتہ خسارے میں تھا، جبکہ رواں مالی سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران فاضل رقم موجود ہے، بلکہ در حقیقت اس چھ ماہ میں سے پانچ ماہ کے عرصے کے دوران فاضل رقم موجود رہی۔

جاری کھاتے میں اس بہتری میں بنیادی کردار کارکنوں کی ترسیلات کا تھا جن کی رقم ریکارڈ بلندی تک جا پہنچی۔ مزید تعاون خدمات اور بنیادی آمدنی کے کھاتوں سے ملا جہاں کورونا سے منسلک فضائی سفر پر پابندیوں، جی 20 کے ڈی ایس ایس آئی اور عالمی سطح پر پست شرح سود، ان تمام نے معاونت کی۔

ان ذرائع سے زرِ مبادلہ کی خالص آمدنی خاصی اہم تھی کیونکہ انہوں نے چھ ماہ کے دوران تجارتی ادائیگیوں میں بڑھتے ہوئے فرق کا ازالہ کیا۔ مالی سال کے آغاز ہی سے درآمدات کا دباؤ نمایاں رہا تھا جو سازگار ملکی پالیسیوں کے اثرات کی جزوی عکاسی کرتا ہے جس نے صنعتی سرگرمیوں کی معقول بحالی میں، اور نتیجتاً صنعت کی طرف سے درآمدی خام مال کی طلب میں اپنا حصہ ڈالا۔ اہم زرعی اجناس کی رسدی نوعیت کی قلت نے درآمدی دباؤ بڑھانے میں کردار ادا کیا (**سیکشن 5.4**)۔ غیر توانائی شعبے کی اکثر اجناس جو پاکستان درآمد کرتا ہے، کی بین الاقوامی قیمتیں، مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں بلند تھیں۔ تاہم درآمدی ادائیگیاں بحیثیتِ مجموعی مستحکم رہیں جس کی وجہ توانائی کی اہم اجناس کی عالمی قیمتوں میں (سال بسال) خاصی کمی واقع ہونا تھی جس سے توانائی کی درآمدی ادائیگیاں کافی سکڑ گئیں اور اِس عرصے میں غیر توانائی درآمدات کی ادائیگیوں میں اضافے کا ازالہ ہو گیا (**شکل 5.5**)۔

شکل 5.5: شش1م س21ء میں اہم اجناس کی عالمی قیمتوں میں نمو

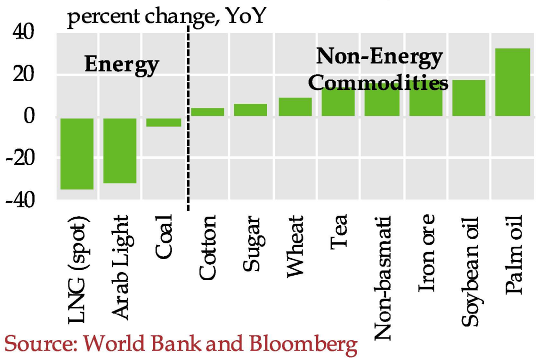

Source: World Bank and Bloomberg

پاکستان نے جو زرعی اجناس درآمد کیں ان میں کپاس شامل تھی، برآمدی نوعیت کی ٹیکسٹائل صنعت اس کی طلب بڑھ گئی تھی کیونکہ کپاس کی ملکی پیداوار میں تیزی سے کمی آئی۔ ٹیکسٹائل کی ملکی صنعت بڑے خریداروں کے اُن آرڈرز کو پورا کرنے کے لیے کوشاں تھی جو تجارتی حریف ممالک پوری نہیں کر سکے تھے۔ تاہم بلند اضافہِ قدر والی ٹیکسٹائل مصنوعات کے ساتھ ساتھ سیمنٹ اور دیگر مصنوعات کے برآمدی حجم میں اس اضافے کا نتیجہ برآمدی وصولیوں میں متناسب اضافے کی صورت میں نہیں نکلا۔

بیرونی مالکاری کے پہلو سے سرکاری بیرونی قرض گیری خام اور خالص دونوں لحاظ سے نسبتاً پست رہی۔ جاری کھاتے میں فاضل رقم موجود تھی اور بیرونی مالکاری کی دستیابی کے پیشِ نظر اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 1.3 ارب ڈالر بڑھ کر 13.4 ارب ڈالر ہو گئے اور پاکستانی روپے کی قدر اس عرصے کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں 5.1 فیصد بڑھ گئی۔

جاری کھاتہ

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری کھاتے میں تبدیلی آئی اور وہ 1.2 ارب ڈالر فاضل ہو گیا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں یہ 3.4 ارب ڈالر خسارے میں تھا۔ اس مدت کے پہلے پانچ ماہ کے دوران فاضل رقم درج کی گئی (**جدول 5.1**)۔ امکان ہے کہ کورونا کی بنا پر فضائی سفر پر پابندیوں نے جاری کھاتے پر خاصا مثبت اثر ڈالا ہو گا، کیونکہ ان پابندیوں نے ترسیلات کا رُخ باضابطہ چینلز کی طرف کرنے میں اور خدمات کا تجارتی خسارہ بھی کم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہو گا۔ مزید سہارا جی 20 کے ڈی ایس ایس آئی اور شرحِ سود کے عالمی نشانیوں میں کمی سے ملا جس نے بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیاں کم کرنے میں مدد دی۔ جہاں تک تجارت کا سوال ہے تو برآمدی وصولیوں کا رجحان معکوس ہو گیا اور دوسری سہ ماہی سے آگے تک ان میں اضافہ ہونے لگا جبکہ تیل کی پست عالمی قیمتوں نے (سال بسال بنیاد پر) توانائی کی درآمدی ادائیگیوں کو محدود رکھنے میں مدد دی اور غیر توانائی کی بلند درآمدی ادائیگیوں کا جزوی ازالہ کر دیا۔

جدول 5.1: پاکستان کا توازنِ ادائیگی

ملین امریکی ڈالر

	سہ2م س20ء	سہ2م س21ء	مطلق فرق	شش1م س20ء	شش1م س21ء	مطلق فرق
جاری حسابات کا توازن	**-1,728**	**382**	**2,110**	**-3,447**	**1,247**	**4,694**
اشیا کا تجارتی توازن	**-5,625**	**-6,103**	**-478**	**-10,906**	**-11,386**	**-480**
برآمدات	6,414	6,461	47	12,408	11,815	-593
درآمدات	12,039	12,564	525	23,314	23,201	-113
جس میں سے توانائی کی درآمدات	2,449	2,206	-242	5,365	4,283	-1,082
غیر توانائی درآمدات	9,591	10,358	767	17,949	18,918	969
خدمات کا توازن	**-892**	**-411**	**481**	**-2,070**	**-989**	**1,126**
بنیادی آمدنی کا توازن	**-1,694**	**-1,184**	**510**	**-3,063**	**-2,673**	**390**
جس میں سودی ادائیگیاں	882	644	-238	1,727	1,290	-437
کارکنوں کی ترسیلات	**5,919**	**7,060**	**1,141**	**11,371**	**14,203**	**2,832**
مالی کھاتے کا توازن	**-4,834**	**-1,163**	**-3,671**	**-7,145**	**-309**	**-6,836**
براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد	827	422	-405	1,373	880	-493
جزدانی سرمایہ کاری کی آمد	126	-290	-416	470	-435	-905
زرِ مبادلہ کے بیرونِ ملک اثاثوں میں اضافہ	316	467	343	187	1,573	1,386
زرِ مبادلہ قرضوں کی آمد (خالص)	**4,199**	**1,480**	**-2,719**	**5,336**	**1,500**	**-3,836**
جس میں سے عمومی سرکاری	3,261	1,620	-1,641	4,359	3,042	-1,317
اسٹیٹ بینک	-501	69	570	-498	-931	-433
بینک	146	21	-125	-291	-621	-330
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت)	**11,336**	**13,415**	***1,262**	**11,336**	**13,415**	***1,283**
اسٹیٹ بینک کے پیشگی واجبات (آخر مدت)	-4,212	-4,610	*1,164	-4,212	-4,610	*1,164
روپے کی قدر میں اضافہ (+)/کمی (-) فیصد	**1.0**	**3.7**	**-**	**3.3**	**5.1**	**-**

* ذخائر اور پیشگی واجبات میں اس عرصے (اکتوبر تا دسمبر برائے سہ2، جولائی تا دسمبر برائے شش1) کے دوران تبدیلی

نوٹ: مالی کھاتے کی رقم کے ساتھ منفی علامت کا مطلب پاکستان میں زرِ مبادلہ کی آمد ہے، مثبت علامت کا مطلب زرِ مبادلہ کا اخراج ہے۔ مالی کھاتے کے توازن میں تبدیلی کے ساتھ منفی علامت کا مطلب پاکستان میں سال بسال بنیاد پر زرِ مبادلہ کی خالص رقوم کی پست آمد ہے۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

کارکنوں کی ترسیلات

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران کارکنوں کی ترسیلات 24.9 فیصد سال بسال نمو کے ساتھ 14.2 ارب ڈالر کی ریکارڈ بلندی تک جا پہنچیں۔ تمام بڑے میزبان ملکوں، خاص طور پر ترقی یافتہ ملکوں سے رقوم کی آمد میں اضافہ ہوا، جیسا کہ **جدول 5.2** میں دکھایا گیا ہے۔

اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء میں بھی یہ بات اجاگر کی گئی تھی کہ کورونا کی وبا پھیلنے کے بعد سرحد پار فضائی سفر پر پابندیوں نے اِن رقوم کی باضابطہ ذرائع سے پاکستان آمد میں مدد دی۔ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران بھی عالمی سطح پر فضائی سفر 2019ء کی قابلِ موازنہ سطح سے بہت کم رہا چنانچہ

جدول 5.2: کارکنوں کی ترسیلات جولائی تا دسمبر، بلحاظ راہداری

ملین امریکی ڈالر

	م س20ء	م س21ء	مطلق فرق
امریکہ	816.8	1,204.5	387.7
برطانیہ	1,237.4	1,877.1	639.7
خلیج تعاون کونسل	7,467.4	8,528.6	1,061.1
سعودی عرب	3,174.2	3,955.2	780.9
عرب امارات	2,776.6	2,956.1	179.4
خلیج تعاون کونسل کے سوا	1,516.6	1,617.3	100.8
یورپ*	896.3	1,269.9	373.6
دیگر	954.2	1,323.0	368.8
مجموعہ	**11,372.2**	**14,203.1**	**2,830.9**

*دس یورپی ممالک

ماخذ: بینک دولت پاکستان

یہ ممکن ہے کہ تارکینِ وطن نے اپنے گھرانوں کو رقوم بھجوانے کے لیے بینک ذرائع استعمال کیے۔ پاکستان میں حکومت اور اسٹیٹ بینک کے پالیسی اقدامات جن کا مقصد باضابطہ ذرائع سے رقوم کی آمد کی ترغیب دینا تھا، کے ساتھ ساتھ بازارِ مبادلہ کی پُر سکون صورتِ حال نے بھی ترسیلات کی نمو میں حصہ لیا۔

مزید برآں، میزبان ملکوں (خصوصاً ترقی یافتہ ملکوں) میں بیروزگاری کے فوائد، کرایہ اور قرضوں کے التوا، اور براہِ راست نقد رقوم کی فراہمی جیسے معاون پالیسی اقدامات کے تسلسل نے تارکینِ وطن کو زائد رقوم اپنے وطن بھجوانے میں مدد دی۔ نیز، رقوم کی ترسیل کے عالمی اداروں (ایم ٹی او) اور حکومتوں کی طرف سے تارکین کو رقوم کی ترسیلات کے لیے ڈجیٹل ذرائع اپنانے کی ترغیب نے بھی بینکاری ذرائع سے آنے والی رقوم بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

در حقیقت، رقوم منتقل کرنے والے بڑے عالمی اداروں مثلاً ویسٹرن یونین اور منی گرام کے دفاتر لاک ڈاؤن کے دوران چونکہ بند رہے چنانچہ انھوں نے اپنی ڈجیٹل سروسز کی استعداد میں اضافہ کیا تاکہ بیرونِ ملک مقیم باشندے اپنے ملکوں کو ترسیلات سہولت کے ساتھ بھجوا سکیں۔ ڈجٹائزیشن کی ان کوششوں کے نتیجے میں اِن ایم ٹی اوز کے صارف تا صارف (سی ٹو سی) مجموعی لین دین میں ڈجیٹل لین دین کا تناسب تیزی سے بڑھ گیا ہے (**شکل 5.6**)۔ مزید برآں، نیز، ویسٹرن یونین نے بتایا کہ فی لین دین رقم میں اضافے سے بھی مطلع کیا ہے جس سے اِن منقولی شواہد کی تصدیق ہوتی ہے کہ تارکینِ وطن اپنے گھر والوں کو پہلے سے زیادہ رقم بھجوا رہے ہیں تاکہ کورونا سے منسلک دشوار معاشی حالات کا بخوبی سامنا کرنے کے قابل بنا سکیں (**شکل 5.6**)۔[1]

شکل 5.6: ویسٹرن یونین کے ڈجیٹل لین دین اور آمدنی میں نمو

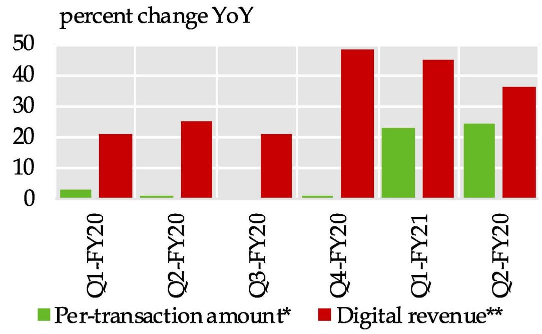

*for cross-border transactions **including from website & mobile application (own & third party)
Source: Western Union earnings release statements

پاکستان میں بھی بینکوں کو ترغیب دی جارہی ہے کہ وہ پاکستان ریمی ٹینس انی شی ایٹو (پی آر آئی) کے تحت ترسیلات بھجوانے میں تارکینِ وطن کی سہولت کے لیے ڈجیٹل مصنوعات متعارف کرائیں۔[2] ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ کورونا کی وبا پھیلنے کے

[1] رقم منتقل کرنے کے ایک اور بڑے ادارے منی گرام سے ایسا کوئی تفصیلی ڈیٹا فوری طور پر دستیاب نہیں ہوسکا کہ فی لین دین رقم اور ڈجیٹل رقم کا موازنہ کیا جاسکے۔

[2] پی آر آئی نے ایم والٹ کے ذریعے ترسیلات ملک میں لانے کے لیے ایک اسکیم 2017ء میں شروع کی تھی جس میں ایم والٹ میں موصولہ ہر ڈالر (یا اس کے مساوی رقم) پر موبائل فون کا ایئر ٹائم دیا گیا۔ اسکیم کے تحت فائدہ جنوری 2019ء میں بڑھا کر، ہر موصولہ ڈالر پر 2 روپے کر دیا گیا۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 5، اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء۔

شکل 5.7 الف: پاکستان کی آئی سی ٹی کی خدمات کی برآمدات

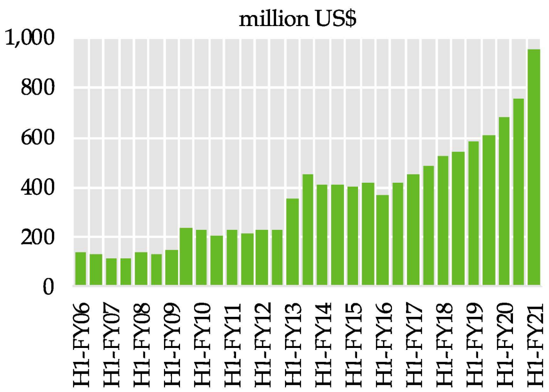

Source: State Bank of Pakistan

بعد سے بین الاقوامی ترسیلات کی پاکستان آمد بذریعہ برانچ لیس بینکاری (ایم والٹ) حجم اور مالیت کے لحاظ سے خاصی بڑھی ہیں۔[3]

خدمات کا کھاتہ

خدمات کے کھاتے کا خسارہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 54.4 فیصد سال بسال سکڑ کر تقریباً 1.0 ارب ڈالر ہوگیا۔ اس بہتری کا معقول حصہ درآمدات میں 24.2 فیصد کمی سے آیا اگرچہ برآمدات میں بھی 2.9 فیصد کی واجبی کمی ہوئی۔

کورونا کی وجہ سے فضائی سفر پر پابندیوں سے جو شعبے براہ راست متاثر ہوئے درآمدات میں سکڑاؤ ان شعبوں میں مرتکز رہا۔ خدمات کے مجموعی کھاتے میں بہتری کا سبب بننے والا واحد عامل یہ تھا کہ پاکستان میں مقیم افراد کی طرف سے غیر ملکی فضائی کمپنیوں کے ٹکٹوں کی خریداری میں نمایاں کمی آئی، جسے فضائی ٹرانسپورٹ خدمات کی درآمد کے طور پر درج کیا گیا (**جدول 5.3**)۔ اسی سے منسلک بات یہ ہے کہ اس بہتری کا دوسرا سب سے بڑا ماخذ سفری خدمات کی درآمد میں 28.1 فیصد کمی ہے۔ اس زمرے میں پاکستان میں مقیم افراد کی جانب سے سفری

شکل 5.7 ب: آئی سی ٹی کی ملازمتوں میں سرفہرست 10 ممالک

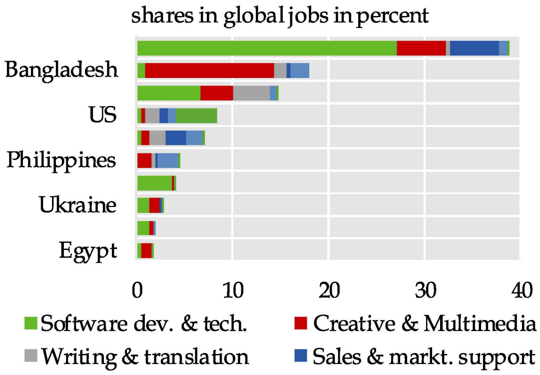

Source: Oxford Internet Institute *As of Feb 2021

مقاصد کے لیے بینکوں اور مبادلہ کمپنیوں سے زرِ مبادلہ کی خریداری شامل ہے۔ چونکہ بین الاقوامی سفر میں کمی واقع ہوئی اس لیے غیر ملکی لین دین کے لیے کریڈٹ کارڈ کا استعمال بھی، جسے سفری خدمات کی درآمد کے طور پر درج کیا جاتا ہے، کم ہوگیا اور خدمات کی درآمدات میں کمی کا باعث بنا۔

جہاں تک برآمدی پہلو کا تعلق ہے تو کورونا کی وبا کے بعد ٹیکنالوجی کی خدمات کی عالمی طلب بڑھنے کا پاکستان کی آئی سی ٹی کمپنیوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ ان آئی سی ٹی خدمات کی برآمدات مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں سال بسال 40.2 فیصد نمو سے تقریباً 1.0 ارب ڈالر تک جا پہنچیں جو اب تک کی بلند ترین سطح ہے (**شکل 5.7 الف**)۔ آئی سی ٹی خدمات میں بیشتر نمو سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر خدمات کے زمرے میں ہوئی۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پاکستانی کارکن، بشمول فری لانسرز، ان خصوصی ملازمتوں کی عالمی معیشت کے ساتھ پہلے ہی عمدگی سے منسلک ہیں، بلکہ بیشتر مشہور و معروف ویب پلیٹ فارمز پر کنٹریکٹ ملازمتوں پر کام کرنے والے فری لانسرز کی تعداد کے لحاظ سے پاکستان دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے (**شکل 5.7 ب**)[4]۔ چنانچہ اس

[3] مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں ترسیلات کی بذریعہ ایم والٹ پاکستان آمد کی مالیت 5.5 ملین ڈالر تھی جو مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں بڑھ کر 29.9 ملین ڈالر ہوگئی۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ایم والٹ سے یہ لین دین ڈیجیٹل ذرائع سے ہونے والے مجموعی لین دین کا ایک چھوٹا سا جزو ہے، آن لائن اے سی ایچ بینک ٹرانسفر، ایم ٹی اوز کی اپنی ویب سائٹس اور موبائل ایپس کے ذریعے رقوم کی منتقلی اس کے علاوہ ہے۔

[4] ماخذ: Otto Kässi, Vili Lehdonvirta: آن لائن لیبر انڈیکس: پالیسی اور تحقیق، ٹیکنالوجیکل پیش گوئی اور سماجی ردوبدل کی غرض سے آن لائن ملازمتوں کی معیشت کی پیمائش، جِلد 137، 2018ء۔ یہ ڈیٹا سیٹ انگریزی زبان کے پانچ بڑے آن لائن فری لانس پلیٹ فارموں (Mturk.com اور upwork.com, Peopleperhour.com, Freelancer.com, Guru.com) پر درج شدہ تمام پروجیکٹ یا ٹاسک پر تحقیق کام کرتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 19ء کا خصوصی سیکشن 2)۔

عرصے کے دوران آئی سی ٹی خدمات کی عالمی طلب میں اضافے سے ملک کو فائدہ اٹھانے کا موقع ملا۔[5]

جدول 5.3: خدمات کے توازن کی تفصیلات جولائی تا دسمبر*

ملین امریکی ڈالر

	م س20ء	م س21ء	فرق**
ٹرانسپورٹ	-1,313	-955	358
جس میں سے فضائی ٹرانسپورٹ	-291	47	338
باربرداری	-961	-912	49
سفر	-497	-167	333
آئی سی ٹی خدمات (خالص)	487	681	194
برآمدات	684	959	275
درآمدات	197	278	81
دیگر	-747	-503	244
خدمات کا توازن (خالص)	**-2,070**	**-944**	**1,126**

* منفی توازن کا مطلب خسارہ اور مثبت علامت کا مطلب فاضل رقم ہے

** مثبت علامت سال بسال بہتری، اور برعکس صورت حال برعکس کو ظاہر کرتی ہے

ماخذ: بینک دولت پاکستان

بنیادی آمدنی

بنیادی آمدنی کا خسارہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران سال بسال 12.7 فیصد کم ہو کر 2.7 ارب ڈالر رہ گیا، اور یہ ساری کمی دوسری سہ ماہی میں ہوئی۔

بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیاں، اور اس کے ساتھ ساتھ توانائی کی فرموں کی جانب سے منافع اور منافع منقسمہ کی واپسی مسلسل گر رہی تھی تاہم پہلی سہ ماہی میں غیر توانائی فرموں کی جانب سے نسبتاً زائد واپسی سے اس کا ازالہ ہو گیا تھا۔ تاہم دوسری سہ ماہی میں غیر توانائی فرموں کی جانب سے منافع کی واپسی بھی گر گئی جس کے بعد توانائی کی فرموں کی جانب سے پہلے ہی کم واپسی دوچند ہو گئی۔ بنیادی آمدنی کھاتے میں ہونے والی چند تبدیلیوں کے پیچھے بعض اہم عوامل موجود تھے، جن پر یہاں بحث کی جائے گی۔

تیل کے پست نرخ: تیل کے عالمی نرخوں میں تیزی سے کمی نے، جو مارچ 2020ء میں شروع ہوئی تھی، عالمی سطح پر توانائی کے شعبے کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور اس کے نتیجے میں کئی ادارے دیوالیہ ہوئے اور کئی میں یکجائی عمل میں آئی کیونکہ آمدنیاں متاثر ہوئیں اور نئی سرمایہ کاری کو ملتوی کیا گیا۔[6] پاکستان میں بھی تیل و گیس کے شعبے میں نئی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری گذشتہ سال کی نسبت گری ہے (**سیکشن 5.3**)، جبکہ پست نفع یابی نے اس شعبے کے منافع کی واپسی کو ماند کر دیا ہے (**شکل 5.8**)۔[7] اس شعبے کی جانب سے پست واپسی نے غذا اور ٹیلی مواصلات جیسے شعبوں کی فرموں کی جانب سے زائد واپسی کے اثرات کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔

وبا پھیلنے کے بعد صارف کی طلب میں ردوبدل: جب کورونا کی وبا پھیلنے کے بعد گھروں سے کام کرنا اور فاصلاتی تعلیم ایک معمول بن گیا تو ٹیلی مواصلات کی خدمات کا استعمال خاصا بڑھ گیا، خصوصاً ڈیٹا سروسز۔[8] چنانچہ اس شعبے کی آمدنی میں اضافہ

---

[5] اگرچہ فری لانس خدمات کے شعبے میں پاکستان کی درجہ بندی حوصلہ افزا ہے، تاہم 'بزنس پراسیس آؤٹ سورسنگ' (بی پی او) ملک کے طور پر پاکستان کی اہمیت گذشتہ تین سال میں خاصی تیزی سے گری ہے (ماخذ: AT Kearney Global Services Location Index 2019) چونکہ 'بی پی او' سروسز کی برآمدات سے ملنے والا زرِ مبادلہ فری لانسنگ کی نسبت زیادہ ہوتا ہے، اس لیے اِن سروسز کے فروغ کی ضرورت ہے۔ نیز، 'بی پی او' سروسز دینے والی فرموں کو براہِ راست بیرونی سرمایہ کاری ملنے کا بھی امکان ہوتا ہے۔

[6] شمالی امریکہ کے خطے میں توانائی کے شعبے سے متعلق دیوالیہ کے اندراجات پر نظر رکھنے والی ایک قانونی فرم کے مطابق 2020ء کے دوران تیل و گیس کی 46 فرموں نے (دسمبر 18ء تک) چیپٹر 11 کے دیوالیہ پن کی درخواست دائر کی۔ یہ تعداد 2019ء کی 42 سے زائد ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ 2020ء میں دیوالیہ پن کی درخواست دینے والی بیشتر فرمیں بڑے حجم کی مالک ہیں۔ ان کے مجموعی قرضے کی مالیت 53.1 ارب ڈالر ہے جو کہ 2019ء میں دیوالیہ پن کی درخواست دینے والی فرموں کے واجب الادا قرضے 25.8 ارب ڈالر کے دگنے سے بھی زائد ہے۔ ماخذ: آئل پیچ بینکرپٹسی مانیٹر، ہینز اینڈ بون ایل ایل پی۔

[7] پاکستان میں تلاش اور پیداوار کی بڑی کمپنیوں مثلاً پی او ایل پاکستان لمیٹڈ اور او جی ڈی سی ایل، کا مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں منافع بعد از ٹیکس بالترتیب 22.4 فیصد اور 20.5 فیصد سال بسال گرا (ماخذ: کمپنی کے مالی گوشوارے)۔

[8] پورے مالی سال 20ء میں (جس کا تازہ ترین ڈیٹا دستیاب ہے) پاکستان میں ڈیٹا کا استعمال 77 فیصد اضافے سے 4498 پیٹابائٹ ہو گیا۔ متعلقہ ضابطہ ساز ادارے نے استعمال میں اس اضافے کو، کم از کم جزوی طور پر فاصلاتی ملازمت اور تعلیم کے رجحان سے منسلک کیا ہے جو کورونا کی وبا پھیلنے کے بعد ضروری ہو گئی (ماخذ: پی ٹی اے سالانہ رپورٹ مالی سال 20ء)۔

شکل 5.8: جولائی تا دسمبر م س 21ء کے دوران منافع کی واپسی میں شعبہ وار تبدیلی

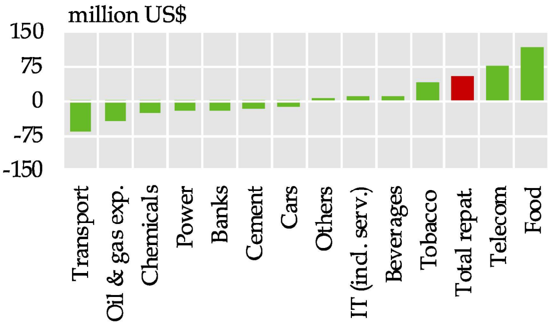

Source: State Bank of Pakistan

بھی منافع کی زائد واپسی کا سبب بنا ہے۔ اسی طرح، عارضی صارفی مصنوعات کے معاملے میں غذائی اشیا، کاغذی مصنوعات، اور صفائی ستھرائی کے سازوسامان کی فروخت عمومی طور پر بڑھ گئی جس نے کارپوریٹ آمدنی بڑھانے میں اپنا حصہ ڈالا۔ چونکہ پاکستان میں ٹیلی مواصلات اداروں اور عارضی صارفی مصنوعات کے بیشتر اداروں پر کثیر ملکی کمپنیاں حاوی ہیں لہٰذا ان شعبوں سے نسبتاً زائد منافع واپس گیا۔

ڈی ایس ایس آئی کے تحت قرضہ میں سہولت اور عالمی شرح ہائے سود میں کمی: مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی سودی ادائیگیاں 25.3 فیصد سال بسال کمی سے 1.3 ارب ڈالر تک آ گئیں۔ جی 20 ملکوں کے ڈی ایس ایس آئی کے تحت (نامیہ لحاظ سے) سب سے بڑے استفادہ کنندہ کے طور پر پاکستان دو طرفہ سرکاری قرضے کے سود اور اصل رقم دونوں کی اُس ادائیگی کے التوا کا اہل ہے جو مئی 2020ء اور جون 2021ء کے درمیان واجب الادا تھیں۔[9] اس کے ساتھ ساتھ شرحِ سود کے عالمی نشانیے میں معقول کمی نے بھی چھ ماہ عرصے کے دوران سودی ادائیگیاں کم کر دیں۔ ماخذ کے لحاظ سے تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیرس کلب کے قرض دہندگان (creditors) کو پاکستان کی اکثر سودی ادائیگیاں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران آئیں، جس کے بعد دیگر دو طرفہ اور تجارتی قرض دہندگان کو ادائیگیاں ہونا تھیں (شکل 5.9)۔

مالی کھاتہ[10]

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالی کھاتے میں خالص بنیاد پر 309 ملین ڈالر کی واجبی رقم آئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں کہیں زیادہ 7.1 ارب ڈالر

شکل 5.9: ششماہی 1 م س 21ء میں سودی ادائیگیوں میں ردوبدل

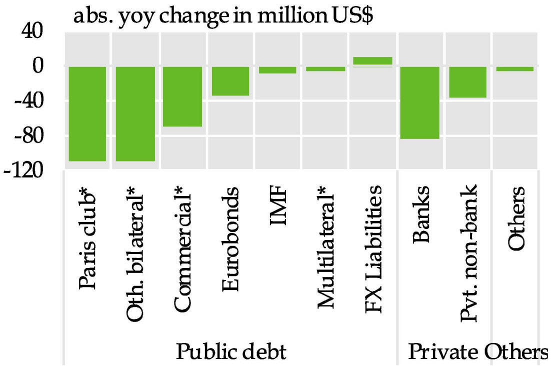

*incl. PSEs, & both short- and long-term debt serv.
Source: State Bank of Pakistan

آئے تھے۔ تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی سہ ماہی میں زرِ مبادلہ کا خالص اخراج ہوا تھا جس کی پوری تلافی کرتے ہوئے سال کی دوسری سہ ماہی میں خالص رقم آئی (شکل 5.10)۔

---

[9] اکتوبر 2020ء کے آئی ایم ایف–ڈبلیو بی جی اسٹاف نوٹ کے مطابق جس کا عنوان "Implementation and Extension of the Debt Service Suspension Initiative" ہے، دو طرفہ سرکاری قرض دہندگان نے وعدہ کیا تھا کہ "یکم مئی اور 31 دسمبر 2020ء کے درمیان واجب الادا تمام بنیادی رقم اور سود کی ادائیگیاں معطل کر دی جائیں گی"۔ اس اقدام کا دائرہ کار بعد میں وسیع کر دیا گیا اور اہلیت پر پورا اترنے والے ملکوں کے قرضے کی ادائیگی جون 2021ء تک ملتوی کر دی گئی (ماخذ: https://www.worldbank.org/en/topic/debt/brief/covid-19-debt-service-suspension-initiative)

[10] آئی ایم ایف کے توازنِ ادائیگی کے مینوئل 6 کنونشن کے مطابق رپورٹنگ کرنے والے ملک (موجودہ معاملے میں پاکستان) میں زرِ مبادلہ رقوم کی آمد کو منفی علامت سے ظاہر کیا جاتا ہے، جبکہ رپورٹنگ کرنے والے ملک سے زرِ مبادلہ رقوم کے اخراج کو مثبت علامت سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

شکل 5.10: پاکستان آنے والے مالی کھاتے کے بہاؤ کی تفصیلات*

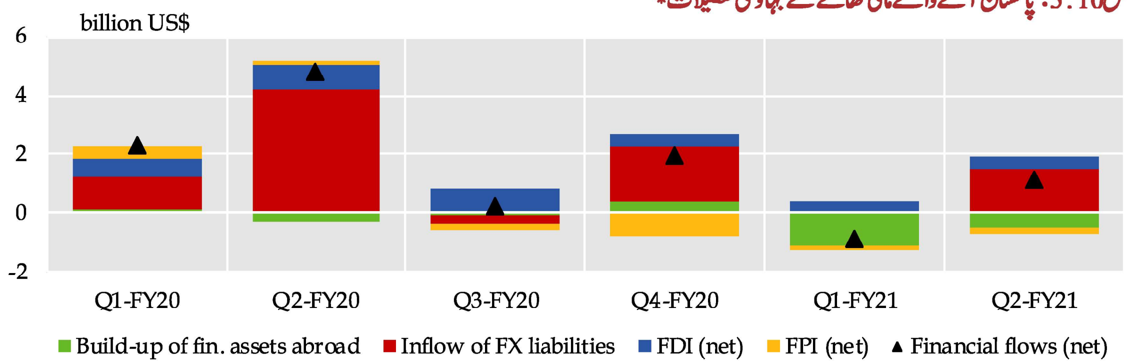

*Signs are reversed from BPM6 convention. Positive values here indicate FX inflow and negative values show FX outflow from Pakistan

Source: State Bank of Pakistan

پہلی سہ ماہی کے دوران رقوم کے بڑے اخراج کا بنیادی سبب بیرونِ ملک کمرشل بینکوں کے زرِ مبادلہ اثاثوں میں اضافہ ہونا تھا۔[11] اثاثوں میں اضافے کا جزوی سبب یہ تھا کہ بیرونِ ملک جاری کھاتے میں خالص وصولیاں جمع ہوئیں جو ترسیلاتِ زر کے ذریعے زرِ مبادلہ کی بھاری آمد، تجارتی قرضے بڑھنے، اور درآمدی ادائیگیوں کے دھیمے رہنے کا نتیجہ تھیں۔[12]

دوسری سہ ماہی میں بھی یہ رجحان برقرار رہا، البتہ معتدل سطح پر۔ بیرون ملک بینک اثاثوں میں اضافہ پہلی سہ ماہی کی سطح سے نصف رہ گیا، جس کا بنیادی سبب جاری کھاتے کی فاضل رقم کے حجم میں کمی تھی۔ اسی کے ساتھ ساتھ حکومت کو پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں قرضوں کی زیادہ رقوم موصول ہوئیں جس نے دوسری سہ ماہی میں مجموعی طور پر مالی رقوم کی نسبتاً بلند آمد میں حصہ لیا۔

بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری

بیرونی براہِ راست عالمی سرمایہ کاری 2020ء میں تقریباً 42 فیصد کی تیز رفتار کمی کا شکار ہوئی۔ درست پس منظر میں دیکھا جائے تو یہ کمی عالمی مالی بحران کے دوران دنیا بھر میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں ہونے والی کمی سے بھی خاصی بڑی تھی۔ تخفیف ترقی یافتہ ملکوں میں ہوئی جبکہ ترقی پذیر ممالک مجموعی طور پر کم متاثر ہوئے۔ گرین فیلڈ سرمایہ کاریاں متاثر ہوئیں، اس کی بنیادی وجہ کورونا کیسز کی دنیا بھر میں رفتار، لاک ڈاؤن کے خطرے، کورونا سے متعلق حکومتی معاونت کے پیمانے اور کارگزاری، اور ویکسین کے پروگرام کے آغاز کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت تھی۔ نیز، کثیر ملکی اداروں نے بھی اپنی نئی ایکویٹی سرمایہ کاری کم کردی، جبکہ سرپرست فرموں نے اپنی بیلنس شیٹ مستحکم بنانے کے لیے منسلک اداروں سے اپنے داخلی قرضے واپس لے لیے۔[13]

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی خالص رقم سال بسال 35.9 فیصد کم ہوگئی (**جدول 5.4**)، اکثر شعبوں میں رقوم کی خالص آمد گر گئی۔ سرمایہ کاری کی مجموعی رقم اگرچہ گذشتہ سال سے معمولی سی کم تھی، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی خالص رقم میں اصل کمی اس عرصے کے دوران مجموعی اخراج میں تیزی سے ہونے والے اضافے کی بنا پر ہوئی۔ زائد اخراج

[11] آئی ایم ایف کے توازنِ ادائیگی کے مینوئل 6 کنونشن کے مطابق کسی غیر اقامتی ملک میں مالی اثاثوں میں اضافے کو رپورٹنگ ملک سے مالی رقوم کا اخراج سمجھا جاتا ہے۔

[12] مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدی تجارتی ادائیگیاں سال بسال 5.7 فیصد کم ہوگئی تھیں جبکہ درآمدی خدمات کی ادائیگیاں 28.2 فیصد گر گئی تھیں۔ دریں اثنا تجارتی قرضے بنیادی طور پر برآمد کنندگان کے واجب الادا برآمدی بلوں (او ای بی) کی عکاسی کرتے ہیں، اور یہ ادائیگی کی وہ رقم ہوتی ہے جس کا برآمد کنندگان کو اپنی اشیا کی روانگی کے بعد انتظار ہوتا ہے۔

[13] ماخذ: انویسٹمنٹ ٹریڈ مانیٹر، شمارہ 38، جنوری 2021ء، یو این سی ٹی اے ڈی۔

جدول 5.4: ششش 1 میں براہِ راست بیرونی خالص سرمایہ کاری بلحاظ شعبہ

ملین امریکی ڈالر			
	م س20ء	م س21ء	فرق
غذا	13.2	8.7	-4.5
ٹیکسٹائل	26.5	7.1	-19.5
کیمیکل	-7.4	9.2	16.6
تیل و گیس کی تلاش	141.5	127.6	-18.5
دواسازی	25.2	10.9	-14.0
برقی مشینری	117.8	60.2	-57.6
برقی مصنوعات	-13.9	-6.2	7.7
ٹرانسپورٹ آلات	48.3	14.3	-34.0
بجلی	262.2	497.1	234.9
مواصلات	432.1	-41.5	-473.5
مالی کاروبار	162.1	127.4	-34.7
دیگر	162.8	124.6	-38.2
مجموعہ	**1,372.1**	**879.7**	**-492.5**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

سے دراصل اُن بین الاقوامی قرضوں کی واپسی کی عکاسی ہوتی ہے جو ٹیلی مواصلات، الیکٹرانکس اور بجلی کے شعبوں کی فرموں نے اس عرصے کے دوران کیں۔

پاکستان میں نئی سرمایہ کاری کے لحاظ سے چین سب سے آگے ہے، کیونکہ بجلی کے شعبے میں سی پیک سے منسلک منصوبوں میں سرمایہ کاری رقوم کی آمد جاری ہے۔ مجموعی اعتبار سے چین سے آنے والی سرمایہ کاری 46 فیصد سال بسال بڑھ گئی، اور پاکستان کی مجموعی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں اس کا حصہ بڑھ کر 44.2 فیصد ہو گیا جو گذشتہ سال کے اسی عرصے میں 26.9 فیصد تھا۔ تاہم خالص بنیاد پر چین سے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری دراصل 1.5 فیصد کم ہوئی کیونکہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا اخراج بھی گذشتہ سال کی نسبت تیز ہو گیا۔[14]

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سی پیک کے تحت یہ ابھی تک پہلے مرحلے کے منصوبے ہیں جن کو چین سے بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی بیشتر رقم مل رہی ہے۔ سی پیک کے دوسرے مرحلے میں خیال ہے کہ صنعتی ترقی، زرعی میکانیت، سیاحت، اور سماجی ترقی جیسے شعبے سرمایہ کاری کا مرکز بنیں گے، تاہم ان شعبوں کو بیرونی سرمایہ کاری کی کوئی نمایاں رقوم اب تک نہیں مل سکی ہیں۔ نیز، چونکہ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری عالمی سطح پر 2020ء میں گری تھی اس لیے بعض بڑی ترقی پذیر معیشتیں ایسی ہیں جنہوں نے بھاری بیرونی سرمایہ کاری کو اپنی جانب راغب کیا۔ خاص طور پر ترقی پذیر ایشیائی ملکوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری 2020ء میں صرف 4 فیصد کم ہوئی، جبکہ مشرقی ایشیا کے ملکوں نے دنیا بھر کی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا تقریباً ایک تہائی حاصل کیا۔ اس سے جہاں اس بات کی ضرورت اجاگر ہوتی ہے کہ پاکستان کو ساختی اصلاحات (structural reform) کے محاذ پر مزید پیش رفت کرنی ہوگی، وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستانی فرموں کو بڑی عالمی کمپنیوں کے ساتھ شراکت داری بنانے کے لیے عالمی قدری سلسلوں (value chain) میں زیادہ فعالیت کے ساتھ شرکت کرنے کی ضرورت ہے۔[15]

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

جیسا کہ پہلے بحث کی جا چکی، حکومتوں اور مرکزی بینکوں سے ملنے والی معقول معاونت کے باعث عالمی مالی منڈیاں بحال ہوئیں۔ ابھرتی ہوئی منڈیوں کو ترقی یافتہ معیشتوں میں کم شرحِ سود سے مزید فوائد ملے جس نے سرمایہ کاروں کو بلند یافت کی تلاش میں ابھرتی ہوئی منڈیوں کا رخ کرایا۔ تاہم اس بات کا تمام متعلقہ منڈیوں کو مساوی فائدہ نہیں پہنچا۔

پاکستان کے معاملے میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری سے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 435 ملین ڈالر کا خالص اخراج ہوا، یہ اخراج قرضہ تمسکات اور ایکویٹی تمسکات دونوں سے عمل میں آیا (**شکل 5.11**)۔ یاد رہے کہ گذشتہ سال

[14] مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان سے چین کو بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کا اخراج بڑھ کر 302.9 ملین ڈالر ہو گیا جو گذشتہ سال اسی مدت میں 78.6 ملین ڈالر رہا تھا۔ اِس سال اخراج ایک بڑے شعبے یعنی تھر میں کوئلے سے چلنے والے منصوبے میں مرتکز رہا۔

[15] اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے حال میں (فروری 2021ء) زرِ مبادلہ کے ضوابط نرم کرنے کے لیے چند اہم اقدامات کیے ہیں، جن کا مقصد یہ ہے کہ خدمات کے شعبے میں پاکستانی فرمیں اور برآمد کنندگان بیرونی سرمایہ کاری کو راغب کرنے میں سہولت محسوس کریں۔ ماخذ: Source: https://www.sbp.org.pk/press/2021/Pr-10-Feb-21.pdf.

جولائی تا دسمبر کے دوران پاکستان کو ملکی کرنسی کے قرضہ تمسکات میں بھاری جزدانی سرمایہ کاری (تقریباً 452 ملین ڈالر) موصول ہوئی تھی، تاہم اِس سال قرضہ تمسکات سے 193 ملین ڈالر کا اخراج ہوا۔

شکل 5.11: پاکستان میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

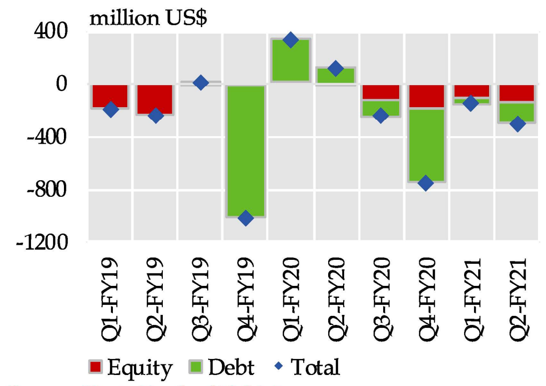

Source: State Bank of Pakistan

قرضہ تمسکات کی طرح، ایکویٹی تمسکات سے بھی مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 242 ملین ڈالر نکال لیے گئے، جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں واجبی طور پر 18 ملین ڈالر کی خالص رقم آئی تھی۔

پاکستان کی ایکویٹی مارکیٹ سے بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے خالص اخراج کا رجحان محفوظ مقام پر منتقلی کی ممکنہ عکاسی کرتا ہے اور اس کی ممکنہ وجہ پاکستان کے رسک پریمیم کی بلند سطح بھی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ پاکستان کے ریاستی قرضے پر قرضہ ڈیفالٹ تبدل (credit default swap) کی شرح مارچ 2020ء کے مقابلے میں 150 بیسس پوائنٹس سے زائد گر چکی ہے، تاہم یہ آخر دسمبر 2019ء یعنی کورونا سے پہلے کی سطح کے مقابلے میں اب بھی بلند ہے (**شکل 5.12 الف**)۔ تاہم یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ایم ایس سی آئی ای ایم اشاریے کے مقابلے میں کے ایس ای-100 اشاریے کا نرخ اور آمدنی کا ڈسکاؤنٹ ستمبر 2020ء سے بڑھ رہا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ پاکستان کی ایکویٹیز تناسب کے لحاظ سے بیرونی سرمایہ کاروں کے لیے زیادہ پُرکشش ہوتی جا رہی ہیں (**شکل 5.12 ب**)۔

واجبات کا خالص اعادہ

پاکستان آنے والے بیرونی قرضوں اور واجبات کا خالص بہاؤ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران کم ہو کر 1.5 ارب ڈالر رہ گیا جو گذشتہ سال کی نسبت ایک تہائی سے بھی کم ہے۔ رقوم کی پست خالص آمد سے دراصل درج ذیل کی عکاسی ہوتی ہے: (i) مرکزی بینک کی طرف سے دوطرفہ ڈپازٹس کے 2 ارب ڈالر کی واپسی، (ii) کمرشل بینکوں کی جانب سے زرِ مبادلہ واجبات کی ادائیگی، اور (iii) حکومت اور نجی شعبے کی طرف سے مجموعی طور پر کم قرض گیری۔

شکل 5.12 الف: 5 سالہ قرضہ ڈیفالٹ تبدل کے پوائنٹ (آخر مدت)

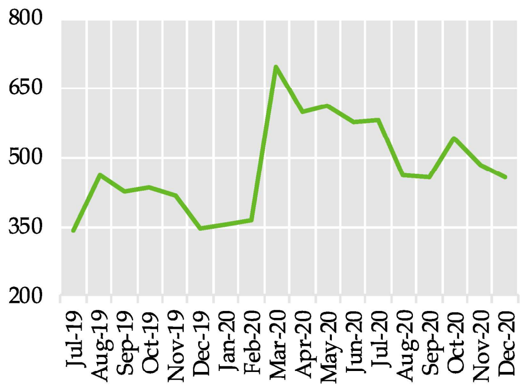

Source: Bloomberg

شکل 5.12 ب: پی ایس ای کا نرخ اور آمدنی کا ڈسکاؤنٹ بلحاظ ایم ایس سی آئی ای ایم اشاریہ

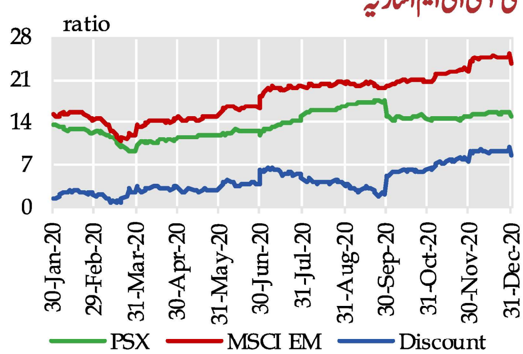

سرکاری قرض گیری کے خاکے میں کثیر طرفہ اور تجارتی قرض گاری حاوی رہی، خاص طور پر مالی سال کی دوسری سہ ماہی میں۔ اسی کے ساتھ ساتھ دو طرفہ ڈپازٹس اور سواپ لائنز نے بھی مرکزی بینک کو مدد دی جس کے سبب وہ سرکاری ذخائر پر دباؤ ڈالے بغیر اپنے واجبات میں کمی لانے میں کامیاب ہوا (**شکل 5.13**)۔ یہ بات بھی اجاگر کیے جانے کے قابل ہے کہ حکومت کے بیرونی قرضے کا خاکہ عرصیت طویل ہو گیا، جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران قلیل مدتی خالص قرض گیری گذشتہ سال سے کم تھی (تفصیل کے لیے دیکھیے **باب 4**)۔ عرصیت کی ساخت میں یہ تبدیلی، اور عالمی سطح پر پست شرحِ سود پاکستان کے بیرونی قرضے کی ادائیگی کے تناظر میں خوش آئند ہے۔

5.3 شرحِ مبادلہ اور ذخائر

کورونا کی وبا پھیلنے کے فوری بعد تیز رفتار تغیر پذیری تھوڑے عرصے کے لیے رہی تاہم اس کے بعد ابھرتی ہوئی کئی معیشتوں کی کرنسیاں امریکی ڈالر کے مقابلے میں مستحکم ہو گئیں۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں کی شرحِ مبادلہ بڑھنے کی کئی وجوہات تھیں، جیسے جاری کھاتے کے توازن میں عمومی بہتری، سرمائے کے بہاؤ کی بحالی (چند بڑی ابھرتی ہوئی معیشتوں کو)، کورونا کے ابتدائی دھچکے کے تناظر میں اِن ملکوں کے مرکزی بینکوں کی طرف سے اپنے بیرونی بفر بڑھانے کی کوششیں (**شکل 5.14**)۔

پاکستان کے معاملے میں جاری کھاتے میں بہتری اور بیرونی مالکاری کی دستیابی، دونوں نے ملک کے مجموعی زرِمبادلہ ذخائر مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 10.6 فیصد بڑھانے، اور پاکستانی روپے کی قدر 5.1 فیصد بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ اسٹیٹ بینک اور ساتھ ساتھ کمرشل بینکوں کی تحویل میں ذخائر چھ مہینے کے دوران بڑھ گئے، اگرچہ کہ پہلی اور دوسری سہ ماہیوں کے درمیان چند قابلِ ذکر تفرقات دیکھے گئے۔

پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں کے ذخائر میں 7.1 فیصد اضافہ ہوا جو کم از کم جزوی طور پر، واجب الادا برآمدی بل بڑھنے کا نتیجہ تھا۔[16] اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے ذخائر مستحکم رہے کیونکہ دستیاب بیرونی مالکاری سرکاری قرضے کی ادائیگی کے لیے کافی تھی۔ اس تناظر میں پاکستانی روپے کی قدر امریکی ڈالر کے مقابلے میں 1.4 فیصد بڑھ گئی (**شکل 5.15**)۔

شکل 5.13: شش1م س21ء میں زرمبادلہ کے سرکاری واجبات میں فرق

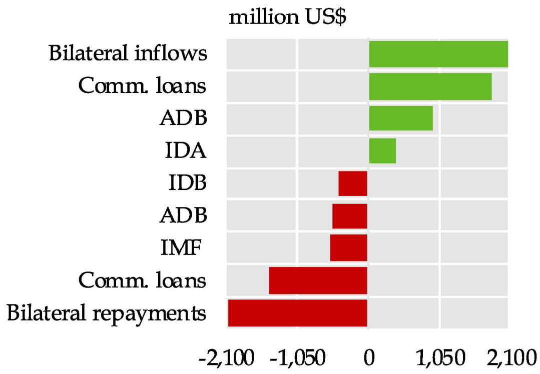

Source: State Bank of Pakistan and EAD

دوسری سہ ماہی میں رجحان بدل گیا۔ مرکزی بینک کے ذخائر 10.4 فیصد بڑھے جبکہ کمرشل بینکوں کے ذخائر 1.2 فیصد کم ہوئے۔ اگرچہ مجموعی جاری کھاتے میں فاضل رقم رہنے سے بین البینک مارکیٹ میں سیالیت رہی، تاہم زرِمبادلہ کے سرکاری قرضوں کی خالص رقم پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں خاصی زائد تھی

شکل 5.14: ابھرتی ہوئی منڈیوں کی کرنسیوں میں شش1م س21ء کے دوران ڈالر کے مقابل تبدیلی

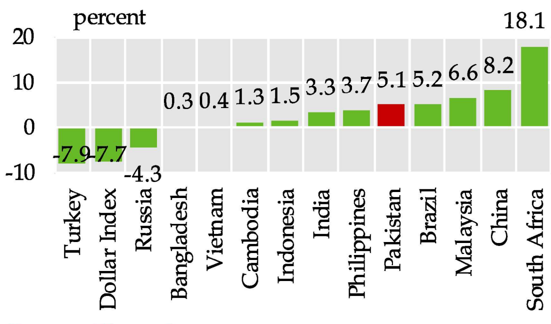

Source: Bloomberg

[16] مارچ میں ای پی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 7 برائے 2020ء میں برآمد کنندگان کو برآمدی وصولیاں مزید 90 دنوں تک روک کر رکھنے کی اجازت دی گئی جن کو آخر جون 2020ء تک پہنچنا تھا۔ اس سہولت کا اطلاق اُس تاخیر پر ہونا تھا جو کورونا کی وبا کی وجہ سے ہوئی ہو۔ برآمد کنندگان کو بیرونِ ملک اپنی وصولیاں 180 دن تک رکھنے کی پہلے ہی اجازت حاصل ہے۔

شکل 5.15: زرمبادلہ کے ذخائر، اسٹیٹ بینک کے پیشگی واجبات اور شرحِ مبادلہ میں تبدیلی

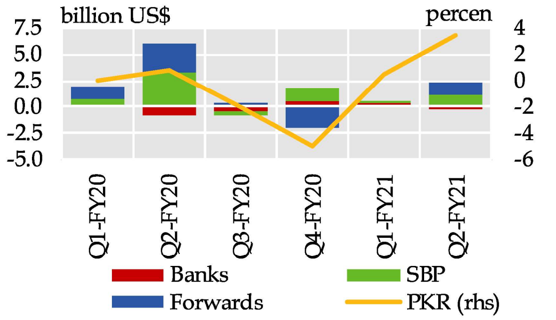

Source: State Bank of Pakistan

(**سیکشن 5.3**)۔ ان رقوم کی آمد کے ساتھ ساتھ سرکاری بفرز بڑھانے کی کوششوں کی بنا پر مرکزی بینک کے زرِمبادلہ ذخائر میں اضافہ ہوا۔

کمرشل بینکوں کے لیے، جاری کھاتے کی فاضل رقم کا حجم کم ہونے اور چند درآمدی ادائیگیوں کا دباؤ سامنے آنے سے ان کے ذخائر دوسری سہ ماہی میں معمولی سے کم ہوگئے۔ اس پیش رفت کے ساتھ ساتھ دوسری سہ ماہی میں پاکستانی روپے کی قدر 3.7 فیصد بڑھ گئی جس سے دراصل سرکاری ذخائر کے رجحان کی عکاسی ہوتی ہے۔

اگرچہ پاکستان کی نامیہ شرحِ مبادلہ امریکی ڈالر کے مقابلے میں بڑھی تھی تاہم وسیع تر معنوں میں نامیہ موثر شرحِ مبادلہ اس عرصے کے دوران حقیقتاً کم ہوئی (**شکل 5.16**)۔[17] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی روپیہ دیگر کرنسیوں کی بہ وزن تجارتی باسکٹ کے مقابلے میں نامیہ لحاظ سے کمزور ہوا تھا۔ تاہم، پاکستان میں قیمتوں کی سطح اپنے تجارتی شریک ملکوں کی نسبت بڑھنے کے نتیجے میں نسبتی اشاریہ قیمت بڑھ گیا۔ پاکستان کے معاملے میں نسبتی اشاریہ قیمت میں اضافے نے نامیہ موثر شرحِ مبادلہ میں کمی کو مکمل طور پر زائل کر دیا، اور نتیجے میں اس عرصے کے دوران پاکستان کی حقیقی موثر شرحِ مبادلہ میں 2.8 فیصد کا مجموعی اضافہ ہوگیا۔ یہاں یہ

شکل 5.16: ششم 1م س 21ء کے دوران ابھرتی ہوئی منڈیوں کی حقیقی موثر شرحِ مبادلہ میں تبدیلی کی تفصیل

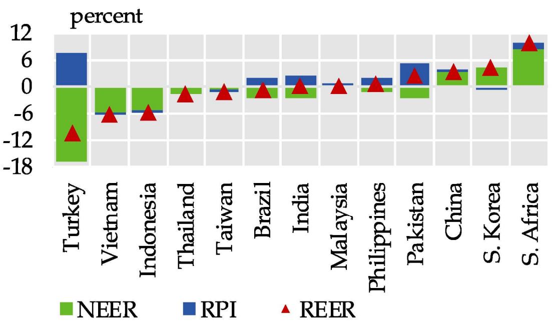

Sources: Haver Analytics & SBP calculations

بات قابلِ ذکر ہے کہ حقیقی موثر شرحِ مبادلہ بڑھنے کے معاملے میں پاکستان تنہا نہیں تھا، چین اور جنوبی افریقہ جیسی دیگر بڑی ابھرتی ہوئی منڈیوں کی حقیقی موثر شرحِ مبادلہ بھی اس عرصے کے دوران بڑھ گئی۔

5.4 تجارتی کھاتہ

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران تجارتی خسارہ 5.8 فیصد بڑھ کر 12.3 ارب ڈالر تک جا پہنچا، جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 11.7 ارب ڈالر تھا۔ تجارتی خسارے میں ہونے والا یہ اضافہ جو دوسری سہ ماہی میں تیز ہوگیا، بنیادی طور پر درآمدات بڑھنے سے ہوا جس نے خاص طور پر دوسری سہ ماہی میں برآمدات میں اضافے کو ماند کر دیا (**شکل 5.17**)۔

درآمدات میں، تیل کی پست بین الاقوامی قیمتوں کی بنا پر توانائی کے درآمدی اخراجات پست رہے تاہم صنعتی خام مال، بجلی ساز مشینری، غذائی مصنوعات، کپاس، اور موبائل فون کی زائد درآمدات نے یہ فائدہ مکمل طور پر زائل کر دیا۔ دوسری طرف، بلند قدرِ اضافی کی حامل ٹیکسٹائل مصنوعات کی بنا پر برآمدات

[17] آئی ایم ایف نے حقیقی موثر شرحِ مبادلہ کی تعریف یوں کی ہے "کئی غیر ملکی کرنسیوں کے بہ وزن اوسط کے مقابلے میں کسی کرنسی کی قدر کا ایک پیمانہ۔ حقیقی موثر شرحِ مبادلہ بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ملکی کرنسی کی قدر اپنے تجارتی شریک ملکوں کی کرنسیوں کی بہ وزن باسکٹ کے مقابلے میں بڑھی ہے۔" ماخذ: https://datahelp.imf.org/knowledgebase/articles/537469-what-is-nominal-effective-exchange-rate-neer

شکل 5.17: تجارتی خسارے میں تبدیلی کی تفصیلات

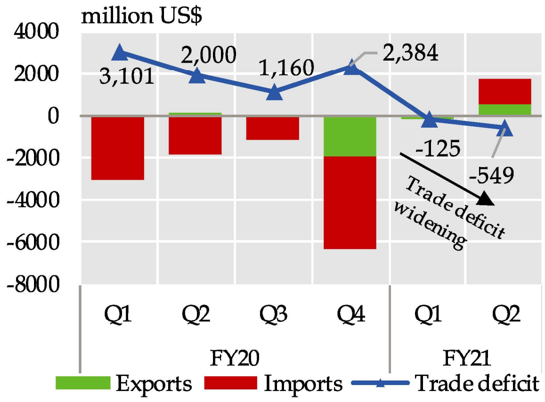

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 5.18: وبا کے بعد پاکستان کی برآمدات میں بحالی

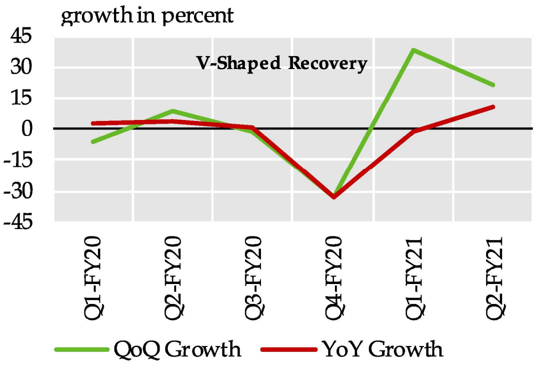

Source: Pakistan Bureau of Statistics

بڑھیں جو دوسری سہ ماہی میں نمایاں طور پر بڑھیں اور مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران اپنی اب تک کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں۔

برآمدات

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران برآمدات 5.1 فیصد اضافے سے 12.1 ارب ڈالر ہو گئیں۔ کسی ششماہی کے دوران یہ بلند ترین سطح ہے جو مالی سال 11ء کی دوسری ششماہی کے بعد پہلی مرتبہ اب دیکھی گئی ہے۔ برآمدات پہلی سہ ماہی میں کم و بیش جوں کی توں رہنے کے بعد دوسری سہ ماہی میں 10.4 فیصد سال بسال اضافے سے 6.6 ارب ڈالر تک جا پہنچیں جس سے 'وی' شکل کی بحالی حاصل ہوئی (**شکل 5.18**)۔ جیسے جیسے سال آگے بڑھتا رہا، برآمدات میں نمو وسیع البنیاد اور زیادہ واضح ہوتی گئی (**جدول 5.5**)۔

کورونا کی وبا پھیلنے کے بعد متعارف کرائی گئی ساز گار پالیسیوں نے صنعتی سرگرمیوں کو سہارا دیا اور کئی اہم اشیا کا برآمدی حجم بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ وہ پالیسیاں یہ تھیں: (i) صنعت کے ساتھ معاونت کے پیکیج کے ذریعے گیس اور بجلی پر زرِ اعانت[18]، (ii) اُس وقت کے زیرو ریٹنگ سرٹیفکیٹس کے موثر ہونے کی تاریخ میں توسیع[19]، (iii) برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) اور طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) کے تحت بینکوں کے لیے نومالکاری کی حد میں مجموعی طور پر 190 ارب روپے اضافہ، (iv) قرضوں کی واپسی میں التوا اور اُن کی تنظیم نو، (v) روزگار اسکیم کے تحت تنخواہوں اور معاوضوں میں تعاون، اور (vi) عارضی اقتصادی نومالکاری سہولت (ٹی ای آر ایف)۔[20] مزید برآں، پہلی ششماہی میں سیلز ٹیکس ری فنڈ نمایاں طور پر بڑھ گیا۔[21]

---

[18] اس پالیسی کی اہم خصوصیات یہ تھیں: الف) مارچ 2019ء سے فروری 2020ء تک جتنی بجلی استعمال کی گئی ہو اتنی بجلی پر یکم نومبر 2020ء سے 31 اکتوبر 2023ء تک پیک آورز سے باہر اضافی استعمال کی جانے والی بجلی پر 12.96 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ کا بنیادی نرخ لاگو ہو گا، (ب) یکم نومبر 2020ء سے 30 جون 2021ء تک پیک آورز سے باہر بجلی کے اضافی استعمال پر 12.96 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ کے بجائے 8 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ کا نرخ لاگو ہو گا، (ج) یکم نومبر 2020ء سے 30 اپریل 2021ء تک "ٹائم آف یوز ٹیرف اسکیم" کا خاتمہ، جس کا مطلب ہے پیک آورز اور آف پیک آورز کے دوران (اضافی استعمال کی بنیاد پر 12.96 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ) کا یکساں نرخ۔

[19] حکومت نے مالی سال 20ء کے آغاز پر ملک کی سرِفہرست پانچ برآمداتی صنعتوں کے لیے صفر شرح سیلز ٹیکس اسکیم اگرچہ ختم کر دی تھی تاہم ان صنعتوں کو رعایتی نرخ پر گیس اور بجلی فراہم کی جا رہی تھی۔ بہر حال زیرو ریٹنگ سرٹیفکیٹس 31 مارچ 2020ء کو ختم ہو رہے تھے۔ تاہم وبا کے دوران حکومت نے اُن کی آخری تاریخ میں 30 نومبر 2020ء تک رفتہ رفتہ توسیع کا فیصلہ کیا۔ اس سے قطع نظر، پورے عرصے کے دوران گیس کا نرخ 6.5 امریکی ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو مقرر رہا تاہم بجلی کے نرخ یکم ستمبر 2020ء سے 7.5 سینٹ فی کلوواٹ گھنٹہ سے بڑھا کر 9.0 سینٹ فی کلوواٹ گھنٹہ کر دیا گیا۔

[20] ان میں سے بعض اسکیموں کی تفصیل کے لیے دیکھیے **باب 3: زری پالیسی اور مہنگائی**۔

[21] سیلز ٹیکس ری فنڈ کی رقم جولائی تا نومبر مالی سال 21ء کے دوران 76 ارب روپے رہی جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 17 ارب روپے تھی، اس طرح تقریباً 339 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔ (ماخذ: ایف بی آر)

طلبی پہلو سے، برآمدی منڈیوں میں پاکستان اپنا حصہ برقرار رکھنے یا اسے بڑھانے میں کامیاب رہا کیونکہ حریف ممالک طلب کو پورا نہیں کر سکے تھے۔ یہ بات ٹیکسٹائل اشیا پر، خصوصاً بلند قدرِ اضافی کی ٹیکسٹائل اشیا پر زیادہ صادق آتی ہے، جو بحیثیت مجموعی برآمدی کارکردگی میں بتدریج بہتری لانے کا بنیادی سبب بنیں۔[22]

دریں اثنا، نان ٹیکسٹائل برآمدات بھی پہلی سہ ماہی میں کمی کے بعد دوسری سہ ماہی میں بڑھ گئیں۔ ان میں بنیادی طور پر چاول، پھل، آلاتِ جراحی و طب، کیمیکل اور دوائیں زیادہ برآمد ہوئیں۔ تاہم پہلی سہ ماہی سے کمی کے سبب یہ نان ٹیکسٹائل برآمدات پوری ششماہی کی بنیاد پر لگ بھگ پچھلی سطح 4.7 ارب ڈالر پر رکی رہیں۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پاکستان کی منفرد مصنوعات کا برآمدی حصہ بین الاقوامی مارکیٹ میں محفوظ بنانے، اسے فروغ دینے اور بڑھانے کی کوششوں کے سلسلے میں حال میں متعارف کرائے گئے ایک قانون کے تحت ایسی مصنوعات کی فہرست سازی اور جغرافیائی انڈی کیشن (جی آئی) ٹیگز کے اندراج کے لیے حکومت کام کر رہی ہے۔ ملک کی برآمدات کے لیے جی آئی ٹیگز کے مضمرات پر **باکس 5.1** میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

باکس 5.1: پاکستان کی برآمدات کے لیے جیوگرافیکل انڈی کیشنز (جی آئی) ٹیگنگ

کسی ملک کی برآمدی مصنوعات مناسب امتیازی شناخت (product differentiation) اور تصدیق نامے (certification) کی حامل ہوں تو عالمی مارکیٹ میں ان کو نسبتاً زائد اکائی قیمتیں مل سکتی ہیں۔ اس تناظر میں، اس باکس میں جیوگرافیکل انڈی کیشنز (جی آئی) ٹیگنگ کے شعبے میں ہونے والی حالیہ پیش رفت پر مختصر بحث کی گئی ہے، جو بعض برآمدی اشیا کو امتیازی شناخت عطا کرکے پاکستان کی برآمدات پر سازگار اثرات ڈال سکتی ہے۔ برآمد کنندگان کو بلند اکائی قیمتیں مل سکتی ہیں اور وہ ملک کی زرِ مبادلہ آمدنی میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔

جیوگرافیکل انڈی کیشنز کی تشریح کے لیے عالمی ادارۂ تجارت (ڈبیو ٹی او) کے حقوقِ املاک دانش کے تجارت سے متعلق پہلوؤں پر معاہدے کی شق 22 سے رجوع کرنا ہوگا: "وہ علامات جن سے کسی مصنوعہ کی [عالمی ادارۂ تجارت] کے کسی رکن علاقے، یا اُس علاقے کے کسی خطے یا مقام سے تعلق رکھنے کی شناخت ظاہر ہو، جہاں اُس مصنوعہ کے دیے گئے معیار، ساکھ یا دیگر خواص لازمی طور پر اُس جغرافیائی ماخذ سے قابلِ نسبت ہوں"۔[23]

پاکستان میں قدرتی اور مصنوعی دونوں طرح کی ایسی بہت سی اشیا ہیں جن کے اپنے منفرد خواص ہیں کیونکہ وہ کسی مخصوص علاقے، آب و ہوا، روایات اور / یا لوگوں کے گروپ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایسی اشیا میں یہ چیزیں شامل ہیں تاہم ان کے علاوہ بھی مثالیں ہیں: باسمتی چاول، کھیوڑا کا گلابی نمک، سوات کے آڑو، سندھڑی آم، قصوری ہلدی / میتھی، پشاوری چپل، ملتان کے نیلے ظروف، ٹرک آرٹ، اور سندھی اجرک (**جدول 5.1.1**)۔ تاہم، اِن مصنوعات کے بنانے والے اور / یا برآمد کنندگان آگاہی نہ ہونے، وسائل، اور کاروباری انتظام اور مصنوعہ کی مارکیٹنگ کی صلاحیتوں کی کمی کے سبب اِن مصنوعات کو ایک برانڈ کے طور پر متعارف کرانے، یا مناسب حقوق کے لیے رجسٹر کرانے کو عام طور پر نظرانداز کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنی مصنوعات کو بین الاقوامی مارکیٹ میں جعل سازی اور دیگر خلاف ورزیوں سے تحفظ دلا سکتے ہیں۔

جی آئی ٹیگ عام طور پر حکومتیں ملکی مصنوعات کو غیر ملکیوں کے ہیر پھیر سے بچانے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ یہ پراسیس اس طرح ہوتا ہے: سب سے پہلے حکومت املاکِ دانش کے تحفظ پر ملکی قانون سازی کی روشنی میں اِن مصنوعات کو ٹیگز منظوری دیتی ہے۔ اس کے بعد، وہ دوسرے ملکوں میں تحفظ کے لیے درخواست دیتی ہے۔ پاکستان نے اپنا جامع جی آئی قانون مارچ 2020ء میں متعارف کرایا۔ اُس وقت تک پاکستان کو ایسا کوئی قانونی جواز حاصل نہیں تھا کہ وہ اپنی مصنوعات کو ملکی سرحدوں کے اندر اور باہر تحفظ دے سکتا۔

---

[22] ٹیکسٹائل کی برآمدی نمو مجموعی طور پر 7.8 فیصد رہی اور مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں 7.4 ارب ڈالر تک جا پہنچی، اس طرح وہ 7.0 ارب ڈالر کا نشانیہ اب تک دوسری بار عبور کرنے میں کامیاب ہوئی۔ پہلی بار یہ موقع مالی سال 11ء کی دوسری ششماہی میں آیا تھا۔

[23] ماخذ: wto.org/english/docs_e/legal_e/27-trips_04b_e.htm#3

جب ملکی جی آئی ٹیگز بن جاتے ہیں تو انہیں چار ذرائع سے بین الاقوامی سطح پر پھیلایا جاسکتا ہے: الف) متعلقہ حدود میں براہِ راست تحفظ دیا جاسکتا ہے، ب) دیگر ریاستوں یا تجارتی شریکوں کے ساتھ معاہدے کیے جاسکتے ہیں، ج) Lisbon Agreement for the Protection of Appellations of Origin and their International Registration کے ذریعے، اور د) Madrid System for the International Registration of Marks کے ذریعے۔ حقوقِ دانش کا عالمی ادارہ (ڈبلیو آئی پی او) آخری دو ذرائع کا انتظام کرتا ہے۔[24] فی الحال ان معاہدوں کے شریک ممالک، یونینوں یا خطوں کی تعداد بالترتیب 34 اور 86 ہے۔ اور دیگر (2009ء) کے مطابق، جی آئی تحفظ کے پس پردہ ملکی اور بین الاقوامی دونوں طرح کے اقتصادی استدلال کی بنیاد درج ذیل تین کلیدی عوامل پر ہے۔[25]

جدول 5.1.1: جی آئی اِنڈی کیشنز کی چند ممکنہ اشیا کی فہرست

باسمتی چاول	ہنزہ/زیارت کے سیب
بہاول پوری چنری	ملتان کے نیلے ظروف
بھکر کرنا آئل	ملتان کا چونسہ (آم)
چترالی کشیدہ کاری	ٹمل ٹراؤٹ
گوجرانوالہ کے رنگین ظروف	سیالکوٹ کا کھیل کا سامان/آلاتِ جراحی
ہالا کی اجرک	قصوری میتھی اور ہلدی
ہنزہ کی خوبانی	ساہیوال کے مویشی
کمالیہ کا کھدر	پشاوری چپّل
کشمیر کا پشمینہ	سندھی ٹوپی/اجرک
خٹک رقص	سندھڑی آم
کھیوڑا کا گلابی نمک	سوات کے آڑو
کیلاش کا لباس	ٹرک آرٹ

ماخذ: جی آئی ایکٹ (2020ء) کا سیکشن 52(2)

الف) معلومات کا غیر متساوی ہونا اور ساکھ کا کردار: جی آئی کے ذریعے ماخذ کے مقام کو معیار کی علامت کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے، جس سے اشیا سازوں اور صارفین کے مابین معلومات کے غیر متساوی ہونے کا امکان دور ہو جاتا ہے۔ آگاہی (signaling) کو بہتر بنانے کے لیے خطّے کے وسائل (جیسے پیداوار کی تکنیک، اقسام، زمینی خواص، ماحول اور ثقافت) کو ماخذ کی لیبل والی مصنوعات کی پیکیجنگ میں بطور معیاری خصوصیات کے درج کیا جاسکتا ہے، اس طرح وقت گزرنے کے ساتھ اُس مصنوعہ کی ساکھ اور قدر بڑھتی جاتی ہے۔

ب) مارکیٹ تک رسائی میں بہتری: ان وسائل سے ہونے والا اضافہِ قدر مصنوعہ کی "خصوصیات" کی بنیاد پر امتیاز پیدا کرتا ہے اور نتیجتاً موزوں (niche) مارکیٹوں کی ادارہ جاتی تشکیل کا سبب بنتا ہے۔ پیداکار نہ صرف اپنا مارکیٹ شیئر محفوظ بناسکتے اور بڑھا سکتے ہیں بلکہ اقتصادی کرایے کو پریمیم میں بھی تبدیل کرسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، فرانس کے تصدیقی لیبل کی حامل پنیر فرانس کے تصدیقی لیبل سے محروم پنیر کے مقابلے میں فی کلو گرام اوسطاً دو یورو زیادہ آمدنی لاتی ہے۔ اسی طرح فرانس کی poulet de Bresse کی بازار میں قیمت فرانس کی عام چکن کے مقابلے میں چار گنا زائد ہے۔ Comté پنیر کے لیے استعمال ہونے والا دودھ بنانے والوں کو عام دودھ کی قیمتوں کی نسبت 10 فیصد زائد قیمت ملتی ہے، جبکہ اطالوی زیتون کا Toscano تیل بنانے والوں کو اُس وقت سے 20 فیصد زائد پریمیم ملتا ہے جب سے انہوں نے جی آئی کے تحت 1998ء میں رجسٹریشن حاصل کی۔

ج) دیہی ترقی کے امکانات: ترقی پذیر ملکوں کے تناظر میں، جی آئی دیہی پیداکاروں کو موزوں مارکیٹ میں داخل ہونے کا ایک ممکنہ آلہ فراہم کرتے ہیں، جس سے وہ پریمیم قیمت وصول کرسکتے ہیں، اور زائد آمدنی حاصل کرکے معیارِ زندگی بہتر بناسکتے ہیں۔ ڈبلیو آئی پی او نے کیمرون کے Oku سفید شہد کی ایک کیس اسٹڈی کا حوالہ دیا ہے جس میں پیداکار حفاظتی جی آئی استعمال کرتے ہوئے Oku شہد کی اپنی مصنوعات کی قدر میں اضافہ کرنے میں کامیاب ہوئے اور انہوں نے ملکی اور غیر ملکی دونوں جگہ موزوں مارکیٹوں میں زائد قیمت ادا کرنے پر آمادہ صارفین کو فروخت کرکے کچھ عرصے میں اپنا معیارِ زندگی بہتر بنالیا۔ پراسیس شدہ Oku شہد فی لٹر 2014ء میں 7.5 امریکی ڈالر کا فروخت ہوا، جی آئی ٹیگ سے قبل یہ فی لٹر 2.8 امریکی ڈالر قیمت لے پاتی تھی۔[26]

---

[24] ماخذ: wipo.int/edocs/pubdocs/en/geographical/952/wipo_pub_952.pdf#page=8

[25] Bramley, C., Estelle, B., and Johann K., "The Economics of Geographical Indications: Towards a Conceptual Framework for Geographical Indication Research in Developing Countries", The Economics of Intellectual Property (2009), World Intellectual Property Organization

[26] ماخذ: wipo.int/ipadvantage/en/details.jsp?id=5554

پاکستان کے معاملے میں جی آئی ٹیگنگ کا ایک حالیہ کیس باسمتی چاول کا ہے۔ خوشبودار قسم کا یہ چاول دنیا کا اعلیٰ ترین درجے کا چاول مانا جاتا ہے جسے صرف دو ممالک پاکستان اور بھارت پیدا کرتے اور برآمد کرتے ہیں۔ باسمتی چاول کے معیار کی عکاسی اس کی اکائی قیمتوں سے ہوتی ہے جو چاول کی غیر باسمتی اقسام کے مقابلے میں خاصی بلند رہتی ہیں۔ تاہم ستمبر 2020ء سے دونوں ممالک یورپی یونین میں جاری اس قانونی عمل سے گزر رہے ہیں کہ کون سا ملک "باسمتی" لیبل استعمال کرسکتا ہے۔[27]

جی آئی ٹیگنگ کے لیے درکار قانونی اور ضوابطی فریم ورک بنانے کے لیے پاکستان کے حالیہ اقدامات درست سمت میں ایک قدم ہے۔ تاہم پاکستان کو برآمدات اور جی آئی کے قابل دیگر مصنوعات کی ملکی رجسٹریشن کا عمل تیز کرنا چاہیے۔ حکومت نے اکتوبر 2020ء میں ایک 'ممکنہ جغرافیائی انڈی کیشنز کی حامل ایک مختصر علامتی فہرست' جاری کی تھی جس میں اُس وقت تک 79 مختلف اشیا شامل تھیں (**جدول 5.1.1**)۔ ان اشیا میں ملک کی برآمدی آمدنی بڑھانے کی صلاحیت ہے، یہ اچھی قیمت وصول کرسکتی ہیں، مارکیٹ میں بہتر رسائی اور بین الاقوامی کمپنیوں اور برانڈز کی طرف سے تصدیق کا فائدہ اٹھاسکتی ہیں۔ مزید برآں، ان اشیا کی زائد فروخت سے دیہی ترقی اور روزگار کو بھی فائدہ ہوگا۔

بلند قدرِ اضافی والی ٹیکسٹائلز نے نصف ارب ڈالر کا نشانیہ پہلی بار عبور کیا

بلند قدرِ اضافی والی اشیا یعنی ملبوسات اور ہوم ٹیکسٹائل کی برآمدات مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 13.2 فیصد سال بسال اضافے سے 5.2 ارب ڈالر ہوگئیں۔ ملبوسات کا جہاں تک تعلق ہے تو حریف علاقائی ملکوں میں وبا کے دوران نقل و حرکت پر سخت پابندیاں نافذ تھیں چنانچہ یہ ممالک جو آرڈر پورے نہ کرسکے ان میں سے کچھ پاکستان کی طرف بھیج دیے گئے اور ہمارے برآمد کنندگان کو نسبتاً زائد آرڈر موصول ہوئے۔ درحقیقت، ترقی یافتہ ملکوں (امریکہ، یورپی یونین 27 اور برطانیہ) میں ان مصنوعات کی طلب گرنے کے باوجود پاکستان سے ان کی درآمدات اس عرصے کے دوران یا تو بڑھ گئیں یا پھر حریف ملکوں کے مقابلے میں نسبتاً مستحکم رہیں (**شکل 5.19** اور **5.20**)۔[28,29]

حکومت پاکستان کی سازگار پالیسیوں نے بھی، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، ٹیکسٹائل برآمد کنندگان کی سیالیت کی صورتِ حال بہتر بنانے میں مدد دی اور انہیں اپنی استعداد کا استعمال بڑھانے کا موقع دیا۔ ان پالیسیوں کے ممکنہ نتیجے کے طور پر ٹیکسٹائل شعبہ اپنے جاری سرمائے کے قرضوں کی خالص ادائیگی کے قابل ہوا جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران اس شعبے نے قرضے کا خالص استعمال کیا تھا۔[30] ٹیکسٹائل صنعت کی طرف سے معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں بھی نمایاں اضافہ دیکھا گیا، کیونکہ بعض فرموں نے فعال طلب کے دوران اپنی استعداد بڑھانے کی کوشش کی۔[31]

---

[27] واضح رہے، یورپی یونین باسمتی چاول کا بڑا درآمد کنندہ ہے، اور باسمتی چاول کی جی آئی ٹیگنگ کے حوالے سے اس بلاک کا کوئی بھی فیصلہ چاول برآمد کرنے والے جنوبی ایشیا کے ان دونوں اہم ملکوں کے لیے وسیع مضمرات کا حامل ہوگا۔

[28] واضح رہے کہ بعد از بریگزٹ عبوری مدت کے خاتمے پر 31 دسمبر 2020ء سے یورو اسٹیٹ اپنی ویب سائٹ پر برطانیہ کا ڈیٹا شائع نہیں کرتا۔ ملبوسات پر برطانیہ کا تازہ ترین دستیاب ڈیٹا اکتوبر 2020ء تک کا ہے۔

[29] پاکستان کی طرف سے یورپی یونین 27 کو ملبوسات کی مجموعی کھیپ اگرچہ معمولی سی کم ہوئی تاہم یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ یہ کمی بُنے ہوئے کپڑوں میں ہوئی، نِٹ ویئر میں نہیں جس کی کھیپ تقریباً اسی سطح پر رہی جتنی گذشتہ سال تھی۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ پاکستان یورپی خریداروں سے نِٹ ویئر ملبوسات کے بعض ایسے آرڈر حاصل کرنے میں کامیاب رہا جو حریف ممالک پورے نہیں کرسکے تھے۔

[30] مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے اولین پانچ ماہ کے دوران ٹیکسٹائل صنعت نے جاری سرمائے کے قرضوں (بشمول تجارتی مالکاری) کی 13.7 ارب روپے کی خالص واپسی انجام دی، جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 73 ارب روپے کے قرضوں کا خالص استعمال کیا تھا۔

[31] جولائی تا نومبر مالی سال 21ء کے دوران ٹیکسٹائل صنعت نے 21.4 ارب روپے کے معینہ سرمایہ کاری قرضے لیے۔ یہ گذشتہ سال کے 11.2 ارب روپے قرضے سے تقریباً دگنے ہیں۔

مزید برآں، امریکہ چین تجارتی کشیدگی کی بنا پر، جو 2020ء کی پہلی ششماہی میں وبا کی بنا پر دوچند ہوگئی، امریکہ کی ملبوسات مارکیٹ میں چین کے گرتے ہوئے حصے

جدول 5.5: پاکستان کی اہم برآمدات

ملین امریکی ڈالر

گروپ/اشیا	سہ1م س21ء	مطلق فرق (سال بسال)	سہ2م س 21ء	مطلق فرق (سال بسال)	شش1م س 20ء	شش1م س 21ء	مطلق فرق (سال بسال)
ٹیکسٹائل گروپ	3,470	98	3,973	439	6,905	7,442	537
نان ٹیکسٹائل گروپ	2,002	-136	2,666	185	4,619	4,668	48
ٹیکسٹائل	**3,470**	**98**	**3,973**	**439**	**6,905**	**7,442**	**537**
ایل وی اے ٹیکسٹائل	628	-180	709	-57	1,573	1,336	-236
ملبوسات	1,562	116	1,778	224	2,999	3,340	340
گھریلو ٹیکسٹائل	856	74	984	188	1,577	1,840	262
دیگر ٹیکسٹائل	173	25	207	32	323	379	56
غذا	**807**	**-178**	**1,224**	**10**	**2,200**	**2,030**	**-169**
چاول (الف+ب)	360	-110	603	41	1,033	963	-70
الف) باسمتی	121	-76	108	-77	381	228	-153
ب) غیر باسمتی	239	-35	496	118	652	735	83
مچھلی اور اس کی مصنوعات	78	-1	117	-29	225	195	-30
پھل اور سبزیاں	135	-13	204	7	345	339	-6
گوشت اور اس کی مصنوعات	75	5	86	1	156	161	6
پیٹرولیم	**46**	**-16**	**46**	**-59**	**168**	**93**	**-75**
خام پیٹرولیم	15	-22	29	-44	110	44	-67
پیٹرولیم مصنوعات	8	-2	10	-5	24	18	-6
دیگر مصنوعات	**782**	**-22**	912	**97**	**1,620**	**1,695**	**75**
خام چمڑا	31	-21	41	-11	104	72	-32
چمڑے کی مصنوعات	146	14	147	3	275	292	18
طبی آلات	105	-2	109	8	207	213	6
کیمیکل اور دوائیں	224	-18	327	95	475	551	76
سیمنٹ اور مصنوعات	72	6	71	-8	145	143	-2
مجموعی برآمدات	**5,472**	**-38**	**6,638**	**624**	**11,524**	**12,110**	**586**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 5.19: شش1 میں یورپی یونین کو ملبوسات کی درآمدی مقدار میں سال بسال نمو

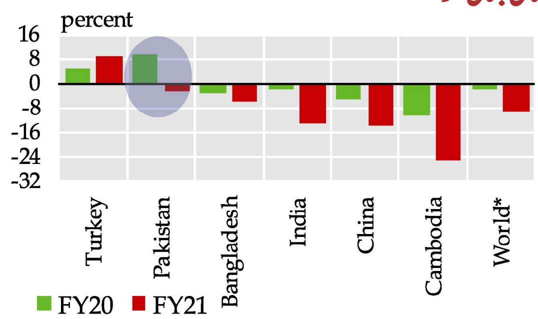

*Jul-Nov
Source: Eurostat

شکل 5.20: شش1 م س21ء میں امریکہ اور برطانیہ کو ملبوسات کی درآمدی مقدار میں سال بسال نمو

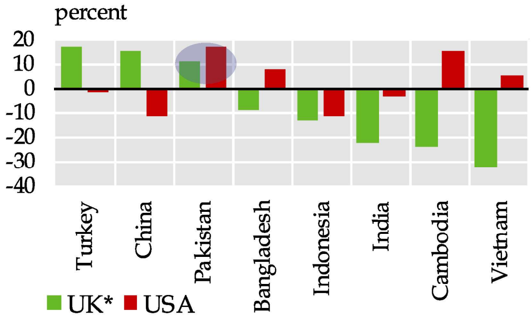

*Jul-Oct (as per latest available data)
Source: OTEXA and Eurostat

سے فائدہ اٹھانے والوں میں پاکستان بھی شامل ہے۔[32] علاوہ ازیں، ٹیکسٹائل اور ملبوسات بنانے اور برآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک چین گذشتہ چند سال سے اپنی توجہ ملبوسات کے بجائے ٹیکسٹائل کی عالمی منڈی میں اپنا حصہ برقرار رکھنے یا بہتر بنانے پر مرکوز کیے ہوئے ہے، اس طرح وہ ٹیکسٹائل کے عالمی قدری سلسلے میں خود کو بنیاد میں مستحکم کر رہا ہے۔ اس بنا پر اس کے ایشیائی حریف ملکوں بشمول پاکستان کے لیے کچھ گنجائش بنی ہے کہ وہ ملبوسات کی عالمی مارکیٹ میں اپنا حصہ بڑھائیں۔

گھریلو ٹیکسٹائل (بستر کی چادریں اور تولیے) کے معاملے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران برآمدات 16.6 فیصد سال بسال نمو کے سبب 1.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ یہ اضافہ بلند اکائی قیمت کی بنا پر ہوا، جس کا جزوی سبب ملکی اور درآمدی کپاس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اثرات کی بیرونِ ملک صارفین کو برآمد کنندگان کی طرف سے منتقلی کو قرار دیا جاسکتا ہے (**شکل 5.21**)۔[33, 34] یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ای یو27 جو اپنی مجموعی گھریلو ٹیکسٹائل کا تقریباً 40 فیصد پاکستان سے درآمد کرتا ہے، دنیا سے اس کی اِن مصنوعات کی مجموعی درآمدات کی اوسط اکائی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔[35] اس واحد سب سے بڑی مارکیٹ میں پاکستان کا حصہ یورو

شکل 5.21: فی پونڈ امریکی سینٹ بولی والے کپاس کے بین الاقوامی نرخوں میں رجحان

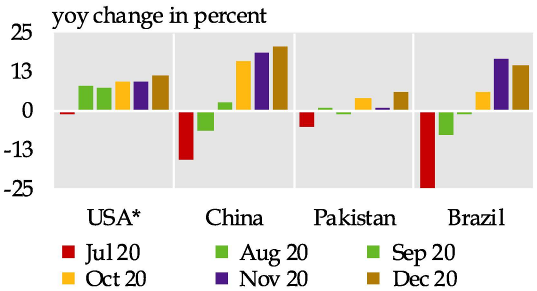

*New York front month/ futures
Source: Emerging Textiles

[32] امریکہ کے صفِ اول کے فیشن امپورٹرز، خردہ فروشوں، برانڈز اور تھوک فروشوں کے ایگزیکٹوز کے سروے کی بنیاد پر امریکی فیشن انڈسٹری کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ: کورونا اور تجارتی جنگ امریکی فیشن کمپنیوں کو "چین کا ایکسپوژر" مزید کم کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔ مزید برآں، سروے کے رائے دہندگان کے مطابق "چین اور ویت نام اور بہت سے ممالک "کپڑوں اور ملبوسات کے معاملے میں مقبول ترین ماخذ ہیں۔ ماخذ: یو ایس ایف آئی اے (2020ء)، 2020ء فیشن انڈسٹری بینچ مارکنگ اسٹڈی، واشنگٹن، ڈی سی: امریکی فیشن انڈسٹری ایسوسی ایشن۔

[33] کپاس کی خراب فصل کے نتیجے میں اور سابقہ ذخائر ختم ہونے کے بعد کپاس کی ملکی قیمتیں مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کی پہلی ششماہیوں کے دوران 5.6 فیصد بڑھ گئیں اور 8577 روپے فی من سے 9058 روپے فی من تک چلی گئیں۔ (ڈیٹا کا ماخذ: ایمرجنگ ٹیکسٹائلز)۔ واضح رہے کہ پاکستانی روپے کی قدر میں سال بسال کمی نے ان اثرات کو معمولی سا کم کیا تاہم کلی طور پر نہیں کیا۔

[34] پاکستان کو خام کپاس (ان کارڈڈ) کی ملکی قلت کی بنا پر ایک سال قبل کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران امریکہ اور برازیل دونوں سے 5.3 گنا زائد درآمد کرنی پڑی جس کے اخراجات 264 ملین ڈالر تھے۔ (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)

[35] بلحاظ امریکی ڈالر فی 100 کلوگرام دنیا سے یورپی یونین کی گھریلو ٹیکسٹائل درآمدات کی اکائی قیمت جولائی تا دسمبر مالی سال 21ء کے دوران 1.1 فیصد بڑھی۔ (ماخذ: یورواسٹیٹ)

اسٹیٹ ڈیٹا کے مطابق جولائی تا دسمبر مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کے دوران 36.8 فیصد سے بڑھ کر 39 فیصد ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان اکائی قیمتوں میں معمولی اضافہ کرکے بھی وہاں اپنا مارکیٹ شیئر بڑھانے کے قابل تھا۔

مزید برآں، بیرونی خریداروں میں ذاتی حفاظت کے آلات (پی پی ای) کی بلند طلب ہونے کی بنا پر ٹیکسٹائل کی دیگر مصنوعات (ماسوائے تولیہ اور بستر کی چادر) کی برآمدات مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران اپنی بلند ترین سطح 379 ملین ڈالر تک جاپہنچیں۔

قدری سلسلے کے نچلے سرے پر، پاکستان کی کپاس سے بنی اہم مصنوعات (ریشہ، کپڑا اور دھاگہ) کی ڈالر میں برآمدات کسی پہلی ششماہی کی اُس پست ترین سطح تک گر گئیں جو آخری بار مالی سال 06ء کی پہلی ششماہی میں دیکھی گئی تھی۔ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران ان اشیا کی مجموعی برآمدات میں 15 فیصد کمی آئی اور وہ 1.3 ارب ڈالر رہ گئیں جس کی بنیادی وجہ سوتی دھاگے کی پست برآمدات ہیں۔ جہاں تک رسدی پہلو کا تعلق ہے تو ایک اہم سبب کپاس کی پست ملکی پیداوار (مالی سال 21ء) تھی۔ تیار ٹیکسٹائل مصنوعات کے برآمد کنندگان کی طرف سے طلب کو پورا کرنے والی بنیادی ٹیکسٹائل مارکیٹ کا کیا ذکر کیا جائے۔ طلب کے پہلو سے دیکھا جائے تو ممکنہ وجوہات دو تھیں: مصنوعات درآمد کرنے والے اہم ملکوں کے پاس کافی ذخیرہ موجود تھا یا پھر کورونا کی دوسری لہر کی بنا پر اُن کی قدرِ اضافی کی بالائی (upstream) مصنوعات کی دنیا بھر میں طلب کم ہوگئی تھی۔[36]

چاول کی برآمدات سخت مسابقت اور نسبتاً بلند اکائی قیمت کی بنا پر کم ہوئیں

چاول کی برآمدات مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 6.7 فیصد سال بسال کمی سے 963 ملین ڈالر رہ گئیں۔ یہ برآمدات مالی سال 21ء کے پہلے چار ماہ کے دوران مسلسل گرتے رہنے کے بعد نومبر اور دسمبر میں کسی حد تک بحال ہوئیں، تاہم اِن دو مہینوں میں ہونے والا اضافہ اتنا نہیں تھا کہ ابتدائی کمی کا ازالہ ہو جاتا۔

باسمتی چاول کی برآمدات 40 فیصد کمی سے 228 ملین ڈالر رہ گئیں۔ مشرقِ وسطیٰ کی اہم منڈیوں کو اس کی برآمدات نمایاں طور پر گھٹ گئیں جہاں بھارت مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران سال بسال بنیاد پر اپنا چاول 23 فیصد زیادہ برآمد کرنے میں کامیاب ہوا (**شکل 5.22**)۔[37] منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ پاکستانی برآمد کنندگان کے برعکس، بھارتیوں نے اپنی سب سے بڑی مارکیٹ ایران میں مزید اثرورسوخ حاصل کیا۔[38] بھارتی برآمد کنندگان نے ایران میں مخصوص تقسیمی مقامات پر باسمتی چاول کا ذخیرہ بھی رکھا ہے، اور وہ وہاں سے یہ چاول پاکستان کی نسبت کم قیمت پر[39]، یہاں تک کہ ادھار پر بھی فروخت کرتے ہیں۔ چنانچہ جولائی تا دسمبر کے دوران متحدہ عرب امارات کو پاکستانی چاول کی برآمدات تیزی سے گر گئیں کیونکہ ماضی میں پاکستانی چاول براستہ دبئی بندرگاہ ایران کو بھیجا جاتا تھا۔

شکل 5.22: ششماہی 1 م س 21ء میں مشرقِ وسطیٰ کو باسمتی چاول کی مقداری برآمدات

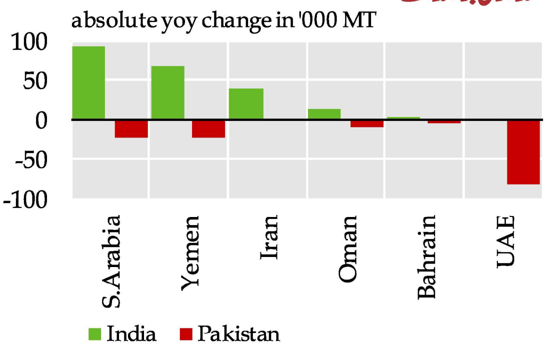

Sources: PBS and Ministry of Commerce (India)

[36] مثال کے طور پر چین اور بنگلہ دیش دونوں کو پاکستان کے سوتی دھاگے کا برآمدی حجم مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں تقریباً 17 فیصد کم ہو کر 0.14 ملین ٹن رہ گیا، جو ایک سال پہلے 0.17 ملین ٹن تھا۔ (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)

[37] ماخذ: وزارت تجارت وصنعت (بھارت)۔

[38] بھارت اور ایران کا بارٹر جیسا نظام کام کر رہا ہے۔

[39] مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کی جولائی تا نومبر مدتوں کے دوران بھارت کے باسمتی چاول کی برآمدات کی اوسط اکائی قیمت 1054 ڈالر فی ٹن سے گر کر 866 ڈالر فی ٹن رہ گئی۔ جبکہ ان ہی مدتوں کے دوران پاکستانی چاول کی قیمت 889 ڈالر فی ٹن سے بڑھ کر 989 ڈالر فی ٹن ہو گئی۔ (ماخذ: بھارتی وزارت تجارت وصنعت، اور پاکستان دفتر شماریات)

شکل5.23: غیر باسمتی چاول کی بین الاقوامی قیمت کا موازنہ*

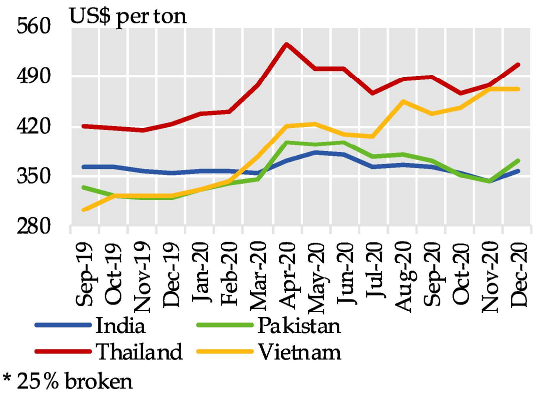

* 25% broken

Source: Food and Agriculture Organization

مالی سال 21ء کے پہلے چار ماہ کے دوران غیر باسمتی چاول کی برآمدات گر گئیں کیونکہ بھارت نے چاول کے اہم برآمدکنندگان کے مقابلے میں سب سے مسابقتی نرخ پیش کیے جس کی وجہ بھارت کے پاس کافی ذخائر اور اس کی مسلسل بمپر فصلیں تھیں (**شکل 5.23**)۔[40] اس سے قطع نظر، نئی فصل آنے سے اور بھارت کے ساتھ قیمتوں کا فرق کم ہونے سے پاکستان کی برآمدات نومبر اور دسمبر 2020ء کے دوران بڑھ گئیں۔ تاہم، ملکی قیمتیں زائد ہونے اور نئی فصل کی آمد سے قبل رسد کی سخت صورتِ حال کے سبب قیمت کا اثر، جولائی تا دسمبر عرصے میں مجموعی مقداری اثر سے زیادہ طاقت ور تھا۔ چنانچہ مالیت کے لحاظ سے غیر باسمتی چاول کی برآمدات زیرِ جائزہ عرصے میں سال بسال 12.7 فیصد نمو سے 735 ملین ڈالر تک بڑھ گئیں۔

سیمنٹ کا برآمدی حجم م س15ء کے بعد بلند ترین سطح پر پہنچ گیا

سیمنٹ اور سیمنٹ مصنوعات کی برآمدات مالی سال 15ء کے بعد پہلی بار مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں جس کا بنیادی سبب چین اور سری لنکا کو کلنکر کی خاصی بلند برآمدات ہیں۔[41] چین اپنی معیشت کو کورونا کی وبا کے بعد بحال کرنے کے لیے انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری کو اہم ذریعے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔[42] دریں اثنا، سری لنکا نے نومبر 2020ء کے اوائل میں اے آئی آئی بی کا اسپانسر شدہ انفراسٹرکچر منصوبہ شروع کیا جس نے ممکنہ طور پر اس کی تعمیراتی سامان کی طلب بڑھادی۔[43] تاہم سال بسال پست اکائی قیمت کی بنا پر سیمنٹ اور اس کی مصنوعات کی برآمد میں مالیت کے لحاظ سے مجموعی طور پر 1.6 فیصد کی معمولی کمی ہوئی اور 143 ملین ڈالر تک رہی۔

شکل5.24: پاکستان کی درآمدات کا سہ ماہی رجحان

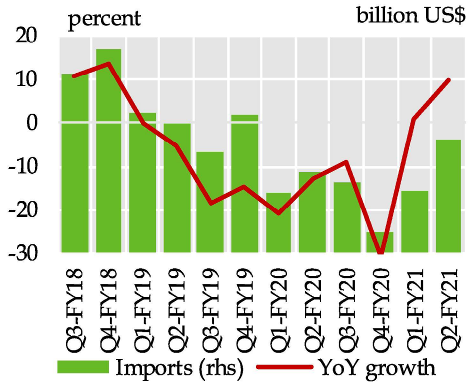

Source: Pakistan Bureau of Statistics

درآمدات

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کی درآمدات مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی کے بعد پہلی بار مسلسل دوسری سہ ماہی میں بڑھ گئیں۔ رواں مالی سال کی پہلی اور دوسری سہ ماہی میں درآمدات میں بالترتیب 0.8 فیصد اور 9.8 فیصد اضافہ ہوا (**شکل 5.24**)۔[44]

اگرچہ اقتصادی سرگرمیوں کی بحالی نے، جس میں دوسری سہ ماہی کے دوران تیزی آئی، درآمدات کے وسیع البنیاد مقداری اضافے میں فعال شرکت کی، تاہم زرعی

[40] یو ایس ڈی اے 2020ء۔ گرین ورلڈ ٹریڈ رپورٹ دسمبر 2020ء۔ واشنگٹن ڈی سی: امریکی محکمہ زراعت

[41] چین اور سری لنکا کو کلنکر کا مجموعی برآمدی حجم مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں گذشتہ سال کی نسبت 6.3 گنا بڑھ کر 0.7 ملین ٹن تک جا پہنچا۔ (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)

[42] 2020ء کی دوسری ششماہی کے دوران چین کی سیمنٹ کی پیداوار 7.3 فیصد سال بسال بڑھ گئی۔ (ماخذ: ہیور اینالیٹکس)

[43] www.china.org.cn/world/Off_the_Wire/2020-11/04/content_76876333.htm

[44] مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کی مجموعی درآمدات میں 5.4 فیصد کا نمایاں اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ مالی سال کی پہلی اور دوسری ششماہیوں میں بالترتیب 17.0 فیصد اور 20.3 فیصد کی سال بسال کمی ہوئی تھی۔

پیداوار کی درآمد نے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران درآمدات میں معکوس رجحان لانے میں خصوصی کردار ادا کیا (**جدول 5.6**)۔[45، 46]

پاکستان کو طلب اور رسد کا ملکی فرق دور کرنے اور ان کی ملکی قیمتیں مستحکم بنانے کے لیے گندم، شکر اور کپاس کی معقول مقداریں درآمد کرنی پڑیں۔ دوسری جانب، توانائی کی کم عالمی قیمتوں کی بنا پر، جو عالمی بینک کی انرجی پرائس انڈیکس کے مطابق مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کی نسبت 26.3 فیصد پست رہیں، پاکستان کی توانائی کی درآمدی مالیت قابو میں رہی حالانکہ اس کے درآمدی حجم میں تیزی سے اضافہ ہوا (**شکل 5.25**)۔

تجارتی خسارہ بڑھانے میں گندم، شکر، پام آئل، اور کپاس جیسی زرعی اشیا نے اہم کردار ادا کیا

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں غذائی اشیا کی درآمد 52.2 فیصد کی نمایاں شرح سے بڑھ کر 3.9 ارب ڈالر تک جا پہنچی جو گذشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 2.6 ارب ڈالر تھی۔ درآمدات بڑھنے میں اہم عنصر بلند درآمدی مقداریں تھیں تاہم پام آئل کے معاملے میں بلند عالمی قیمتوں سے درآمدی مالیت بڑھ گئی (**جدول 5.6**)۔

شکل 5.25: توانائی اور غیر توانائی درآمدات میں تبدیلیاں

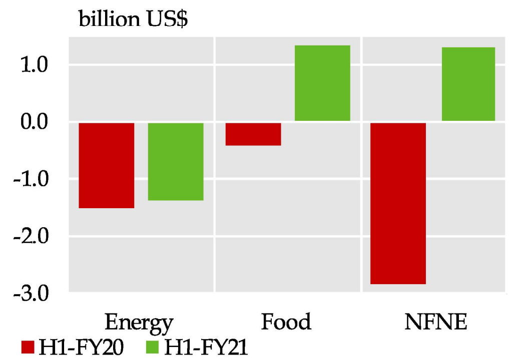

Source: Pakistan Bureau of Statistics

جدول 5.6: شش 1 کے دوران پاکستان کی اہم درآمدات

ملین امریکی ڈالر

گروپ/اشیا	م س20ء	م س21ء	مطلق فرق	مقداری فرق	قیمت کا فرق
توانائی	**6,142**	**4,771**	**-1,371**	**1446**	**-2817**
پیٹرولیم مصنوعات	2,591	2,169	-422	1,233	-1,655
خام تیل	1,771	1,323	-448	296	-744
ایل این جی	1,627	1052	-575	-25.9	-549
کیمیکل	**3,822**	**4,045**	**223**	-	-
کھاد	433	325	-108	-105	-2
پلاسٹک کا سامان	948	1,119	171	341	-170
دیگر کیمیکل	1,848	1,974	125	-	-
ٹرانسپورٹ	**837**	**1,133**	**296**	-	-
کار	261	465	204	-	-
مکمل ساختہ یونٹ	32	95	62	-	-
الگ الگ پرزے	229	370	144	-	-
ٹرک اور بس	129	179	51	-	-
طیارے اور جہاز	211	257	46	-	-
دھاتیں	**2,073**	**2,291**	**218**	-	-
فولاد کا اسکریپ	806	949	143	242	-99
لوہا اور فولاد	763	859	95	215	-120
غذا	**2,567**	**3,905**	**1,339**	-	-
چائے	229	286	57	78	-21
پام آئل	842	1,112	269	63	206
گندم	0	661	661		
شکر	2	127	125	134	-9
ٹیکسٹائل	**980**	**1,665**	**686**	-	-
خام کپاس	87	532	445	495	-50
مصنوعی ریشہ	273	320	48	164	-116
مشینری	**4,433**	**4,241**	**-192**	-	-
بجلی سازی	650	821	170	-	-
برقی	1,192	640	-552	-	-
تعمیراتی	81	54	-27	-	-
موبائل فون	616	939	323	-	-
دیگر مشینری	1,185	1,083	-101	-	-
دیگر تمام اشیا	**1,921**	**1,796**	**-125**	-	-
مجموعی درآمدات	**23,195**	**24,454**	**1,259**	-	-

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[45] ایف بی آر کے مطابق پاکستان کسٹم نے متعدد اجناس کی ناجائز درآمد کے خلاف کارروائی کی۔ چنانچہ جائز ذرائع سے درآمدات بڑھنے میں اس کا بھی کردار رہا ہو گا۔ (https://www.fbr.gov.pk/fbr-achieves-highest-monthly-growth-in-december-during-juldec-2020/152791).

[46] شکر، گندم اور پام آئل جیسی زرعی پیداوار کی جو درآمدی مالیت مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں رہی وہ گذشتہ پانچ سال کی پہلی ششماہیوں کی اوسط مالیت سے 131 فیصد زائد تھی۔

نیز، اہم زرعی اشیا گندم، شکر، پام آئل اور کپاس کی درآمد بڑھنے سے پاکستان کی درآمدات میں 1.5 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا۔ جہاں تک اثرات کا سوال ہے تو یہ اضافہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کی مجموعی درآمدات میں ہونے والے سال بسال اضافے 1.3 ارب ڈالر سے بھی زائد ہے (**شکل 5.26**)۔

شکل 5.26: زرعی مصنوعات کی درآمدات کے اثرات

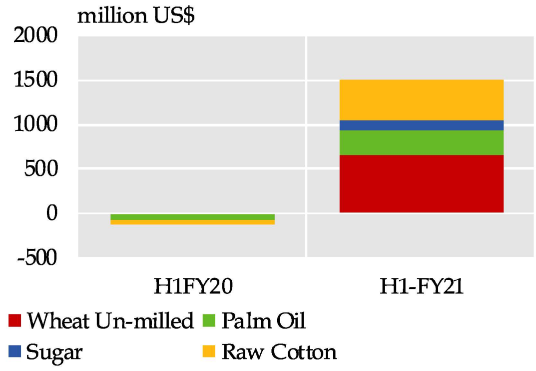

Source: Pakistan Bureau of Statistics

پاکستان نے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 661 ملین ڈالر کی گندم اور 127 ملین ڈالر کی شکر درآمد کی۔ اس کے برعکس مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان نے 11.4 ملین ڈالر کی گندم اور 70.7 ملین ڈالر کی شکر درآمد کی تھی۔[47]

گذشتہ سال خراب موسم اور کیڑوں اور ٹڈی دل کے حملوں کے نتیجے میں فصلوں کی پیداوار ہدف سے کم رہی جس کے سبب اِس سال کپاس اور گندم منگوانا پڑی۔ دوسری جانب، رسدی زنجیر میں کچھ خلل آنے کے باعث گندم کی زائد درآمد ضروری ہوگئی تھی۔ اگرچہ گندم کی پیداوار مالی سال 20ء کے دوران 2.5 فیصد بڑھی تھی تاہم ہدف سے کم اس کی خریداری کی بنا پر تھوک اور خردہ مارکیٹوں میں بے یقینی پھیل گئی جو گندم کی قلت اور اس کی قیمت بڑھنے پر منتج ہوئی۔[48] ملکی قیمتوں کو مستحکم کرنے کے لیے اور تزویراتی ذخائر جمع کرنے کے لیے حکومت نے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران گندم درآمد کی۔ شکر کے معاملے میں بھی صورتِ حال مختلف نہ تھی، جہاں مالی سال 20ء کے دوران گنّے کی فصل کم ہونے سے شکر کی ملکی پیداوار میں کمی آئی اور اس کی رسد سخت ہوئی۔ چنانچہ حکومت کو مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران شکر کے نرخوں میں غیر ضروری اضافے کو کنٹرول کرنے کے لیے اسے درآمد کرنا پڑا۔

پام آئل کی درآمدات میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران اضافے کی بیشتر وجہ قیمت کا اثر تھا۔ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران پام آئل کی عالمی قیمتوں میں 33.3 فیصد اضافہ ہوا، اور اس میں طلب اور رسد دونوں پہلوؤں کے عوامل کارفرما ہے۔ رسدی پہلو سے، ایم وائی 21-2020ء کے دوران ملائشیا میں پام آئل کی پیداوار ایک لاکھ میٹرک ٹن کم ہوگئی۔[49] طلبی پہلو سے بھارت نے خام پام آئل کی درآمد پر بنیادی کسٹم ڈیوٹی نومبر 2020ء میں 37.5 فیصد سے کم کرکے 27.5 فیصد کردی تاکہ اپنے ہاں مہنگائی کا متوقع دباؤ کم کیا جائے۔[50] مزید برآں، جون 2020ء میں انڈونیشیا نے پام آئل کی برآمدی لیوی میں فی ٹن 5 ڈالر اضافہ کردیا تھا۔[51]

نیز، پاکستان میں مالی سال 20ء کے دوران کپاس کی پیداوار 6.9 فیصد پست رہی جس کا سبب مون سون کی غیر معمولی بارشیں اور کیڑوں کے حملے تھے۔ مالی سال 21ء میں بھی صورتِ حال یہی رہی، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کپاس کے زیرِ کاشت رقبے میں تقریباً 10 فیصد کی قابلِ ذکر کمی واقع ہوئی۔ تخمینوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 21ء میں کپاس کی پیداوار گذشتہ سال کی نسبت مزید 24.0 فیصد کم ہوسکتی ہے۔[52] چونکہ پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات بڑھ رہی ہیں، کپاس کی ملکی کمی کو درآمدات بڑھا کر پورا کیا جارہا ہے۔ چنانچہ خام کپاس کی درآمد مالی سال 21ء کی پہلی

[47] پاکستان نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی کے دوران 97.2 ملین ڈالر کی (461.3 ہزار میٹرک ٹن) گندم اور 74.9 ملین ڈالر کی (252.4 ہزار میٹرک ٹن) شکر درآمد کی تھی۔

[48] تفصیل کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء۔

[49] یو ایس ڈی اے رپورٹ نمبر ایم وائی 0014-2020، بتاریخ 17 دسمبر 2020ء۔

[50] بھارت خوردنی تیل کا سب سے بڑا درآمد کنندہ ہے جو انڈونیشیا اور ملائشیا سمیت مختلف ملکوں سے سالانہ تقریباً 15 ملین ٹن تیل درآمد کرتا ہے۔

[51] انڈونیشیا کی حکومت درآمدی ڈیزل پر اپنا انحصار کم کرنے کی غرض سے بایو ڈیزل کے بطور ذریعہِ ایندھن استعمال کو فروغ دے رہی ہے۔ اپنے اس مقصد کے لیے اُس نے خام پام آئل (سی پی او) لیوی نافذ کی۔

[52] ماخذ: یو ایس ڈی اے رپورٹ نمبر پی کے 0014-2020، بتاریخ 2 دسمبر 2020ء۔

ششماہی میں 445 ملین ڈالر بڑھ گئی، جبکہ درآمدی حجم جو مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں 50 ہزار میٹرک ٹن تھا، بڑھ کر 2 لاکھ 82 ہزار میٹرک ٹن ہو گیا۔

تیل کی پست قیمتوں کی بنا پر توانائی کی درآمدات کم رہیں

توانائی کی درآمدات مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 22.3 فیصد سال بسال کم ہو کر 4.8 ارب ڈالر رہ گئیں جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 19.9 فیصد کمی واقع ہوئی تھی (**شکل 5.27**)۔ اگرچہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران تیل کا درآمدی حجم 23.5 فیصد بڑھ گیا تاہم اکائی قیمتوں میں تقریباً 37.1 فیصد کمی نے حجم بڑھنے کے اثرات کا بخوبی ازالہ کر دیا۔

شکل 5.27: توانائی کی درآمدات میں سال بسال فرق میں اکائی قیمت اور مقداری اثرات کا حصہ

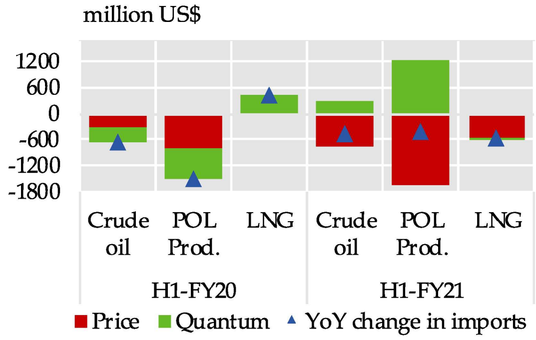

Source: Pakistan Bureau of Statistics

کورونا کی وبا کے پھیلاؤ اور بڑی معیشتوں پر اس کے اثرات سے متعلق بے یقینی کے سبب توانائی کی بین الاقوامی قیمتیں گذشتہ سال کی نسبت پست سطح پر رہیں (**شکل 5.28**)۔ دوسری جانب، پاکستان میں اقتصادی سرگرمیوں کی بحالی سے، جیسا کہ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اشاریے میں 8.2 فیصد کے سال بسال اضافے سے ظاہر ہے، توانائی کی مصنوعات کی طلب بڑھ گئی۔

خام تیل اور گیس کی ملکی پیداوار مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران سال بسال بالترتیب 6.6 فیصد اور 3.5 فیصد گر گئی، چنانچہ پاکستان کا درآمدی ایندھن پر انحصار زیرِ جائزہ عرصے کے دوران بڑھ گیا جو نہ صرف بجلی کی پیداوار بلکہ عام ٹرانسپورٹ جیسی دیگر اقتصادی سرگرمیوں کے لیے بھی تھا (**جدول 5.7**)۔

بجلی کی پیداوار مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 2.4 فیصد بڑھ گئی۔ فرنس آئل اور آبی ذرائع سے بجلی کی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا (**جدول 5.7**)۔[53] بارشوں کی وجہ سے پانی کی بہتر دستیابی سے پن بجلی کی پیداوار بڑھ گئی، تاہم ملک کے جنوبی علاقے میں گیس سپلائی کے تعطل نے فرنس آئل سے بجلی کی پیداوار کو

شکل 5.28: م س 21ء میں اجناس کی عالمی قیمتوں میں سال بسال نمو

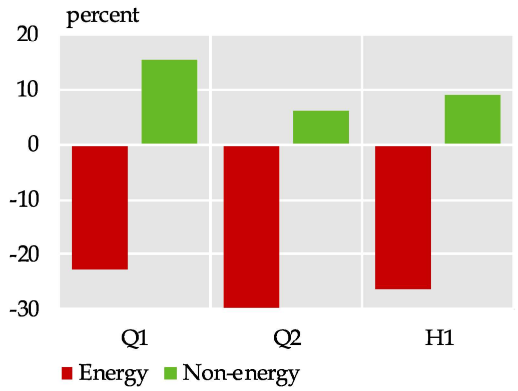

Source: The World Bank

ضروری بنا دیا۔ چنانچہ حکومت نے جنوری 2019ء میں فرنس آئل سے بجلی بنانے پر جو پابندی لگائی تھی وہ ہٹالی جس سے فرنس آئل کی درآمدات بڑھ گئیں۔[54] مزید برآں، شمالی علاقوں میں سرد موسم کے علاوہ گیس کی ملکی پیداوار کم ہونے سے رواں مالی سال کی دوسری سہ ماہی میں ایل این جی کی درآمدات بڑھ گئیں۔

اس کے علاوہ، اقتصادی سرگرمیاں بحال ہونے سے ٹرانسپورٹ کے شعبے میں بھی فعالیت آئی۔ کئی عوامل جیسے برآمدات اور درآمدات کی بنا پر شپمنٹ میں اضافہ،

[53] فرنس آئل کی درآمد میں 531 ہزار میٹرک ٹن کا اضافہ ہوا جو مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران محض 38 ہزار ٹن درآمد کے مقابلے میں تقریباً 1400 فیصد زائد ہے۔

[54] دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں باب 5۔

جدول 5.7: جولائی تا دسمبر بجلی سازی بلحاظ ایندھن*

	م س20ء		م س21ء	
	مالیت	سال بسال مطلق فرق	مالیت	سال بسال مطلق فرق
فرنس آئل	2,491	-3,153	2,891	400
ایل این جی**	13,853	167	14,754	902
آبی	22,412	3,474	23,702	1,290
کوئلہ	12,704	4,751	12,702	-1
قدرتی گیس	7,970	-3,211	7,027	-943
جوہری	4,672	-802	4,330	-343
دیگر	3,025	81	2,641	-384
مجموعہ	**66,467**	**1,308**	**68,047**	**1,580**

* ماسوائے کے الیکٹرک

ماخذ: نیپرا

تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافہ،[55] اور بھاری اور ہلکی گاڑیوں کی فروخت میں اضافہ، ٹرانسپورٹ کے ایندھن کی طلب میں نمایاں اضافے کا سبب بنے۔[56] ملکی ریفائنریوں کی پیٹرولیم مصنوعات میں واجبی اضافہ ٹرانسپورٹ کے شعبے میں ایندھن کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لیے ناکافی تھا۔ چنانچہ ٹرانسپورٹ کے ایندھن کی درآمدات ناگزیر ہوگئیں۔[57]

کاروں کی درآمدات میں معکوس رجحان

ٹرانسپورٹ گروپ کی درآمدات میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 296 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا جس میں سے 204 ملین ڈالر کی کاریں درآمد ہوئیں۔ مکمل ساختہ یونٹ اور الگ الگ پرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ شکل میں کٹس کی درآمدات مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھ کر 465 ملین ڈالر تک جا پہنچی جو گذشتہ مالی سال کی اسی مدت کی 261 ملین ڈالر سے زائد ہے۔

کلّی معاشی استحکام کے 2018ء میں کیے گئے اقدامات کی بنا پر کاروں کی درآمد مالی سال 18 کی دوسری ششماہی سے گر رہی تھی۔ زیادہ نمایاں کمی مکمل ساختہ یونٹوں کی درآمد میں آئی، تاہم پاکستان میں کاروں کی مجموعی درآمدات میں الگ الگ پرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ شکل میں کاروں کی درآمد مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑھ کر 88 فیصد ہوگئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گاڑیوں کے شعبے میں اضافۂ قدر کی طرف کچھ پیش رفت ہوئی ہے (**شکل 5.29**)۔ تاہم مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران دونوں طرح کی یعنی مکمل ساختہ یونٹ اور الگ الگ پرزوں کی شکل میں / نیم ساختہ شکل میں کاروں کی درآمد معکوس ہوگئی، اور اضافہ دیکھا گیا۔ کاروں کی مجموعی درآمد میں الگ الگ پرزوں کی شکل میں درآمد کا تناسب گر کر 80 فیصد رہ گیا۔

اگرچہ اقتصادی سرگرمیوں میں اضافہ اہم سبب ہے، تاہم ملکی مارکیٹ میں بعض نئی اقسام کی آمد نے دونوں زمروں میں کاروں کی درآمد بڑھانے میں معاونت کی ہوگی۔ پاکستان میں نئے کار ساز اداروں کو آٹو پالیسی 21-2016ء کے تحت رعایتی ڈیوٹی پر 100 یونٹ درآمد کرنے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔

شکل 5.29: پاکستان میں کاروں کی درآمدات اور فروخت

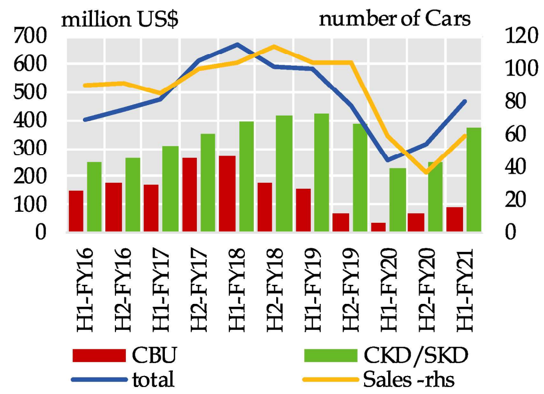

Source: Pakistan Bureau of Statistics

---

[55] مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں سیمنٹ کی پیداوار میں سال بسال 3.9 ملین ٹن کا اضافہ ہوا۔

[56] مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران کاروں، اور دو اور تین پہیوں والی گاڑیوں کی فروخت میں سال بسال بالترتیب 13.4 فیصد اور 18.9 فیصد اضافہ ہوا (ماخذ: پی اے ایم اے)۔

[57] ریفائنریوں میں پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران 5.0 فیصد بڑھ گئی۔ ان میں سے پیٹرول اور ڈیزل کی پیداوار زیرِ جائزہ عرصے میں سال بسال بالترتیب 16.1 فیصد اور 7.2 فیصد بڑھی۔

اہم بات یہ ہے کہ تعمیرات اور گاڑیوں کے شعبوں میں سرگرمی بحال ہونے کے نتیجے میں لوہے، فولاد اور فولادی اسکریپ کی درآمد میں اضافہ ہوا ہے، اور درآمدی حجم بڑھنے کے اثرات پست اکائی قیمتوں کی بنا پر نمایاں طور پر زائل ہو گئے ہیں۔

بجلی ساز مشینری اور موبائل فون (دونوں مشینری گروپ سے) کی درآمدات میں مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران نمایاں اضافہ ہوا۔ بجلی پیدا کرنے والی مشینری کی درآمد سی پیک سے منسلک بجلی کے منصوبوں پر جاری کام کی بنا پر بڑھ گئی، جبکہ موبائل فون کی درآمدات متعدد عوامل کی بنا پر بڑھی۔ ممکن ہے کہ ٹیکسوں میں کمی کا طلب بڑھانے میں کچھ حصہ ہو، تاہم ملازمین کو گھر سے کام کرانے کے انتظامات اور تعلیمی[58] اداروں کی طرف سے فاصلاتی تعلیم کا طریقہ اختیار کیے جانے نے بھی موبائل فون کی درآمدی طلب بڑھانے میں ممکنہ طور پر اہم کردار ادا کیا۔

[58] مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ۔

خصوصی سیکشن: پاکستان میں ایل این جی کا شعبہ –ڈی ریگولیشن اور ساختی اصلاحات کے ذریعے پائیداری کا حصول[1]

ایل این جی کی عالمی مارکیٹ میں پاکستان ایک قدرے نیا فریق ہے لیکن جلد ہی اس کا شمار بڑے درآمد کنندگان میں ہونے لگا ہے۔ ختم ہوتے ملکی ذخائر اور صاف اور سستی بجلی کی پیداوار پر منتقلی جیسے عوامل نے ملکی توانائی کے آمیزے میں ایل این جی کی شمولیت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ گذشتہ چند برسوں کے دوران حکومت نے ایل این جی کا بنیادی انفراسٹرکچر قائم کیا ہے ، جس سے گیس کی طلب اور رسد کی قلت کو پورا کرنے میں مدد ملی ہے ، اور حال ہی میں ایل این جی کی درآمد میں نجی شعبے کی شمولیت میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ تاہم ، حالیہ فریم ورک میں کئی آپریشنل اور ڈھانچہ جاتی رکاوٹیں اس کی درآمدات میں تاخیر ، قیمتوں میں تغیرپذیری ، تقسیم میں تاخیر اور ایل این جی کی غیر مستعد تقسیم کا باعث بن رہی ہیں۔ اس سیکشن میں کچھ بہترین عالمی روایات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن سے حکومت سیکھ سکتی ہے اور ایل این جی مارکیٹ کی بے ضابطہ کاری کے نتیجے میں ممکنہ منافع زیادہ سے زیادہ کرنے کے لیے اصلاحات کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

خ 1.1 تعارف

1.1 اس سیکشن کے مقاصد یہ ہیں: (i) ایل این جی کی عالمی تجارت کے ارتقا کا مختصر بیان، (ii) پاکستان کے ایل این جی شعبے کے موجودہ ڈھانچے کی تفصیل بتانا، (iii) ڈھانچہ جاتی، معاہداتی اور قیمتوں کے اجزا کو اجاگر کرنا ہے جو درآمد، ترسیل اور تقسیم کے مرحلوں میں تاخیر کا سبب بنتے ہیں اور ان کا نتیجہ ضوابطی بے ضابطگیوں کی صورت میں نکلتا ہے، (iv) موجودہ جاری ڈی ریگولیشن، نجی شعبے کے افراد کی شمولیت اور ملک میں ایل این جی کے شعبے کی پیداواری گنجائش میں توسیع کا ایک عمومی جائزہ پیش کرنا، اور (v) قدرتی گیس کی قیمتوں کے تعین اور تقسیم کار کمپنیوں کے نظم و نسق جیسے بنیادی مسائل کی جانچ کرنا اور (vi) گیس کے پورے شعبے کو پائیدار بنیادوں پر آپریٹ کرنے کے لیے ممکنہ اصلاحی اقدامات پر تبادلہ خیال۔

خ 1.2 پس منظر

قدرتی گیس پاکستان میں توانائی کی ضروریات پوری کرنے والے اہم ترین وسائل میں سے ایک ہے (**شکل خ 1.1**)، جس کی بنیادی وجہ ملک میں اس ایندھن کے قدرتی ذخائر اور تیل کے مقابلے میں اس کی داخلی لاگت کو حاصل برتری ہے۔ ملکی

شکل خ 1.1: پاکستان میں توانائی کی رسد کے بنیادی ذرائع

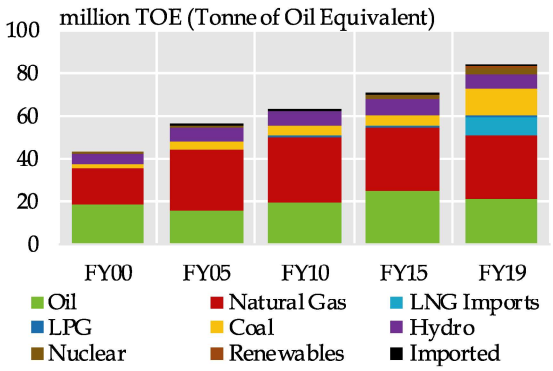

Source: Pakistan Energy Yearbook, HDIP (various editions)

توانائی کی بنیادی رسد میں تقریباً 35 فیصد حصہ رکھنے والے ذریعے مقامی گیس کی پیداوار تقریباً 29.3 ملین ٹن ہے– جس کی وجہ سے پاکستان کا شمار قدرتی گیس پیدا کرنے والے دنیا کے سرفہرست 25 ممالک میں کیا جاتا ہے۔[2] توانائی کے حتمی صرف کے لحاظ سے گذشتہ دو دہائیوں میں قدرتی گیس کا حصہ 30 فیصد سے زائد رہا

---

[1] اس باب میں زیادہ انحصار وزارت توانائی (پیٹرولیم ڈویژن)، سوئی نادرن گیس پائپ لائنز لمیٹڈ، آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی، ہائیڈروکاربن ڈویلپمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف پاکستان، پاکستان ایل این جی لمیٹڈ اور اینگرو انرجی کے اہلکاروں سے بات چیت اور ان کے فراہم کردہ ڈیٹا پر کیا گیا ہے۔

[2] برٹش پیٹرولیم (2019ء): عالمی توانائی کا شماریاتی جائزہ۔ لندن۔ بی پی۔

ہے۔ تھرمل بجلی کے پیداکار، گھرانے اور عام صنعتوں کا شمار قدرتی گیس کے بڑے استعمال کنندگان میں ہوتا ہے جبکہ کھاد کا شعبہ بھی اسے بنیادی فیڈ اسٹاک اور ایندھن کے ذریعے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

تاہم صارفین کی ایک بڑی اور بڑھتی ہوئی بنیاد کے باوجود ملکی گیس کی رسد 2008ء سے منجمد ہے۔ گیس سے مالا مال علاقوں میں سیکورٹی خدشات کی وجہ سے کان کنی اور دریافت چند منصوبوں تک محدود رہی[3] جبکہ مسلسل کم سرچشمہ قیمتوں نے بھی اس وسیلے کے کمرشل لحاظ سے قابل عمل ہونے پر منفی اثرات مرتب کیے۔ اس کے ساتھ گھرانوں کے شعبے کے لیے قدرتی گیس کی خام کم قیمتیں مقرر کرنے کا نتیجہ ایندھن کے اضافی استعمال اور ضائع ہونے کی صورت میں نکلا۔ یہ محرکات ملک میں قدرتی گیس کے خسارے کو بڑھانے کا باعث بنے، جس نے بالآخر حکومت کو گیس درآمد کرنے کی وسط تا طویل مدتی حکمت عملی بنانے پر مجبور کیا۔ نتیجتاً، پاکستان نے 2010ء میں بڑی پائپ لائنوں کے دو تجارتی سمجھوتے کیے – (ترکمانستان، افغانستان، پاکستان، بھارت (ٹی اے پی آئی) گیس پائپ لائن اور ایران پاکستان (آئی پی) گیس پائپ لائن) لیکن ان منصوبوں کو مالی مشکلات اور خطے کے جغرافیائی و سیاسی حالات کے سبب تاخیر کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ قلیل مدت میں گیس کے خسارے پر قابو پانے کے لیے پاکستان نے مالی سال 15ء سے بھاری مقدار میں قدرتی گیس درآمد کرنا شروع کی، اور تب سے ہی پاکستان جلد ہی بین الاقوامی منڈی میں اس کا بڑا خریدار بن گیا ہے۔ فی الوقت ملک کے قدرتی گیس کے استعمال کا تقریباً 23 فیصد درآمد شدہ ایل این جی سے پورا کیا جارہا ہے (**شکل خ 1.2**)۔ ایل این جی کی درآمد سے مالی سال 17ء تا 20ء کے دوران ملک میں مجموعی بجلی کی پیداواری لاگت کو تقریباً 234 ارب روپے تک کم کرنے میں مدد ملی ہے۔[4]

آگے چل کر ملک میں قدرتی گیس کی قلت میں خاصے اضافے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جس سے ایل این جی درآمدات کی طلب خاصی بڑھ سکتی ہے۔ اگرچہ شمسی اور ہوا جیسے متغیر قابل تجدید توانائی کے ذرائع (وی ای آرز) وسط تا طویل مدت میں کم از کم لاگت توانائی کے آمیزے کے حصول کا بہتر متبادل فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ وسیع تر توانائی سلامتی کو حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں تاہم متعدد کمرشل اور تکنیکی مشکلات ان منصوبوں کی قلیل مدتی پائیداری میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ متغیر قابل تجدید توانائی کے ذرائع کی جانب بڑے پیمانے پر منتقلی کے لیے مضبوط سیاسی عزم، تکنیکی استعداد اور منصوبہ بندی کے آلات میں بھاری سرمایہ کاری، عالمی ترقیاتی شراکت داروں کی اعانت اور سب سے اہم توانائی کے موجودہ آپریٹروں اور سرمایہ کاروں کی لچکداری ضروری ہے۔[5] دوسرا کم لاگت متبادل کوئلہ ہے جس کے استعمال کی رفتار حال ہی میں خصوصاً سی پیک منصوبوں کے تحت قائم شدہ کوئلے سے چلنے والے بجلی کے منصوبوں سے بڑھی ہے۔ تاہم گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں اس کے بھاری حصے کے پیش نظر کوئلہ جلانا ملکی توانائی کی ضروریات کا پائیدار حل نہیں ہے۔ اہم عالمی مالی اداروں نے بھی حال ہی میں ہدایت کی ہے کہ

شکل خ 1.2 : پاکستان میں قدرتی گیس کی رسد اور استعمال

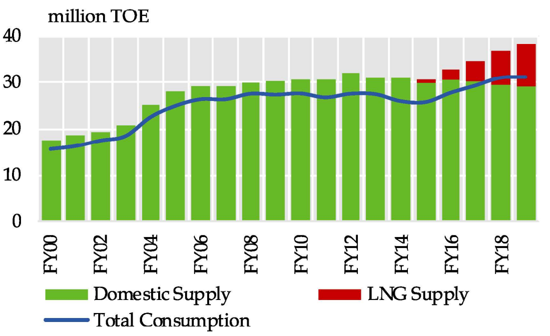

Source: Pakistan Energy Yearbook, HDIP (various editions)

[3] "...پاکستان میں گیس کے ثابت شدہ ذخائر اور گیس کی اوسط سالانہ پیداوار میں پہلے ہی کمی ہو رہی ہے، اور تیل و گیس کا شعبہ پہلے ہی خاصی مقدار میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے میں ناکام رہا ہے۔ توانائی کے ماہرین کے نزدیک اس شعبے میں بیرونی سرمایہ کاری میں حائل رکاوٹوں میں سیکورٹی کی مشکل صورت حال اور پالیسی عملدرآمد میں تاخیر شامل ہیں۔" اسٹیٹ بینک (2015ء) پاکستانی معیشت کی کیفیت، سالانہ رپورٹ 15-2014ء۔

[4] مالی سال 17ء تا 20ء میں ایل این جی سے ملک میں (علاوہ کے الیکٹرک) 666.3 ارب روپے کی مجموعی لاگت سے 72,755 گیگاواٹ آور بجلی پیدا کی گئی۔ اگر بجلی کی اتنی ہی پیداوار بقایا ریزیڈول فرنس آئل کو استعمال کرتے ہوئے حاصل کی جائے تو مجموعی لاگت 900 ارب روپے ہوگی۔ ڈیٹا کا ماخذ: نیپرا (2020ء)۔ صنعت کی کیفیت کی رپورٹ۔ اسلام آباد۔ نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی۔

[5] عالمی بینک (2020ء)۔ متغیر قابل تجدید توانائی کی منصوبہ بندی اور ارتباط کا جائزہ۔ پاکستان پائیدار توانائی سیریز۔ واشنگٹن ڈی سی۔ عالمی بینک۔

پہلے سے طے شدہ پلانٹس کے علاوہ پاکستان میں کوئلے کے اضافی وسائل کو ترقی نہ دی جائے۔[6]

ان رکاوٹوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل کی ایل این جی ضروریات کی سطح (اگر قدرتی گیس کی دریافت کی سطح اور قیمت کے تعین کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی) قلیل تا وسط مدت میں بلند رہے گی۔ وزارت توانائی اور اوگرا کے تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ 2030ء تک پاکستان کی مقامی رسد سے تخمین شدہ طلب کا صرف 22.3 فیصد ہی پورا کیا جاسکے گا۔ اگر طویل مدت سے زیر التوا آئی پی اور تاپی گیس پائپ لائن کے منصوبے آپریشنل نہیں ہوتے، پھر بھی 2021ء تا 2030ء کے دوران خالص گیس کی اوسط سالانہ قلت 2,593 ملین مکعب فٹ یومیہ تک رہنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے (**شکل خ 1.3**)۔[7] اس خسارے کو تناظر میں دیکھا جائے تو یہ 2020ء میں ملک میں درآمد شدہ ایل این جی کے حجم کا 2.7 گنا ہے۔ لہٰذا، ایل این جی کی ایک ایسی مؤثر مارکیٹ کو ترقی دینا اہمیت اختیار کر گیا ہے، جس کا ایک مضبوط ضوابطی اور آپریشنل انفراسٹرکچر ہو تاکہ ملکی گیس کے شعبے کو پائیدار بنیادوں پر چلاتے ہوئے پاکستان میں توانائی کی سیکورٹی کو مضبوط بنایا جاسکے۔

اس تناظر میں، یہ سیکشن ملک میں ایل این جی مارکیٹ (بشمول درآمدات اور ملکی فروخت) کے موجودہ ضوابطی اور آپریشنل انفراسٹرکچر کی جانچ اور یہ بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کہ اس شعبے کو مؤثر طور پر جاذب لاگت انداز میں چلانے کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے۔ چونکہ تیل کے مقابلے میں ایل این جی کی عالمی تجارت قدرے نئی اور ابھی ارتقا پذیر ہے، اس لیے اس سیکشن میں ابتدائی طور پر اہم منڈیوں میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لیا گیا ہے اور معاہدوں کی نوعیت، قیمتوں کے تعین کے نشانیوں اور حکومتی کردار کے حوالے سے پالیسیوں میں حالیہ تبدیلیوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ پاکستان کی ایل این جی کی مارکیٹ میں اسی طرح کی تبدیلیاں یا تو رونما ہو رہی ہیں یا ابھی زیر غور ہیں۔

شکل خ 1.3 : پاکستان میں گیس کی طلب کا تخمینہ

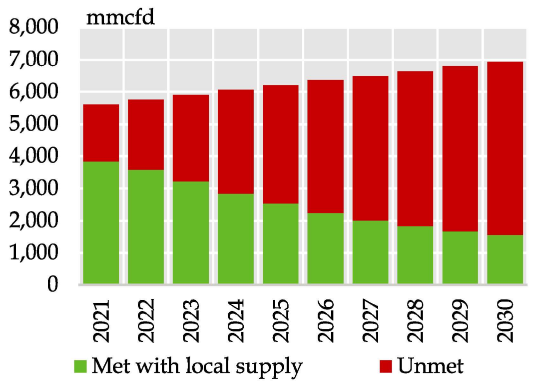

Source: OGRA

اس کے بعد سیکشن میں ایل این جی کی مقامی مارکیٹ میں اہم فریقوں کی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں اور طریقہ کار اور قواعد جیسی رکاوٹوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو اس کی درآمد، ترسیل اور تقسیم کے مراحل میں تاخیر کا باعث بن رہے ہیں۔ یہ مسائل نہ صرف بار بار رسد کی قلت پر منتج ہوتے ہیں بلکہ یہ لاگت کو بڑھانے کا سبب بھی ہیں جو بالآخر صارفی محاصل میں شامل ہو جاتے ہیں یا پھر بقایا جات میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ ملک کے مختلف فریقوں کے درمیان درآمد شدہ ایل این جی کی لاگت کے متعلق ایک سوچ پائی جاتی ہے اور طویل مدتی ریاستی ایل این جی معاہدوں کے معیار، مدت اور اسپاٹ خریداریوں کے فوائد پر اکثر و بیشتر بحث ہوتی رہتی ہے۔ یہ محرکات ایل این جی کی درآمد اور مقامی فروخت میں ملکی نجی شعبے کی وسیع تر شمولیت کے لیے مضبوط دلیل فراہم کرتے ہیں، جس سے ایل این جی کی رسدی زنجیر میں مؤثر طریقوں کے متعارف ہونے کی توقع ہے، جس کا تجربہ خطے کے دیگر ممالک کو ہو چکا ہے۔

اگرچہ حکومت نے حال ہی میں نجی شعبے کو ایل این جی درآمد کرنے کی اجازت دی ہے اور دلچسپی رکھنے والی پارٹیوں کو لائسنس جاری کیے گئے ہیں، تاہم طویل مدتی ریاستی معاہدوں کی بقیہ مدت ظاہر کرتی ہے کہ نجی شعبہ کچھ مدت میں سرکاری شعبے

[6] عالمی بینک (2020ء)۔

[7] اگر تاپی اور آئی پی آپریشنل ہو جائیں پھر بھی اسی مدت میں پوری نہ ہونے والی مجموعی طلب اوسطاً 1,166 ملین مکعب فٹ یومیہ رہے گی۔ اس پورے سیکشن میں استعمال ہونے والی اکائی کی تفصیلات اور تبدیلی کے عوامل کے لیے ضمیمہ I ملاحظہ فرمائیں۔

کے متوازی کام کرنے کے قابل ہو سکے گا۔ لیکن یہ بات سمجھنا بھی ضروری ہے کہ صرف نجی شعبے کی شرکت سے ہی اس شعبے کی وسیع آپریشنل اور مالی مشکلات حل نہیں ہوں گی۔ خصوصاً، قدرتی گیس کی قیمتوں کا تعین، تقسیم کار کمپنیوں میں نظم و نسق اور گیس کی رسدی زنجیر کے اختتام پر غیر یقینی پن جیسے مسائل کو حل کیے بغیر ایل این جی کی ملکی منڈی اور گیس کا پورا شعبہ اپنی استعداد سے کم سطح پر کام کرتا رہے گا۔

خصوصاً، درآمدات، دوبارہ گیس سازی اور پائپ لائن کے انفراسٹرکچر میں رکاوٹیں دور کرنا بھی ملک میں ایل این جی صارفین کی تعداد میں توسیع کے لیے اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے؛ خصوصاً اس سے فی یونٹ ٹرمینل کیپیسٹی چارجز میں کمی آئے گی اور نجی شعبہ بھی اس کی ادائیگی میں شامل ہو گا۔ تاہم سستی/زراعانت یافتہ قدرتی گیس تک رسائی کی موجودہ ذہنیت کے پیش نظر یہ توسیع دشوار معلوم ہوتی ہے، کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ صارفین (خصوصاً صنعتیں) ایل این جی پر منتقلی کے بجائے ملکی قدرتی گیس میں زیادہ سے زیادہ حصے لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ زراعانت کو عملیت پسند بنانا بھی حکومت کی مالیاتی اور نیم مالیاتی لاگتوں کے تناظر میں اہمیت کا حامل ہے، خصوصاً، جب درآمد شدہ ایل این جی پہلے سے زراعانت یافتہ شعبوں کو فراہم کی جاتی ہے، جیسے گھرانے اور کھاد۔ یہ صورت حال گیس تقسیم کرنے والی کمپنیوں کے لیے زیادہ دشوار ہو سکتی ہے، اگر ان کی بلند آمدنی کے حامل شعبے (جیسے ٹرانسپورٹ اور بجلی) اپنی گیس کی طلب نجی شعبے کو منتقل کرنا شروع کر دیں۔ اس تناظر میں زراعانت کو عملیت پسندانہ بنانے میں پالیسی اعانت کے لیے سیاسی اتفاق رائے اور مضبوط صوبائی اشتراک درکار ہے۔

آخر میں پورے شعبے کے روابط کو احتیاط سے دوبارہ جانچنے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً، طلب کی پیش گوئیوں کی مضبوطی جو بالآخر خریداری کے بروقت فیصلوں پر اثر انداز ہوتی ہے اور اس کا دارومدار بجلی کے شعبے میں زیادہ ساختی اور ضوابطی تعمیل سے ہم آہنگ طریقوں کو اختیار کرنے پر ہے، جو مجموعی ایل این جی کا 60 فیصد تک استعمال کر رہا ہے۔

خ 1.3 ایل این جی کو دنیا بھر میں مقبولیت کیوں حاصل ہو رہی ہے

تاریخی طور پر قدرتی گیس کی تجارت بڑی اندرون ملک اور ملکوں کے مابین بچھی ہوئی پائپ لائنوں کے جامع نیٹ ورکس کے ذریعے ہوتی رہی ہے، کیونکہ اس کی کم کثافت تیل کے مقابلے میں اس کی ذخیرہ اندوزی اور بحری جہازوں سے تجارت اسے مہنگا بنا دیتی ہے۔

تاہم، وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ صنعت میں صفائی، مائع بنانے اور دوبارہ گیس سازی کی ٹیکنالوجیوں نے تیزی سے ترقی کی ہے۔ ان پیش رفتوں نے نہ صرف گیس کی مائع حالت میں خصوصی بحری جہازوں کے ذریعے ترسیل کو جاذب لاگت بنا دیا بلکہ انتہائی جاذبِ سرمایہ طویل پائپ لائنوں کی ضرورت کم کر کے اس جنس کی تجارت کے امکانات میں اضافہ کر دیا۔ نتیجتاً، نقل و حمل کے اس طریقے کو مقبولیت حاصل ہو گئی۔ گذشتہ دو دہائیوں کے دوران (2000ء تا 2019ء) ایل این جی کی عالمی تجارت کا حجم دگنے سے بھی زیادہ ہو گیا اور قدرتی گیس کی تجارت میں ایل این جی کا مجموعی حصہ اسی مدت میں 27.6 فیصد سے بڑھ کر 49 فیصد سے زیادہ ہو گیا (**شکل خ 1.4**)۔

شکل خ 1.4: قدرتی گیس کی تجارت کا سالانہ رجحان

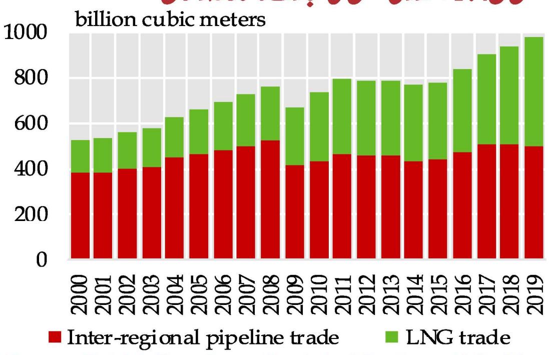

Source: British Petroleum Statistical Review of World Energy June 2020

طلب کے لحاظ سے بھی ایل این جی کو توانائی کے قابل بھروسہ ذریعے کے طور پر فروغ مل رہا ہے، جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

- اول، بجلی کی پیداوار میں ٹیکنالوجی کی ترقی، خصوصاً کم لاگت مشترکہ سائیکل جنریشن ٹربائن (سی سی جی ٹی) پلانٹس کی آمد نے بھارت، چین اور ترکی جیسے

تیل درآمد کرنے والے ممالک کی گیس کے ذریعے بجلی کی پیداوار پر منتقلی اور لاگت کی لچکداری کا فائدہ اٹھانا آسان بنا دیا ہے۔[8] اس کا نتیجہ قدرتی گیس کی عالمی پیداوار اور استعمال میں مسلسل اضافے کی صورت میں نکلا ہے (**شکل خ1.5**)۔ وسط تا طویل مدت میں بھارت اور چین کی معیشتوں میں متوقع اضافے کے پیش نظر تاجروں اور توانائی کے ماہرین کو توقع ہے کہ ان کی صنعتی، رہائشی اور بجلی کے شعبوں کی بڑھتی ہوئی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایل این جی کی درآمدات میں اتنے ہی اضافے کی توقع ہے۔

- دوم، بڑھتے ہوئے ماحولیاتی خدشات ایل این جی جیسے ماحول دوست ایندھن کے ذرائع کی طلب پیدا کر رہے ہیں، کیونکہ قدرتی گیس گندھک سے مبرا ہوتی ہے، کاربن ڈائی آکسائیڈ کم خارج کرتی ہے اور دیگر رکازی ایندھنوں کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار کے لیے زیادہ مستعد ہے۔

- سوم، ایل این جی کی قدری زنجیر صارفین کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ان کے تقاضوں کے مطابق اور چھوٹے پیمانے کی اختراعات کر رہی ہے جن میں مائع بنانے اور دوبارہ گیس سازی کے چھوٹے پلانٹس اور بنکر شامل ہیں (**باکس خ1.1**)۔

شکل خ1.5: قدرتی گیس کے عالمی ثابت شدہ ذخائر، مجموعی پیداوار اور استعمال

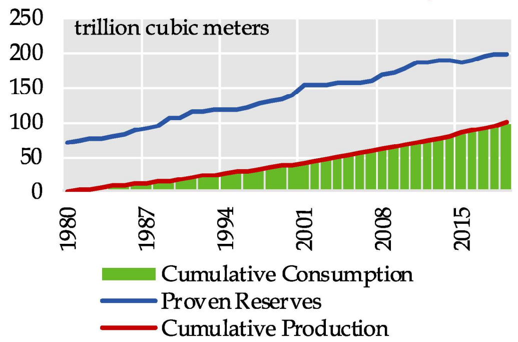

Source: British Petroleum Statistical Review of World Energy June 2020

باکس خ1.1: ایل این جی کی قدری زنجیر کی تفہیم

قدرتی گیس کی پائپ لائن تجارت کے مقابلے میں ایل این جی کی تجارت اس کی قدر اضافی کے مختلف مرحلوں میں خاصی سرمایہ کاری کی متقاضی ہوتی ہے۔ پہلا مرحلہ قدرتی گیس کو ایل این جی میں بدلنا ہے یعنی اس میں زیر زمین سطح سے قدرتی گیس دریافت کرنا ہوتی ہے۔ قدرتی گیس کے قابل برآمد فاضل ذخائر رکھنے والے ممالک اس جنس کو برآمد کرتے ہیں؛ ایل این جی کی مجموعی لاگت میں دریافت کا حصہ تقریباً 11 فیصد ہے۔ اگلا مرحلہ اس کی مائع سازی ہے، جس میں بعض غیر ضروری اجزا اخذ کرنا، قدرتی گیس کے مستحکم اجزائے ترکیبی اور آتش گیری کی خصوصیات شامل ہیں۔[9] مائع سازی کے پروسیس کے لیے بھاری سرمایہ کاری درکار ہوتی ہے جس سے ایل این جی کی مجموعی لاگت میں 42 فیصد اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسے ہی قدرتی گیس سیال حالت (یعنی ایل این جی) میں منتقل ہوتی ہے، اسے خصوصی ٹرکوں اور بحری جہازوں کے ذریعے درآمدی ممالک بھیج دیا جاتا ہے؛ طویل فاصلوں کے لیے جہازرانی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ مجموعی ٹرانسپورٹیشن / جہازرانی ایل این جی کی لاگت کو 20 فیصد تک بڑھا دیتی ہے جو درآمد کنندہ کو برداشت کرنا پڑتی ہے۔ قدری زنجیر کے اگلے مرحلے میں درآمدی مقامات پر بحری ٹرمینل انہیں موصول کر کے ذخیرہ کرتے ہیں اور بعد میں اسے دوبارہ گیس کی شکل میں ڈھال دیا جاتا ہے۔ بعض ممالک میں بحری جہاز اور بڑی کشتیاں – جیسے فلوٹنگ اسٹوریج یونٹس (ایف ایس یوز)، فلوٹنگ ری گیسی فکیشن یونٹ (ایف آر یوز) اور فلوٹنگ اینڈ ری گیسی فکیشن (ایف ایس آر یوز) – ان مختلف فرائض کو انجام دیتی ہیں۔ یہ بہتی ہوئی تنصیبات ایل این جی درآمد کرنے والے ممالک کو فوری اور کم لاگت سرمایہ جاتی حل فراہم کرتی ہیں ایل این جی کی مجموعی زمینی قیمت میں اس کا حصہ تقریباً 27 فیصد ہے۔ آخری مرحلے میں، گیس کی شکل میں ایل این جی حتمی صارفین کو ملک کے اپنے ترسیل اور تقسیم کار نیٹ ورکس کے ذریعے منتقل کی جاتی ہے۔

[8] سی سی جی ٹی پاور پلانٹس گیس اور دخانی ٹربائن دونوں کو بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو روایتی سادہ سائیکل پلانٹس کے مقابلے میں زیادہ مستعد ہے۔ یہ پاور یونٹس چھوٹے حجم میں دستیاب ہوتے ہیں اور مختصر منصوبہ بندی لیڈ وقت پر مشتمل ہوتے ہیں۔

[9] اس عمل کے دوران ریفریجریشن ٹیکنالوجی کو قدرتی گیس کو ٹھنڈا، گاڑھا کرنے اور مائع بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے تاکہ اسے 162- ڈگری سینٹی گریڈ پر مائع شکل میں ڈھالا جا سکے۔ 15.6 ڈگری سینٹی گریڈ کے معیاری درجہ حرارت پر ایل این جی کا حجم قدرتی گیس سے تقریباً 600 گنا کم ہو جاتا ہے، جس سے ایل این جی کی تجارت دور دراز مقامات کے لیے بھی قابل عمل اور بار کفایت آپشن کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے۔

حوالہ:

GIIGNL (2019). The LNG Process Chain. LNG Information Paper#2, October 2019 update. France: International Group of Liquified Natural Gas Importer

نتیجتاً، عالمی ایل این جی کی عالمی رسدی زنجیر میں شامل فریقوں کی تعداد میں نئی صدی کی شروعات سے کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ برآمدی محاذ پر قطر، آسٹریلیا جیسے نئے فریق اور حال ہی میں امریکہ سامنے آئے ہیں، جنہوں نے انڈونیشیا، ملائیشیا اور روس جیسے روایتی برآمد کنندگان کو پیچھے چھوڑ دیا ہے درآمدات کے محاذ پر چین، بھارت اور پاکستان نے بین الاقوامی مارکیٹ میں ایل این جی کی بھاری طلب پیدا کی ہے۔ بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایل این جی کے عالمی انفراسٹرکچر کی پیداواری گنجائش میں خاصی توسیع ہوئی ہے۔ دریافت سے لے کر مائع سازی اور جہازرانی سے لے کر دوبارہ گیس بنانے اور تقسیم سمیت تمام سرگرمیوں کے لیے سرمایہ کاریوں میں قابل ذکر اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔

مثلاً، امریکہ میں شیل گیس کے بھاری ذخائر کی دریافت نے ایل این جی کی عالمی تجارت پر مارکیٹ کو بدلنے والے اثرات مرتب کیے ہیں کیونکہ برآمدی انفراسٹرکچر میں بھاری سرمایہ کاری کے ذریعے یہ ملک محض چند برسوں کے مختصر عرصے میں اس کے خالص درآمد کنندہ کے بجائے اب خالص برآمد کنندہ بن گیا ہے۔ بڑھتی ہوئی مسابقت کے پیش نظر قطر نے بھی اپنی ایل این جی پیداوار کی ہینڈلنگ کی گنجائش میں 2024ء تک 64 فیصد اضافے کا منصوبہ بنایا ہے تاکہ وہ حال ہی میں دریافت شدہ اپنے گیس کے ذخائر کو بروئے کار لا سکے۔ اسی طرح، کینیڈا، موزمبیق اور مغربی افریقہ کے دیگر ممالک سمیت قدرتی گیس پیدا کرنے والے دیگر ممالک نے بھی توسیع کے منصوبوں کا اعلان کر رکھا ہے۔[10]

اسی طرح، درآمدی ممالک اپنی ایل این جی کو دوبارہ گیس بنانے، اس کی ذخیرہ کاری اور پائپ لائنوں کی گنجائش بڑھانے پر بھاری سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ مثلاً، بھارت، بنگلہ دیش، چین اور برازیل سب نے 2019ء میں اپنی ایل این جی کو دوبارہ گیس میں ڈھالنے کے نئے ٹرمینلوں کو فعال کر دیا ہے۔ اسی طرح، نئے فریق بھی ایل این جی درآمد کر رہے ہیں؛ فلپائن، ایل سلواڈور، گھانا، قبرص، کروشیا اور ویتنام اپنے اولین وصولی کے قابل ٹرمینلز تشکیل دینے کے مراحل سے گذر رہے ہیں۔

حالیہ پالیسی تبدیلیاں

مارکیٹ پر مبنی ایل این جی کاروبار پر منتقلی میں اضافہ

ابتدائی طور پر درآمد اور برآمد کنندہ ممالک دونوں میں حکومتوں یا نامزد ضوابطی اداروں پر ایل این جی کے تجارتی معاہدوں کا ڈرافٹ بنانے، اور تقسیم اور ترسیل کے انفراسٹرکچر کی تعمیر اور اسے برقرار رکھنے کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ کمرشل خطرات زائل کرنے کے لیے معاہدے طویل مدتی معین قیمتوں اور پیشگی طے شدہ حجم "لو یا ادا کرو" بنیادوں اور حکومتی ضمانتوں پر ڈرافٹ کیے جاتے تھے۔[11] اس ماڈل میں برآمد کنندگان کو قیمتوں کے تعین میں بین الاقوامی حرکیات پر منحصر غیر لچکدار نرخوں کا خطرہ برداشت کرنا پڑتا ہے، جو موجودہ اسپاٹ قیمتوں کے مقابلے میں مسلسل کمی پر منتج ہو سکتی ہیں۔ دوسری جانب، خریدار / درآمد کنندگان حجم کے محاذ پر خطرہ قبول کرتے ہیں، لہٰذا، انہیں ضروری انفراسٹرکچر کی ترقی اور آپریشنلائزیشن کو یقینی بناتے ہوئے خاطر خواہ طلب پیدا کرنا ہوتی ہے تاکہ ٹیک یا پے بنیادوں کے تحت طے شدہ ضروریات پوری کی جا سکیں۔ طویل مدتی معاہدوں کے تحت بھی درآمد کنندگان اپنے سمجھوتوں میں طے شدہ نرخوں کے مقابلے میں کم اسپاٹ قیمتوں کا خطرہ مول لیتے ہیں۔

[10] ماخذ: بین الاقوامی توانائی ایجنسی۔

[11] "لو یا ادا کرو" شق میں خریدار گیس کی کم از کم سالانہ مقدار کی معاہداتی قیمت پر ادائیگی کا پابند ہے، اسے موصول شدہ گیس کی مقدار سے قطع نظر۔

دوبارہ گیس بنانے، ترسیل اور تقسیم کے حوالے سے درآمد کنندہ ملک کی حکومت دوبارہ گیس بنانے کے یونٹوں (اندرون اور بیرون ملک دونوں) کے قیام کے لیے تیل کی بین الاقوامی کمپنیوں اور کثیر فریقی ایجنسیوں سے معاہدے کرے گی، جنہیں سرکاری شعبے کی انٹرپرائزز چلاتی ہیں۔

تاہم ایل این جی درآمد کرنے والے ممالک کی حکومتوں کی جانب سے بنیادی ٹرمینل اور پائپ لائن انفراسٹرکچر کی تنصیب اور آپریشنلائزیشن کے بعد ایل این جی کی بڑھتی ہوئی طلب کے تناظر میں ایل این جی کاروبار کی ڈی ریگولیشن اور لبرلائزیشن کے رجحان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جاپان اور جنوبی کوریا اس کی بڑی مثالیں ہیں **(باکس خ1.2)**۔ ان کے تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ نجی شعبے کی وسیع تر شمولیت مارکیٹ کی مخفی حرکیات کی بنیاد پر قیمتوں کے بہتر تعین پر منتج ہوتی ہے۔[12] مزید برآں، اس کا نتیجہ وسیع تر آپریشنل کارکردگی کی صورت میں نکلتا ہے کیونکہ حکومتی ضمانتوں اور اعلان شدہ یا امدادی قیمتوں کی غیر موجودگی میں نجی شعبے کے فریق کاروبار کی ترقی کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔[13]

قیمتوں کے تعین کے کئی آپشنز سامنے آچکے ہیں

ایل این جی کی قدرے نئی منڈیوں میں تاجروں کو قیمتوں کے تعین اور مناسب نشانیوں کی عدم موجودگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مزید برآں، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ بیشتر بین الاقوامی معاہدے ریاست نے مختلف حکومتوں سے کیے ہیں جن میں قیمتوں کے انتظامات، توثیق شدہ حجم، اور 'لو یا ادا کرو'' کی دفعات کی شرائط کے متعلق بہت زیادہ رازداری برتی جاتی ہے۔ یہ پیچیدگیاں ایل این جی کی قیمتوں کی پوری ساخت کو مبہم اور پیچیدہ بنا دیتی ہیں۔[14]

مثلاً، ابتدا میں ایشیا میں سیال تجارت کی علاقائی مارکیٹ کی عدم موجودگی میں ایل این جی کی قیمتوں کو زیادہ تر حکومت تا حکومت سمجھوتوں کے تحت خام تیل سے منسلک کر دیا جاتا تھا۔ تاہم مارکیٹ میں پختگی آنے اور نجی فریقوں کی شرکت کے سبب قیمتوں کے تعین کے کئی متبادل آپشنز سامنے آچکے ہیں **(جدول خ1.1)**۔ مثلاً، تاجروں خصوصاً جاپان اور جنوبی کوریا جیسے بڑے درآمدی ممالک نے گیس آن گیس قیمتوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا ہے؛ چین اور بھارت بھی تیزی سے مارکیٹ پر مبنی قیمتوں پر منتقل ہو رہے ہیں۔ یہ تبدیلی خصوصاً 2005ء کے بعد ایشیائی اور بحر اوقیانوس کی معیشتوں کے درمیان ایل این جی کی مختصر اور اسپاٹ تجارت شروع ہونے کے بعد سامنے آئی ہے۔

باکس خ1.2: گیس مارکیٹ کی لبرلائزیشن–جاپان کا کیس

ایشیا میں ایل این جی کے تین بڑے درآمدی ممالک–جاپان، کوریا اور چین– تینوں نے خردہ فروشی کو ڈی ریگولیٹ کرنے، مسابقت بڑھانے اور ایل این جی کی لاگت کم کرنے کے لیے اپنی ملکی گیس کی منڈیوں میں کئی اصلاحات نافذ کی ہیں۔

مثلاً، جاپان نے ڈی ریگولیشن کا عمل 1995ء میں شروع کر دیا تھا اور 2017ء تک اپنی خردہ مارکیٹ کو مکمل طور پر لبرلائز کر دیا تھا۔ قدرتی گیس اور ایل این جی کے سب سے بڑے درآمد کنندہ کی حیثیت سے جاپان اپنی توانائی کی طلب کا تقریباً ایک چوتھائی آسٹریلیا، امریکہ، قطر اور روس سے ایل این جی کی درآمدات کے ذریعے پورا کرتا ہے۔ جاپان میں قدرتی گیس کے اہم صارفین میں بجلی اور شہری گیس فراہم کرنے والی کمپنیاں شامل ہیں، جو صنعتی، کمرشل اور گھرانے کے شعبوں میں ایندھن تقسیم کرتی ہیں۔ 1995ء میں اصلاحات شروع ہونے سے قبل بلند معین لاگتیں اور کفایت حجم گیس کی خردہ مارکیٹ کی بلند لاگتوں کی اجارہ دارانہ نوعیت کی اہم وجوہات تھیں اور اس کے ساتھ حکومت ٹیرف کی ضابطہ کاری اور رسد اور تحفظ جیسی ذمہ داریوں کے ساتھ اس کے ڈھانچے کو اعانت مہیا کر رہی تھی۔

---

[12] ماخذ: آئی ای اے (2019ء)، ایل این جی مارکیٹ کے رجحانات اور ان کے مضمرات، آئی ای اے، پیرس۔

[13] Colombo, S., El Harrak, M., & Sartori, N. (2016). *The Future of Natural Gas: Markets and Geopolitics*. Hof van Twente: European Energy Review.

[14] Source: Ason, A. (2019). *Price Reviews and Arbitrations in Asian LNG Markets*. OIES Paper NG 144. Oxford: The Oxford Institute for Energy Studies.

تاہم بڑے پیمانے کے صنعتی صارفین کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ سے حکومت نے 1995ء میں پہلی بار اصلاحات متعارف کرائیں، جس کے بعد 1999، 2004، 2007ء اور 2017ء میں مزید اصلاحات کی گئیں۔ اصلاحاتی عمل کے تحت حکومت نے غیر روایتی گیس کمپنیوں کو ایک مخصوص علاقے میں گیس فروخت کی اجازت دی تھی۔ گیس بزنس ایکٹ 2015ء کے تحت جاپانی حکومت نے خردہ مارکیٹ میں علاقائی اجارہ داری ختم کرکے رجسٹرڈ کمپنیوں کو خردہ مارکیٹ میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ اس نے ٹیرف کے ضوابط بھی ختم کردیے جو قبل ازیں خردہ کمپنیوں پر نافذ کیے گئے تھے۔ مزید برآں، حکومت نے لائسنسنگ کا ایک نظام متعارف کرایا، جس کے تحت کمپنیوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ گیس مینوفیکچرنگ، پائپ لائن خدمات اور گیس کا خردہ کاروبار کرنے کے لیے لائسنس حاصل کریں۔

مزید برآں، ایل این جی ٹرمینلز تک تھرڈ پارٹی رسائی کی حوصلہ افزائی کے لیے ٹرمینل مالکان کی جانب سے تھرڈ پارٹی استعمال کو رد کرنے پر پابندی عائد کی گئی اور ان کے لیے ضروری قرار دیا گیا کہ وہ اپنے استعمال کے سالانہ منصوبوں کو رپورٹ اور شائع کریں۔ اس کے علاوہ حکومت نے پائپ لائن سروس کے کاروبار کی قانونی تقسیم کو بھی متعارف کرایا اور نئی فرموں کو پائپ لائن نیٹ ورکس استعمال کرنے کی اجازت دی۔ اس ایکٹ کے تحت 2022ء تک گیس کی بڑی کمپنیوں کی پائپ لائن سروس کے کاروبار سے قانونی علیحدگی ضروری ہوگئی ہے۔ اس کا مقصد پائپ لائن نیٹ ورک کے ساتھ ساتھ درآمدی اور ٹرمینل نیٹ ورکس میں خردہ مسابقت کو فروغ دینا ہے۔

حوالہ:

آئی ای اے (2019ء)۔ ایل این جی مارکیٹوں کے رجحانات اور ان کے مضمرات: اہم ایشیائی درآمد کنندگان کے ڈھانچے، محرکات اور ترقی۔ فرانس: بین الاقوامی توانائی ایجنسی۔

اس کا سبب یہ ہے کہ قیمتوں کے تعین کا یہ طریقہ شمالی امریکہ اور روس سمیت یورپی منڈیوں میں پہلے سے ہی مقبول ہے۔ مثلاً، شمالی امریکہ میں گیس آن گیس قیمتیں قدرتی گیس کی مارکیٹ (یہ زیادہ تر پائپ لائن گیس معاہدوں کو ظاہر کرتا ہے) کے 100 فیصد حجم کو ظاہر کرتی ہیں، جبکہ دیگر علاقوں، جیسے سابق سوویت یونین میں قدرتی گیس کے معاہدوں کی بڑی تعداد خدمات کی ضابطہ کاری اور لاگت سے کم ضابطہ کاری کے ماڈلز پر مبنی ہیں (**شکل خ1.6**)۔[15] ایشیائی مارکیٹ کی ترقی کے ساتھ ہی علاقے سے مخصوص نشانیوں کو بھی مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ ان میں جاپان اور کوریا کا مارکر (جسے ایشین اسپاٹ انڈیکس بھی کہا جاتا ہے) اور حال ہی میں متعارف کردہ ویسٹ انڈیا مارکر شامل ہیں۔

شکل خ1.6: ایل این جی کی مارکیٹ میں قیمت کی ساخت کے اجزائے ترکیبی

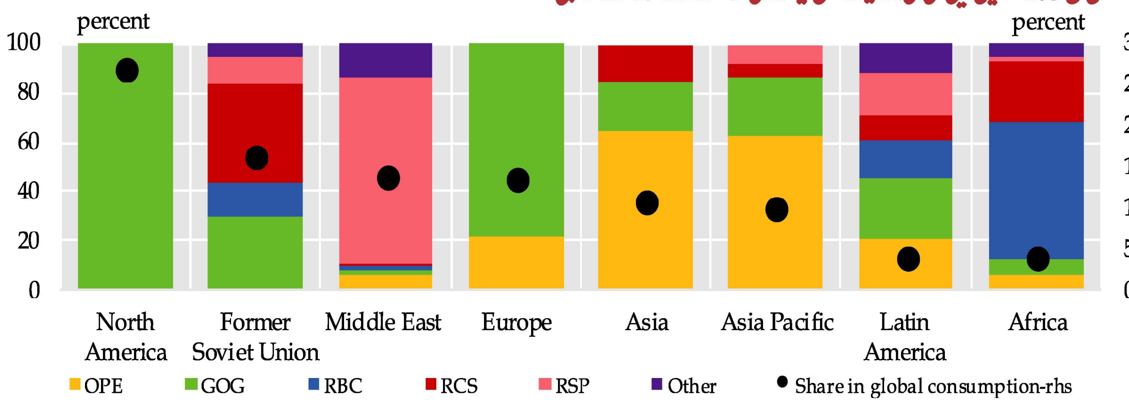

Source: IGU (2020). *Wholesale Price Survey 2020*. Barcelona: International Gas Union

[15] حب پر مبنی قیمت کے اشاریوں میں امریکہ کا ہنری حب اور برطانیہ کا نیشنل بیلنسنگ پوائنٹ شامل ہیں۔

ایل این جی پورٹ فولیو کے فریقوں اور اسپاٹ مارکیٹ کا نمودار ہونا

ایل این جی مارکیٹ میں اپنی سرمایہ کاریوں کے منافع کا تحفظ کرنے کے لیے فروخت کار طویل مدتی معاہدے کرتے ہیں، جبکہ خریدار رسد کو متنوع بنانے اور حجم کے وعدے سے گریز کی خاطر قلیل مدتی معاہدوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس لیے حالیہ برسوں میں پورٹ فولیو فریقوں کا کردار بے حد اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ ان فریقوں کے پاس مختلف علاقوں میں ایل این جی کی رسد، جہاز رانی، ذخیرہ کاری اور دوبارہ گیس سازی اثاثوں کا جزدان ہے، اس لیے وہ درآمد اور برآمد کنندگان کو خریداری اور فروخت کے زیادہ لچکدار آپشنز کی پیشکش کرتے ہیں۔ پورٹ فولیو فریق کی قلیل مدتی اور اسپاٹ فروخت کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو گیا ہے اور وہ "لچکدار گیس کی رسد" (یعنی غیر معاہداتی اور ہر جگہ فراہم کی جانے والی) کے بھاری حجم کی ہینڈلنگ کرتے ہیں، جسے امریکہ اور آسٹریلیا سے خریدا جاتا ہے۔[16]

شکل خ1.7 : ایل این جی کی مجموعی تجارت میں قلیل مدتی اور اسپاٹ خریداریوں کا حصہ

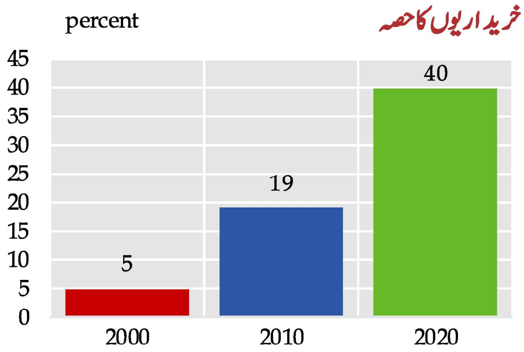

Source: International group of Liquified Gas Importers (GIIGNL)

اسپاٹ مارکیٹ میں، دیگر غیر معاہداتی منڈیوں میں ایل این جی کے اضافی اور غیر وعدہ شدہ حجم کو واحد ٹرانزیکشن فروخت کی بنیاد پر بیچا جاتا ہے۔ اس رجحان کو 2010ء کی دہائی میں جاپان میں ایٹمی بجلی کے پلانٹس کی بندش اور یورپی علاقے میں کم طلب کے بعد مشرقی ایشیا کی طلب میں اچانک اضافے سے کافی فروغ ملا۔[17] اس کے نتیجے میں عالمی ایل این جی کی تجارت میں اسپاٹ اور قلیل مدتی تجارت کا حصہ 2000ء اور 2020ء کے درمیان تیزی سے بڑھ گیا ہے (**شکل خ1.7**)۔

خ1.4 پاکستان میں ایل این جی مارکیٹ کی موجودہ حالت

مادی انفرااسٹرکچر

بیشتر دیگر ممالک کی ایل این جی پر منتقلی کی طرح پاکستان میں اس کی منسلک تجارت اور تقسیم کا انفرااسٹرکچر ابھی تیاری کے مرحلے میں ہے۔ ملک نے طلب و رسد کا بڑھتا ہوا فرق پورا کرنے کے لیے صرف 2015 ء میں درآمدات شروع کیں۔ ایہ امر حوصلہ افزا ہے کہ پانچ برسوں کی مختصر مدت میں اس شعبے کی بنیادیں اور بنیادی رسدی ساخت قائم کی جا چکی ہے۔

ایل این جی کی موجودہ قدری زنجیر فلوٹنگ اسٹوریج اور ری گیسی فکیشن یونٹس کی دو قدری زنجیروں پر مشتمل ہے جبکہ پورٹ قاسم پر درآمدی ہینڈلنگ کی مختلف تنصیبات کام کر رہی ہیں۔ پہلے ٹرمینل – اینگرو ایلینجی ٹرمینل (پرائیویٹ) لمیٹڈ – نے 2015ء میں کام کرنا شروع کیا اور یہ اس وقت پاکستان اسٹیٹ آئل کو ہینڈلنگ اور دوبارہ گیس سازی کی سہولتیں فراہم کر رہا ہے، جسے طویل مدتی معاہدوں کے تحت معاہدہ شدہ رسد کی درآمد کا اختیار ہے۔ دوسرا ٹرمینل – پاکستان ایل این جی ٹرمینلز لمیٹڈ (پی ایل ٹی ایل) 2017ء میں پاکستان گیس پورٹ کنسورشیم (پی جی پی سی) نے تعمیر کیا تھا، جو اس وقت ایک اور ریاستی درآمد کنندہ پاکستان ایل این جی لمیٹڈ (پی ایل ایل) کو ہینڈلنگ اور دوبارہ گیس سازی کی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ دو سرکاری سوئی گیس کمپنیوں کے موجودہ پائپ لائن نیٹ ورک کو ٹرمینلز سے درآمد شدہ ایل این جی کی مال برداری اور ملک کے دیگر حصوں میں تقسیم کے لیے استعمال کیا جاتا ہے (**شکل خ1.8**)۔

فی الوقت دو فلوٹنگ اسٹوریج اور ری گیسی فکیشن یونٹس میں سے ہر ایک حکومتی معاہدے کے تحت تقریباً 600 ملین مکعب فٹ یومیہ کی استعداد – 'لو یا ادا کرو" بنیادوں پر – کا حامل ہے۔ دو یونٹوں کی نصب شدہ دوبارہ گیس سازی کی استعداد بالترتیب 690 ملین مکعب فٹ یومیہ اور 750 ملین مکعب فٹ یومیہ ہے۔

[16] ماخذ: جی آئی آئی جی این ایل (2020ء)۔

[17] ماخذ: آئی ای اے (2020ء)، 'ایل این جی مارکیٹ کے رجحانات اور ان کے مضمرات"۔

جیسا کہ **شکل خ1.9** میں دکھایا گیا ہے کہ اینگرو الینجی میں ہر مہینے اوسطاً 6 کارگو جہاز آتے ہیں جن میں 19 ملین ایم بی ٹی یو کی مقدار ہوتی ہے، جو اندازاً ٹرمینل کی معاہداتی استعداد کے مطابق ہے۔[18] تاہم پی ایل ایل کے معاملے میں اس کی آپریشنلائزیشن کے بعد سے گنجائش کا اوسط استعمال 65 فیصد ہے اور ہر مہینے تین سے چار کارگو جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں۔

جدول خ1.1: قدرتی گیس کی تھوک قیمتوں کے تعین کے طریقوں کی اقسام

طریقہ کار	تفصیل	عمل پیرا ممالک
تیل کی قیمت میں اضافہ (او پی ای)	قیمت کو، عام طور پر ایک اساسی قیمت اور اضافے کی شق کے ذریعے، مسابقتی ایندھنوں، خام تیل، گیس آئل اور/یا ایندھن آئل کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے۔ بعض معاملات میں کوئلے یا بجلی کی قیمتوں کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔	چین، جاپان، جنوبی کوریا
گیس آن گیس مسابقت (جی او جی)	قیمت کا تعین رسد اور طلب کے باہمی تعامل سے کیا جاتا ہے۔ گیس آن گیس مسابقت۔ اور اس کی تجارت مختلف اقسام کی مدتوں (یومیہ، ماہانہ، سالانہ یا دیگر میعادوں) میں ہوتی ہے۔ تجارت مادی مراکز (جیسے ہنری حب) یا تصوراتی حب (جیسے برطانیہ میں نیشنل بیلنسنگ پوائنٹ)۔	روس، یورپ، کولمبیا
دو طرفہ اجارہ داری (بی آئی ایم)	قیمت کا تعین بڑے فروخت کار اور بڑے خریدار کے درمیان دو طرفہ تبادلہ خیال اور سمجھوتوں کے تحت ایک مدت کے لیے کیا جاتا ہے۔ عام طور پر ایک سال۔ اس ضمن میں ایک تحریری معاہدہ بھی موجود ہو سکتا ہے لیکن عموماً یہ بندوبست حکومتی یا ریاستی کمپنی کی سطح پر ہوتا ہے۔	قطر، متحدہ عرب امارات، عراق
حتمی پروڈکٹ سے خالص واپسی	گیس کے رسد کنندہ کی جانب سے موصول ہونے والی قیمت خریدار کو حاصل شدہ حتمی پروڈکٹ کی اس قیمت کا ایک فاعل ہے، جو خریدار پیدا کرتا ہے۔ ایسا وہاں ممکن ہے جہاں گیس کو کیمیائی پلانٹس میں فیڈ اسٹاک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور یہ پروڈکٹ کی پیداوار کی ایک متغیر لاگت ہوتی ہے۔	ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو
ضابطہ: خدمت کی لاگت (آر سی ایس)	اس قیمت کا تعین یا منظوری باقاعدہ طور پر ایک ضوابطی اتھارٹی یا ممکنہ طور پر ایک وزارت کرتی ہے لیکن اس سطح کا تعین سرمایہ کاری کی بازیابی اور مناسب شرح منافع سمیت "خدمت کی لاگت" کا احاطہ کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔	چین، بنگلہ دیش اور ملائشیا
ضابطہ: سماجی و سیاسی (آر ایس پی)	قیمت کا تعین بے قاعدہ بنیادوں پر کیا جاتا ہے، ممکنہ طور پر ایک وزارت کی جانب سے، سیاسی/سماجی بنیادوں پر، بڑھتی ہوئی لاگت کو پورا کرنے کے جواب میں، یا ممکنہ طور پر آمدنی بڑھانے کی مشق کے طور پر۔ آر سی ایس اور آر بی سی کے درمیان ایک مخلوط قسم۔	ایران، سعودی عرب، اومان
ضابطہ: لاگت سے کم (آر بی سی)	قیمت کا تعین سوچ سمجھ کر گیس کی پیداوار اور ٹرانسپورٹ کرنے کی اوسط لاگت سے کم پر کیا جاتا ہے، اکثر آبادی کو ریاستی زر اعانت کی شکل میں۔	مصر، الجزائر، سابقہ سوویت ممالک

ماخذ: آئی جی یو (2020ء)۔ تھوک قیمت سروے 2020ء۔ بارسلونا: بین الاقوامی گیس یونین۔

فی الوقت پاکستان حکومت تا حکومت ایل این جی سمجھوتے (قطر سے 'لو یا ادا کرو' بنیادوں پر 15 سالہ معاہدہ) کے ساتھ ساتھ اٹلی اور قطر میں نجی رسد کنندگان سے چار معاہدوں (یہ بھی 'لو یا ادا کرو' بنیادوں پر میعادی معاہدے ہیں) کے تحت ایل این جی درآمد کر رہا ہے۔ گذشتہ تین برسوں میں پاکستان میں درآمد شدہ ایل این جی کا 87 فیصد سے بھی زیادہ ان میعادی معاہدوں کے تحت آیا ہے۔ بقیہ 13 فیصد اسپاٹ خریداریوں پر مشتمل ہے تاکہ میعادی معاہدوں سے متجاوز طلب کو پورا کیا جا سکے۔ موجودہ سمجھوتے کے تحت، ای ای ٹی ایل ٹرمینل پی ایس او کی معاہدہ جاتی درآمدی مقدار وصول کرتا ہے، جبکہ پی ایل ایل طویل مدتی اور اسپاٹ کارگو جہازوں کو وصول کرتا ہے۔

ضوابطی اور آپریشنل فریم ورک

ایل این جی کی درآمد سمیت قدرتی گیس شعبے کے ابتدائی اور حتمی مراحل کی ضابطہ کاری جامع قانونی فریم ورک کے تحت ہو رہی ہے، جن میں پالیسیاں اور وہ قواعد و ضوابط شامل ہیں جن پر مختلف وزارتیں اور ضوابطی ادارے عملدرآمد کراتے ہیں۔ حکومت نے اوگرا کو ایل این جی مختص کرنے، قیمتوں کے تعین اور دیگر

[18] 98 فیصد استعمال کی شرح کے لحاظ سے اس ٹرمینل کے ذریعے دنیا میں سب سے زیادہ 250 شپ ٹو شپ ایل این جی کی منتقلیاں کی گئیں۔ ماخذ: کمپنی پریس ریلیز:
[www.engro.com/press-releases/u-s-ambassador-commends-engro-elengy-on-worlds-fastest-250-ship-to-ship-transfers/]

شکل خ1.8: پاکستان میں ایل این جی کا شعبہ: اہم فریق

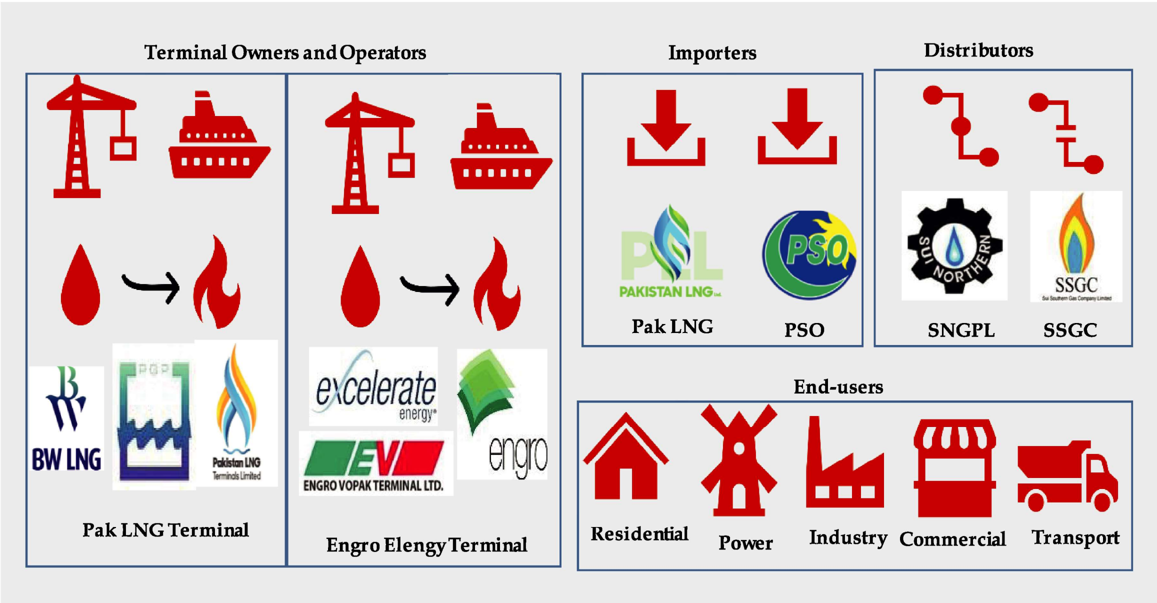

Source: Company reports and official websites

منسلک امور کی ذمہ داری سونپی ہے۔[19] اوگرا ایل این جی ٹرمینلوں اور پائپ لائن انفراسٹرکچر کو ڈیزائن، تعمیر اور آپریٹ کرنے کے لائسنس جاری کرتا ہے اور ملکی استعمال کنندگان کے لیے درآمد شدہ ایل این جی بہ وزن اوسط لاگت کو اخذ اور مشتہر بھی کرتا ہے۔

ایل این جی ٹرمینل آپریٹروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ وزارت توانائی (وزارت پیٹرولیم)، پورٹ قاسم اتھارٹی، وزارت سمندری امور، وزارت دفاع، وزارت صنعت و پیداوار، سول ایوی ایشن اتھارٹی، سندھ ماحولیاتی تحفظ ایجنسی، نیول ہیڈکوارٹرز/میری ٹائم سیکورٹی، سندھ حکومت ضلعی انتظامیہ اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی سمیت متعلقہ حکام سے این او سی حاصل کریں۔

شعبہ جاتی پالیسیاں جاری کرنے کی ذمہ داری وزارت پیٹرولیم (پیٹرولیم ڈویژن) کی ہے، جیسے ایل این جی پالیسی (2011ء)، تھرڈ پارٹی رسائی کے قواعد[20] اور قدرتی گیس کے انتظام اور مختص کرنے کی پالیسی۔ علاوہ ازیں، وزارت گیس پیداکاروں اور حکومت کے نامزد کردہ خریداروں کے درمیان قیمتوں کے سمجھوتوں پر نظر ثانی اور عملدرآمد کراتی ہے، اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے تعاون سے قدرتی گیس کی پائپ لائنوں کا تحفظ بھی یقینی بناتی ہے۔[21]

فی الوقت حکومت ایل این جی کے درآمدی کاروبار کی واحد فریق ہے۔ یہ ایل این جی مارکیٹ کی ترقی کے ابتدائی مراحل میں ریاست کی بھاری موجودگی کی عالمی روایات سے ہم آہنگ ہے تاکہ بنیادی انفراسٹرکچر کی تعمیر، ایندھن کے آمیزے کے نظم و نسق کی پالیسیوں کے نفاذ اور صنعتوں، بجلی اور ٹرانسپورٹ کے شعبوں سے مقامی

[19] ماخذ: اوگرا۔

[20] ٹی پی ایز کے تحت ایل این جی کے تھرڈ پارٹی درآمد کنندگان اور مارکیٹنگ والوں کو اجازت ہے کہ وہ قلیل مدتی بنیادوں پر سوئی گیس تقسیم کرنے والی پائپ لائن کمپنیوں (ایس این جی پی ایل اور ایس ایس جی سی) سے کسی قسم کی اضافی گیس استعمال کریں۔

[21] وزارت توانائی (پیٹرولیم ڈویژن)۔

طلب پیدا کی جاسکے۔ ایل این جی کی خریداری کا عمل عام طور پر ایل این جی طلب کے تخمینے سے شروع ہوتا ہے، جو بجلی کے شعبے (بشمول صنعتی پاور پلانٹس)، عام صنعتوں، ٹرانسپورٹ اور گھرانوں جیسے حتمی صارفین پیدا کرتے ہیں۔ خصوصاً مختلف صارفی اجزا کی گیس کی مستقبل کی طلب کی پیش گوئیوں کی اہم ذمہ داری سوئی کمپنیوں کی ہے۔ سوئی کمپنیاں پیٹرولیم ڈویژن کو اپنی پیش گوئیاں فراہم کرتی

شکل خ 9.1 الف: پی ایس او کی ماہانہ درآمدات

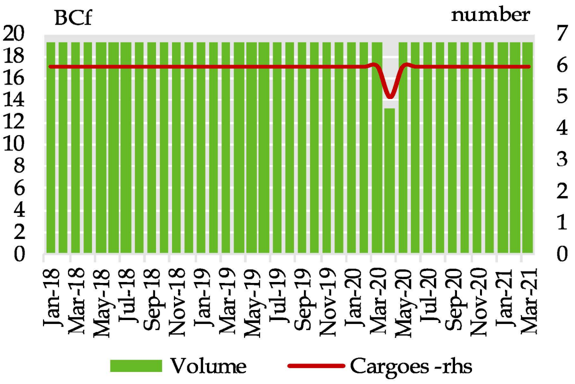

Source: OGRA, Pak LNG, and Engro

ہیں، جو طویل مدتی معاہدوں سے معاہداتی رسد پر تخمین شدہ طلب کا اندازہ لگاتا ہے اور اگر ضرورت ہو تو پی ایل ایل کو باضابطہ درخواست دیتا ہے کہ وہ اسپاٹ مارکیٹ سے اضافی حجم کی خریداری کرے۔ پھر پی ایل ایل بین الاقوامی مارکیٹ میں ٹینڈر جاری کر کے مطلوبہ مقدار میں خریداری کرتا ہے۔

خ 1.5 موجودہ آپریشنل اور انتظامی ساخت سے پیدا ہونے والی دشواریاں

قدرتی گیس کی ملکی مارکیٹ کو مسلسل کئی دشواریوں کا سامنا رہا ہے، جن میں سردیوں میں رسد کی قلت، بجلی، صنعتی اور رہائشی شعبوں کو مناسب مقدار کی بروقت فراہمی میں مشکلات اور اوگرا کے اعلامیے کے مطابق شعبہ وار گیس کے ٹیرف کا نفاذ یقینی بنانے کے لیے تقسیم کار کمپنیوں کو درپیش مالی مشکلات شامل ہیں۔ ایل این جی کی رسدی زنجیر میں حکومت کی خاصی شمولیت اور زر اعانت کی ساخت میں بگاڑ کی وجہ سے قدرتی گیس کے شعبے میں قیمتوں کا تعین مشکل ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں، ایل این جی کی موجودہ قیمت کے حوالے سے ایک عام تصور یہ پایا جاتا ہے کہ پاکستان میں اس کی قیمت زیادہ ہے اور یہ کہ اس کا تعلق عالمی قیمتوں کے رجحانات اور سطحوں کے مقابلے میں معاہدوں کی 'لو یا ادا کرو" نوعیت (ٹرمینلوں کے کیپیسٹی چارجز اور ایندھن کی درآمدی لاگت دونوں کے لحاظ سے) سے زیادہ ہے۔ مزید برآں، یقین کیا جاتا ہے کہ نظم و نسق کے مسائل، خریداری کے اوقات، عالمی سودے بازی پوزیشن اور تقسیم کار کمپنیوں کی مالی ترجیحات ایل این جی کی درآمدی لاگت میں اضافے کا سبب ہیں۔

شکل خ 9.2 ب: پی پی ایل کی ماہانہ درآمدات

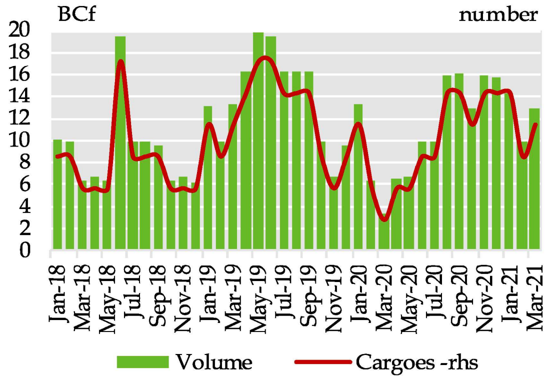

ان دلائل میں کچھ وزن ہو سکتا ہے تاہم تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اس طرح کے مسئلے (خصوصاً معاہداتی مسائل اور خریداری کے اوقات) صرف پاکستان تک محدود نہیں ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ ایل این جی کی عالمی منڈی کی تاریخ زیادہ طویل نہیں ہے، یہ شعبہ ابھی ارتقا پذیر ہے اور پالیسی اور طریقوں کے لحاظ سے ابھی تبدیلیاں قبول کر رہا ہے۔ پاکستان کی ایل این جی مارکیٹ کو بھی اس تبدیلی (یعنی میعادی اسپاٹ بیلنس میں تبدیلیاں، اضافی درآمدی/ٹرمینل معاہدوں کی نوعیت اور سرکاری خریداریوں کے قواعد میں تبدیلیاں) سے گزرنا ہو گا۔ مزید برآں، جیسا کہ اس سیکشن میں آگے چل کر بحث کی جائے گی کہ موجودہ آپریشنل اور طریقہ کار کی تبدیلیوں کا تعلق اس کاروبار میں سرکاری شعبے کی بھاری (شاید خصوصی) دلچسپی سے ہے۔ توقع ہے کہ آگے چل کر یہ مسائل ایل این جی کی درآمد میں نجی شعبے کی شرکت سے بڑی حد تک حل ہو جائیں گے۔

پاکستان میں ایل این جی کی درآمدات کی موجودہ آپریشنل اور انتظامی ساخت سے پیدا ہونے والے اہم مسائل درج ذیل ہیں:

بجلی کے شعبے کی طلب میں بے یقینی

ایل این جی خریداری کے کاروبار میں طلب کی پیش گوئی کلیدی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اسپاٹ خریداریوں کے فیصلے صارفین کی جانب سے درآمد کنندگان کو بتائی گئی درآمدی ضروریات پر مبنی ہوتے ہیں۔ پاکستان کے معاملے میں محدود اساس اور بجلی کے شعبے میں استعمال سے منسلک غیر یقینی صورت حال ان مسائل کی پیچیدگی میں اضافہ کر دیتی ہے کیونکہ یہ شعبہ درآمدی ایل این جی کے نصف سے زائد حصہ استعمال کرتا ہے۔ خصوصاً، ملک میں ایل این جی سے چلنے والے بجلی کے پلانٹس انتہائی مستعد ہیں اور میرٹ کی ترتیب میں ان کی درجہ بندی تیل کے پلانٹس سے اوپر کی جاتی ہے۔ تاہم بار بار پیدا ہونے والی ترسیل کی رکاوٹیں میرٹ کی ترتیب کو متاثر کرتی ہیں اور بعض اوقات ان پلانٹس کو کم پیداواری گنجائش پر کام کرنا پڑتا ہے۔ ان کی استعداد کے استعمال کی سطح سے متعلق بے یقینی ان پلانٹس کے لیے اپنی ایندھن کی اصل ضروریات کے درست جائزے اور اصل ماہانہ ضروریات سے سوئی کمپنیوں کو مطلع کرنے کے عمل کو دشوار بنا دیتی ہے۔

طریقہ کار میں تاخیر

پیٹرولیم ڈویژن کی جانب سے درآمد کی درخواست دیے جانے کے بعد پی پی ایل ٹینڈر دینے کا پروسیس شروع کرتا ہے۔ سرکاری ملکیت کے ادارے کی حیثیت سے پی ایل ایل کو پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی (پی پی آر اے) کے ضوابط کے تقاضوں کی تکمیل کرنا ہوتی ہے۔ اگرچہ رہنما اصولوں میں سرکاری خریداری عمل کی شفافیت کو یقینی بنایا جاتا ہے تاہم مطلوبہ طریقہ کار کی طوالت اور مدت شپمنٹ کی آمد میں تاخیر کا باعث بنتی ہے۔ پی پی آر اے قواعد کی روشنی میں درآمدات کا مجموعی طریقہ کار اوسطاً 60 دن سے زیادہ ہے جبکہ اشتہار دینے اور بولی جمع کرانے کی 30 روزہ اور بولی کے اعلان اور ٹینڈر دینے کے درمیان 10 کی لازمی مدت دی گئی ہے (**باکس خ 1.3**)۔

جنس کی ضرورت اور اس کی اصل فراہمی کے درمیان وقت کی عدم مطابقت پیدا کرنے کے علاوہ یہ صورت حال قیمتوں کے تناظر سے بھی سازگار نہیں ہے کیونکہ پی ایل ایل مؤثر طور پر درآمدی قیمت 40 دن پیشگی طے کر لیتی ہے۔ چونکہ اسپاٹ ایل این جی مارکیٹ میں دیگر ایندھنوں کے مقابلے میں زیادہ تغیر پذیری پائی جاتی ہے، اس لیے ایندھن کی قیمتیں ایل این جی بحری جہاز کی آمد کے وقت کسی بھی سمت جا سکتی ہیں۔ یہ بے یقینی برآمدی کمپنیوں کے محولہ بلند نرخوں کی شکل میں واضح طور پر نظر آتی ہے جو پی ایل ایل کے پاس اسپاٹ بولیاں جمع کراتے ہیں۔

باکس خ 1.3 پاکستان میں ایل این جی خریداری کا طریقہ کار: ایک مختصر بیان، نظام الاوقات کے ساتھ

مرحلہ 1: ایل این جی کی طلب اور رکاوٹوں (ٹرمینل، پائپ لائن، بندرگاہ سے متعلق، وغیرہ) کو مدنظر رکھنے کے بعد ایل این جی کے کارگو کی فراہمی کی تاریخ متعین کر دی جاتی ہے۔

مرحلہ 2: متعین شدہ فراہمی کی تاریخوں / ونڈوز کی بنیاد پر ٹینڈر کا اشتہار دیا جاتا ہے۔ ٹینڈر دینے / خریداری کا عمل پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کے قواعد کے مطابق ہے۔ فراہمی کی تاریخوں کا تعین ہوتے ہی ٹینڈر کا اشتہار دیا جاتا ہے اور طلب میں کسی بھی قسم کی تبدیلی خریداری کے عمل کو دوبارہ شروع کرنا ضروری بنا دیتی ہے۔ اگر خریداری کا عمل شروع نہیں کیا جاتا تو مطلوبہ ترامیم کارگوڈس چارجنگ میں تاخیر کی بنا پر گیس کی قلت / یا جرمانوں پر منتج ہو سکتی ہیں۔ پی پی آر اے قواعد کے تحت اشتہار دینے اور بولی جمع کرانے کی تاریخوں کے درمیان 30 دن کا ہونا ضروری ہے (**شکل خ 1.3.1**)۔

شکل خ 1.3.1: پاکستان میں ایل این جی خریداری کا طریقہ: نظام الاوقات کے ساتھ مختصر تفصیل

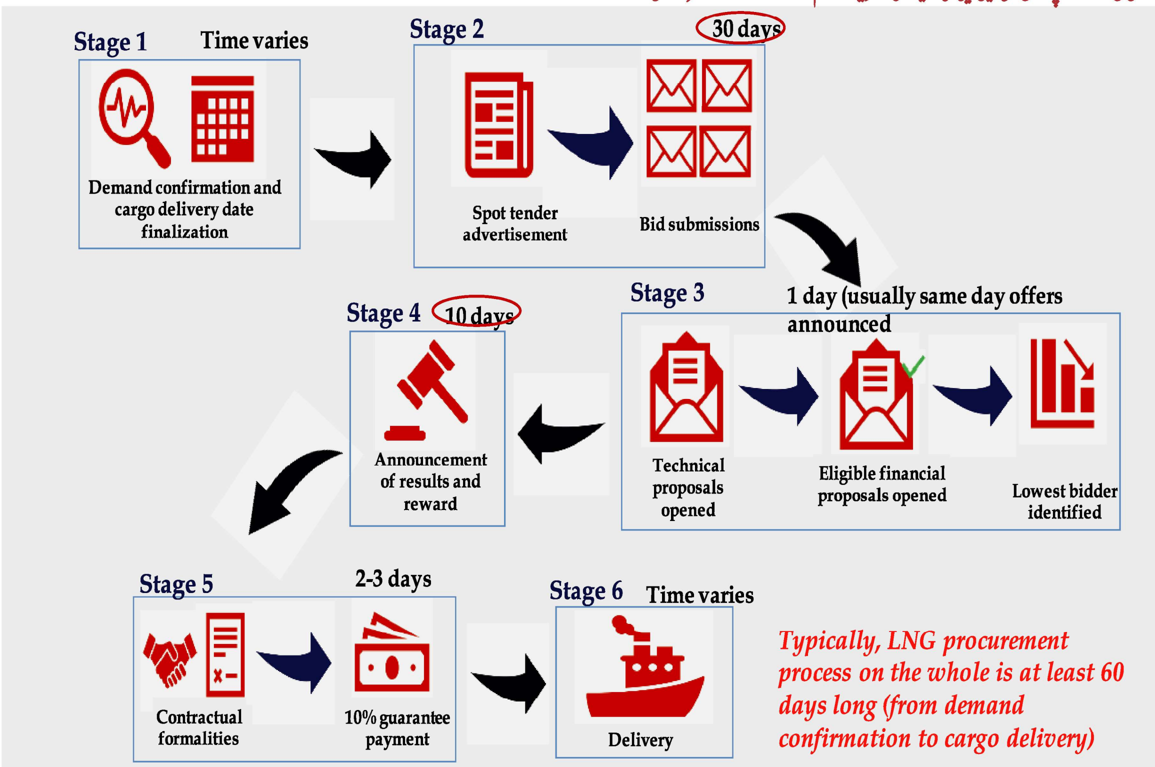

مرحلہ 3: بولیاں اسی دن کھولی جاتی ہیں (پہلے تکنیکی اور پھر مالی، واحد مرحلہ دو مراسلہ جاتی طریقہ کار) اور بولیوں کی تکنیکی جانچ کے بعد ان کا اعلان (اور کم ترین بولی دہندہ کی نشاندہی کی جاتی ہے) کیا جاتا ہے۔

مرحلہ 4: پی پی آر اے قواعد کے تحت بولیوں کے اعلان اور ٹینڈر دینے کے درمیان 10 دن دینا ضروری ہیں۔

مرحلہ 5: معاہداتی ضابطے کی کارروائیوں کو مکمل کیا جاتا ہے اور کامیاب بولی دہندہ کارکردگی کی ضمانت جمع کراتا ہے۔ پی پی آر اے قواعد کے تحت یہ رقم معاہدے کی رقم کے 10 فیصد سے متجاوز نہیں ہوگی۔

مرحلہ 6: ایل این جی کارگو کی فراہمی متعین شدہ فراہمی کی تاریخ / ونڈو پر ہوتی ہے۔ موسم، آپریشنل اور تکنیکی وجوہات معاہدے کی دفعات کے تحت باہمی رضامندی سے شیڈول میں ترمیم کا سبب بن سکتے ہیں۔

پالیسی اور آپریشنل تناظر میں مرحلہ 5 اور 6 کے درمیان خاصا وقت دینا صائب ہو گا۔ اس سے ایل این جی بحری جہاز کو پاکستان پہنچنے کا موقع ملے گا۔ اس کے مقابلے میں ایل این جی کارگو کو قطر سے پاکستان پہنچنے میں 3 دن اور امریکہ سے تقریباً 35 دن لگ جاتے ہیں۔ پی پی آر اے کی لازمی نظام الاوقات کی شرط اور ایل این جی بحری جہاز کے سفر کے لیے مطلوبہ وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایل این جی کی خریداری میں تقریباً 60 دن (طلب کی توثیق سے لے کر سامان کی فراہمی تک)۔

حوالہ:

پیپرا کے قواعد، پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی: خریداری ایجنسیوں کی رائے۔

گیس کی قیمت کی ساخت اور اضافی پیداواری گنجائش

فی الوقت ملک میں قدرتی گیس کی قیمتوں کا تعین مشترک زراعانت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے: گھرانوں (جسے گھریلو یا رہائشی شعبہ بھی کہا جاتا ہے) اور کھاد کے شعبے (فیڈ اسٹاک کے لیے) کو کمرشل اور ٹرانسپورٹ شعبوں کی لاگت پر بھاری زراعانت دیا جاتا ہے (**شکل خ 1.10**)۔ بین الاقوامی توانائی ایجنسی کے مطابق پاکستان کا شمار 2019ء میں قدرتی گیس کے شعبے کو زیادہ زراعانت دینے والے سرفہرست دس ممالک میں ہوا اور یہ سطح گیس برآمد کنندگان ممالک کے قریب ہے۔ زراعانت کی رقم حقیقی لحاظ سے تقریباً 1,750 ملین ڈالر، یا 8.1 ڈالر فی فرد ہے۔ حوالے کے لیے بھارت اور بنگلہ دیش میں گیس پر زراعانت بالترتیب 873 ملین ڈالر (0.6 ڈالر فی فرد) اور 824 ملین ڈالر (5.1 ڈالر فی فرد) ہے (**شکل خ 1.11**)۔

اوگرا ایل این جی قیمتوں کا اعلان بہ وزن اوسط بنیادوں پر کرتے ہوئے جن عوامل کو مدنظر رکھتا ہے ان میں درآمد حجم، فراہمی کی ایکس شپ قیمت[22]، درآمدی مارجن، ٹرمینل چارجز، برقرار رکھنے اور ترسیل و تقسیم کے نقصان میں ردوبدل، پائپ لائن کمپنیوں کو رسد کی لاگت اور ڈسٹری بیوٹرز کے مارجن (تفصیلات دیکھیے **ضمیمہ II** میں) شامل ہیں۔ حتمی نتیجہ یہ ہے کہ درآمدی ایل این جی مقامی ساختہ گیس کے مقابلے میں زیادہ مہنگی ہو جاتی ہے، خصوصاً گھرانوں، کھاد (فیڈ اسٹاک کے لیے) اور عمومی صنعتوں کے لیے۔ گیس کی مجموعی رسد میں ان شعبوں کا حصہ تقریباً 70 فیصد ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گیس کے بیشتر استعمال کنندگان موجودہ قیمتوں پر ایل این جی پر منتقلی کی مزاحمت کریں گے۔ صرف ان شعبوں میں طلب پیدا ہو گی جب مقامی ساختہ قدرتی گیس دستیاب نہ ہو۔ ان شعبوں میں طلب کی عدم موجودگی کی صورت میں ایف ایس آر یوز کی ٹرمینل استعداد سے مکمل استفادہ مشکل ہو جائے گا۔ اس کے نتیجے میں فروخت شدہ گیس کے فی یونٹ ٹرمینل چارجز بڑھ جاتے ہیں (**شکل خ 1.12**) اور طلب و رسد کے اثرات بالآخر ایل این جی بلند قیمتوں اور طلب کے سکڑنے پر منتج ہوں گے۔[23]

تقسیم کار کمپنیوں کے بقایاجات میں اضافہ

سلیب وار قیمتوں کے تعین سے سوئی کمپنیوں کے پاس خاصے بقایاجات جمع ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زراعانت یافتہ نرخوں سے مستفید ہونے والے شعبے، خصوصاً رہائشی شعبے کے نچلے سلیب اور کھاد کے شعبے کے فیڈ اسٹاک سلیب اوسط سے زائد شرحوں پر ادائیگی کرنے والوں سے خاصی زیادہ گیس استعمال کر رہے ہیں۔ مشترک زراعانت کا طریقہ کار ضرورت کے مطابق کام نہیں کر رہا ہے، گیس

[22] فراہم کردہ ایکس شپ قیمت (ڈی ای ایس) کو ٹرم یا اسپاٹ معاہدوں کے تحت طے شدہ برینٹ ڈھلوان کا اطلاق کر کے اخذ کیا جاتا ہے، گذشتہ تین مہینوں کی خام اسپاٹ قیمتوں کی اوسط پر۔ اس کے نتیجے میں ہر کارگو کی امریکی ڈالر / ایم ایم بی ٹی یو قیمتوں کو پھر پی ایس او اور پی پی ایل (درآمد شدہ ایل این جی کی مقدار کی بنیاد پر) کے لیے بہ وزن اوسط ڈی ای ایس قیمت کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

[23] ایل این جی درآمد ٹولنگ کمرشل ساخت کے تحت ایل این جی درآمدی ٹرمینل کے استعمال کنندہ یا استعمال کنندگان ایل این جی درآمدی ٹرمینل کے مالکان سے الگ ہوتے ہیں۔ ایل این جی ٹرمینل کمپنی کو ایل این جی خریدنے کا قدرتی گیس بیچنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ ٹرمینل استعمال کرنے کے ایک یا زیادہ طویل مدتی معاہدوں کے تحت دوبارہ گیس سازی کی خدمات دیتی ہے (ایل این جی یا قدرتی گیس کا ٹائٹل لیے بغیر)۔ ایل این جی ٹرمینل کمپنی کی آمدنی ٹرمینل کے استعمال کنندگان کی جانب سے ٹرمینل کمپنی کو ادا شدہ ٹیرف ادائیگیوں سے اخذ کی جاتی ہے۔ یہ ادائیگیاں دو حصوں پر مشتمل ٹیرف پر مبنی ہوتے ہیں: (1) معین ماہانہ ادائیگیاں ایل این جی ٹرمینل کمپنی کی قرض کی ادائیگی، ایکویٹی پر یا اس کا منافع اور آپریشن اور دیکھ بھال کی معین لاگتوں کا احاطہ کرتی ہیں اور (2) متغیر دوبارہ گیس سازی کی خدمت کی ادائیگیوں کا مقصد ٹرمینل کمپنی کے متغیر آپریشن، دیکھ بھال اور دیگر لاگتوں کا احاطہ کرنا ہوتا ہے۔ جیسے ٹرمینل کی بجلی کی لاگت۔

Reference: DOE (2017). *Understanding Natural Gas and LNG Options*. Washington, DC: US Department of Energy

شکل خ 1.10: مختلف شعبوں میں قدرتی گیس کا ٹیرف اور استعمال

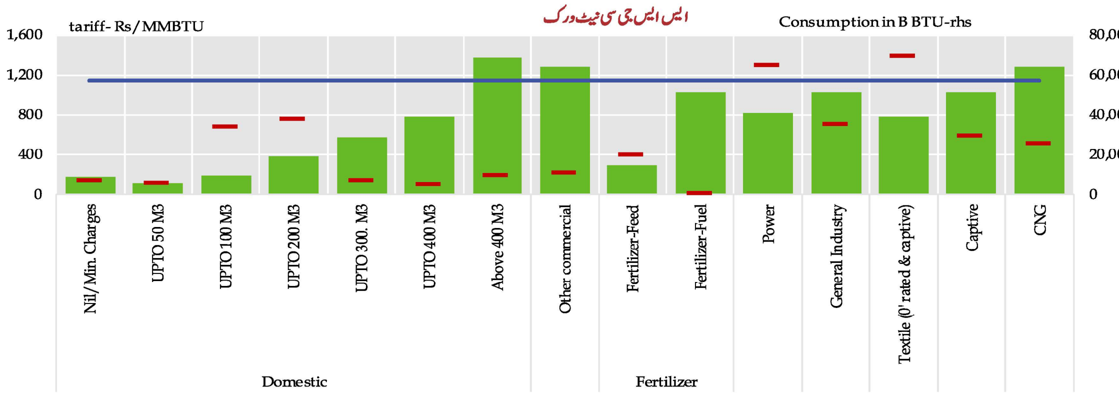

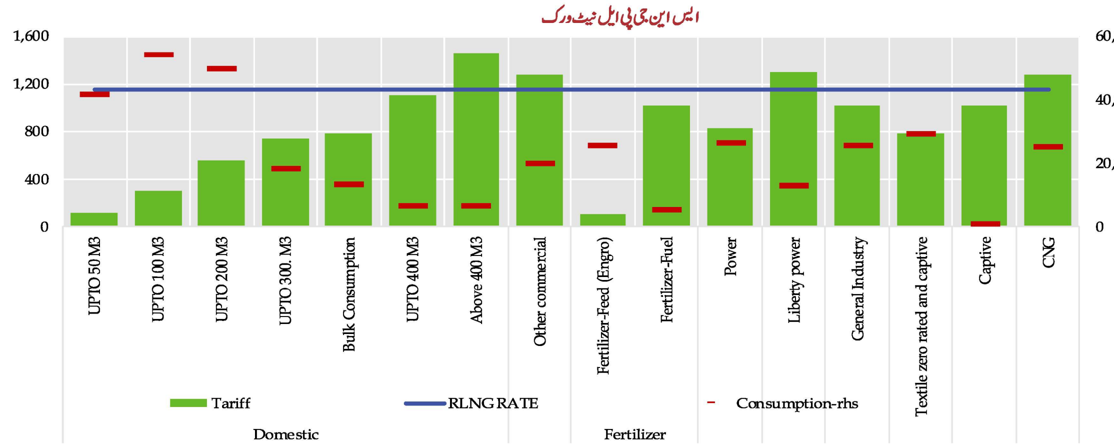

Source: OGRA, Tariff Petitions for SSGC(16th Oct 2019), SNGPL(15th Oct 2019)

تقسیم کرنے والی دو کمپنیوں کے خاصے بقایا جات گیس کے شعبے میں تیزی سے بڑھتے ہوئے گردشی قرضے پر منتج ہو رہے ہیں۔

اگر ہم شعبہ وار گیس کے استعمال کا تقابل سوئی کمپنیوں کی شعبہ وار آمدنی سے کریں تو اس کا نتیجہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ مثلاً، کھاد کا فیڈ اسٹاک شعبہ قدرتی گیس کے 16 فیصد کو استعمال کرتا ہے لیکن تقسیم کی کمپنیوں کے محاصل میں اس کا حصہ صرف 3 فیصد ہے۔ اسی طرح، گھرانے کا شعبہ 21 فیصد قدرتی گیس استعمال کرتا ہے لیکن گیس کمپنیوں کی آمدنی میں اس کا حصہ صرف 11 فیصد ہے (**شکل خ1.13**)۔

خ 1.6 نجی شعبے کی جاری تربیت (onboarding) اور استعداد سازی

پچھلے سیکشن میں پیش کیے گئے تجزیے سے معلوم ہوا کہ رسدی زنجیر کے تمام مرحلوں– طلب کا تخمینہ لگانے سے درآمدات تک اور قیمت بندی– میں سرکاری شعبے کا پوری طرح شریک ہونا درآمد میں تاخیر، قیمتوں میں بگاڑ، اور ملکی ایل این جی مارکیٹ میں تقسیم کا عمل متاثر ہونے کی اہم وجوہات میں سے ایک ہے۔ آئندہ ان مسائل سے بچنے کے لیے پاکستان کو خطّے کے اُن ملکوں سے سیکھنا چاہیے جو ایل این جی درآمد کرتے ہیں، اور ایل این جی کی رسدی زنجیر میں نجی شعبے کو زیادہ سے زیادہ شرکت پر راغب کرنا چاہیے۔ جاپان اور جنوبی کوریا جیسی زیادہ پختہ ایل این جی مارکیٹوں، اور بھارت جیسی چند ابھرتی ہوئی مارکیٹ دونوں کے تجربات کے مطابق چلنا سود مند ہو گا۔ اِن ملکوں میں نجی شعبے کی زیادہ سے زیادہ شرکت سے معیشت کے پورے دائرے میں اِس سستے ایندھن کا استعمال بڑھانے میں مدد ملی، اور

شکل خ 1.11: گیس پر زراعانت: مختلف ممالک کا تقابل

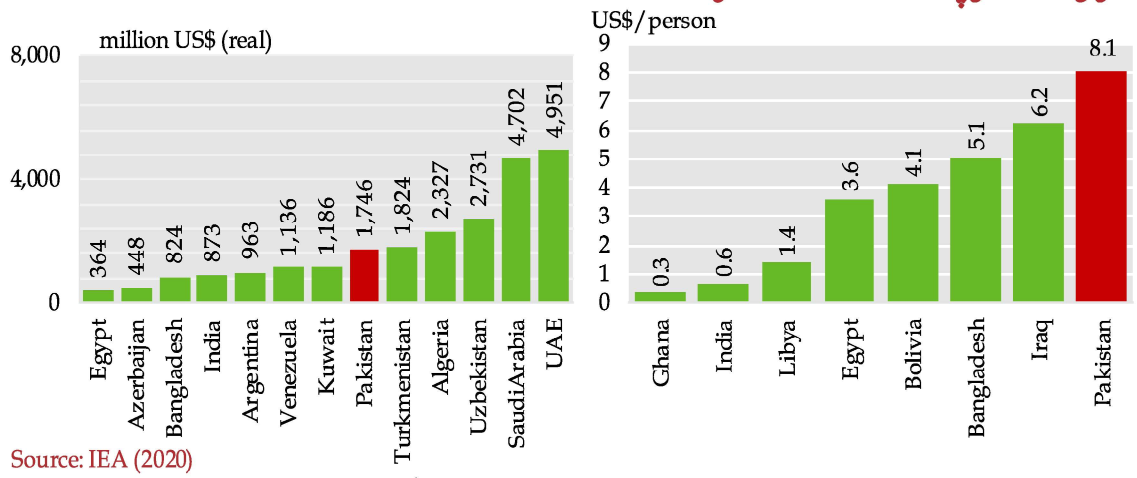

Source: IEA (2020)

رسدی زنجیر ہموار ہوئی کیونکہ خریداری کا عمل (procurement) منضبط کیا گیا اور مارکیٹ کی بنیاد پر قیمت متعین کی گئی۔

یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ پاکستان میں حکومت نے نجی شعبے کے درآمد کنندگان کو موجودہ ٹرمینلز کی اضافی گنجائشوں کے استعمال کی حال میں اجازت دینا شروع کی ہے۔ خواہش مند ادارے درج ذیل طریقے سے مارکیٹ میں داخل ہوسکتے ہیں:

- پہلے، انہیں قدرتی گیس / ایل این جی فروخت کرنے کا اجازت نامہ اوگرا سے لینے کی ضرورت ہوگی۔ فی الحال ٹرافیگرا (Trafigura) پاکستان، انرگیس (Energas) اور تعبیر (Tabeer) انرجی کو اجازت نامے دیے گئے ہیں۔

- بعد ازاں، نجی شعبے کے ادارے تھرڈ پارٹی ایکسس (ٹی پی اے) کے توسط سے ٹرمینلز تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں، جس سے انہیں ایک نیلامی میں شرکت کی اجازت ملے گی تاکہ غیر استعمال شدہ گنجائش تک اپنی رسائی یقینی بنائی جاسکے۔

تاہم غیر استعمال شدہ گنجائشوں کی نیلامی کا عمل چند وجوہات کی بنا پر پیچیدہ ہے۔ اول، طلب میں اتار چڑھاؤ عام ہونے کے پیشِ نظر اور پیش گوئی کا نظام معقول نہ ہونے کی وجہ سے، نجی ادارے ٹرمینل کی گنجائش تک اُتنی رسائی رکھنے پر غیر یقینی کی کیفیت میں رہیں گے جتنی مقدار صارفین کے قلیل تا وسط مدتی آرڈرز کے تحت بُک کی جائے گی۔ دوسرے، چونکہ نیلامی کے عمل کی نگرانی کا کوئی حتمی طریقہ کار موجود نہیں ہے (ٹی پی اے کے ضوابط محض مسودے کی شکل میں ہیں اور رہنما دستاویز کا کام کرتے ہیں) اس لیے ہر بار جب حکومت اضافی گنجائش کی نیلامی کی اجازت دیتی ہے تو طریقہ کار کے تحت نئی ایف ایس آر یو-پائپ لائن کے استعمال کے معاہدے / اتفاقِ رائے تک پہنچنے کے لیے رسدی زنجیر کے تمام ارکان کو شریک ہونا ہوتا ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ خریداری کا وہ عمل جو پہلے ہی طویل ہے اس طرح مزید طویل ہو جاتا ہے کیونکہ اسپاٹ خریداری کی ڈیلوریز حاصل کرنے میں تقریباً 60 دن لگتے ہیں۔

موجودہ ٹرمینلز سے منسلک عملی رکاوٹوں، اور اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ اگر نجی شعبہ اضافی گنجائش کو پوری طرح استعمال کرلے تب بھی متوقع طلب کو پورا نہیں کیا جاسکتا، حکومت نے موجودہ ٹرمینلز کی توسیع کا کام شروع کردیا ہے۔ اس کے علاوہ تین نئے ٹرمینلز (ایک ساحل پر، دو ایف ایس آر یو) کی تعمیر کو ضوابطی اجازت بھی مل گئی ہے۔ اوگرا کے تخمینوں کے مطابق پاکستان کو ٹرمینل کی ترسیلی استعداد میں مالی سال 30ء تک تقریباً 150 فیصد اضافہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ ایل این جی کی 1998 ایم ایم سی ایف ڈی اضافی طلب سے نمٹ سکے، چنانچہ توقع ہے کہ استعداد میں یہ مجوزہ توسیع اس توازن کو پورا کرے گی۔

شکل خ1.12: انفرادی ٹرمینل ٹولنگ چارجز

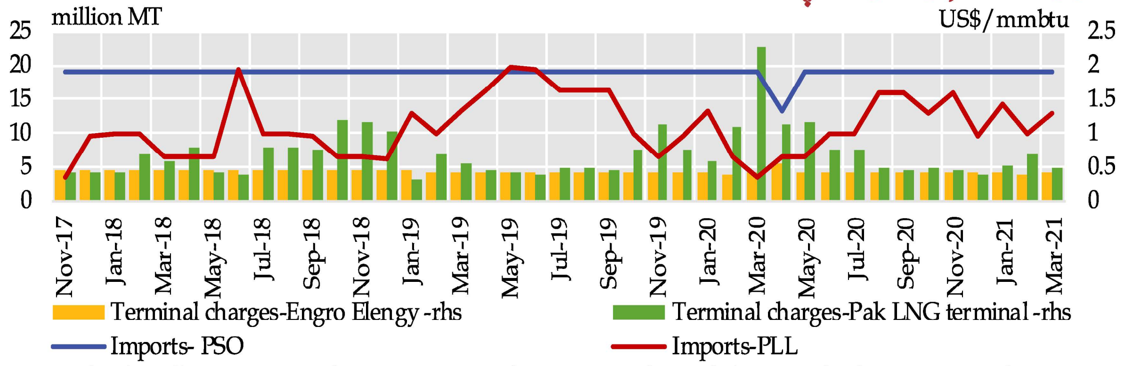

Note: Under the tolling structure, the import terminal owner provides and charges a fee for services such as offloading, storage, and regasification from the importers (in this case, PSO and PLL). These tariffs depend on the level of terminal capacity utilization, with the rates increasing if there is any unutilized capacity.

Source: OGRA

ایکسلیریٹ (Excelerate) انرجی اور اینگرو انرجی نے ایک ہیڈز آف ایگریمنٹ (ایچ او اے) پر دستخط کیے ہیں جس کے تحت ایکسلیریٹ اپنے موجودہ ایف ایس آر یو ایکسیزیٹ کے بدلے میں نو تعمیر شدہ ایف ایس آر یو حاصل کرے گا۔ اس طرح ترسیلی استعداد میں تقریباً 150 ایم ایم سی ایف ڈی کا اضافہ ہو جائے گا اور اضافی استعداد ٹی پی اے انتظامات کے تحت نجی شعبے کو دستیاب ہو گی۔[24] دریں اثنا، یہ فرم ساحل پر ایک الگ ایل این جی ٹرمینل پاک آن شور ایل این جی کی تعمیر میں بھی مصروف ہے جس کی ترسیلی استعداد کا تخمینہ 1200 ایم ایم سی ایف ڈی ہے۔[25] پی ایل ایل بھی اپنی استعداد میں تقریباً 150 ایم ایم سی ایف ڈی اضافہ کر رہا ہے تاکہ مستقبل میں کے-الیکٹرک سے ملنے والے آرڈر پورے کیے جا سکیں۔ اس کے علاوہ اوگرا نے دو کمپنیوں انرگیس اور تعبیر کو اپنے ٹرمینلز بنانے کے اجازت نامے دیدیے ہیں۔ ان دو ایف ایس آر یو کی مجموعی ترسیلی استعداد 1550 ایم ایم سی ایف ڈی ہو گی۔ ان تمام توسیعات سے اگلے تین سے چار سال میں پاکستان کی مجموعی ترسیلی استعداد میں 2900 ایم ایم سی ایف ڈی کے اضافے کی توقع ہے۔

استعداد میں بالآخر اضافے سے، خصوصاً ساحل پر، ٹرمینل آپریٹرز درآمدی ایل این جی ذخیرہ بھی کر سکیں گے۔ گیس کا ذخیرہ اس لحاظ سے اہم ہو گا کہ: (i) موسمی ضروریات کی بنا پر طلب میں شعبہ جاتی تغیر کو متوازن بنایا جا سکے، (ii) یہ یقینی بنایا جا سکے کہ بین الاقوامی رسدی زنجیر میں کسی بڑے خلل کی صورت میں یا گیس کی علاقائی / عالمی قیمتوں میں اچانک اضافے کی صورت میں ملک کو گیس کی رسد دستیاب رہے، اور (iii) پست قیمتوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آئندہ استعمال کے لیے رسد اکٹھا کر لی جائے گی۔ تاہم چونکہ ایل این جی ذخیرہ کرنے پر خاصا مہنگا ہے اس لیے ضروری ہو گا کہ طلب کی پیش گوئی درست ترین ہو، اور سرکاری حکام، درآمد کنندگان اور ٹرمینل آپریٹرز کے مابین ابلاغ اور رابطہ بہتر ہو تاکہ ایل این جی کی مطلوبہ مقدار بر وقت فراہم کی جا سکے۔ نیز، توسیعی ٹرمینلز اور نئے ٹرمینلز سے ترسیلی استعداد بڑھنے کے بعد پائپ لائن کا تقسیمی نیٹ ورک بھی اسی اعتبار سے بڑھائے جانے کی ضرورت ہو گی تاکہ ٹرمینلز کی کارکردگی یقینی بنائی جائے۔

[24] ماخذ: کمپنی پریس ریلیز- (https://www.engro.com/press-releases/excelerate-energy-and-engro-elengy-terminal-agree-to-expand-pakistan-lng-import-terminal/)

[25] ماخذ: کمپنی پریس ریلیز:- release (https://www.engro.com/press-releases/pakistan-onshore-lng-invite-expressions-of-interest-to-setup-pakistans-first-onshore-lng-terminal/)

شکل خ1.13 الف: قدرتی گیس کے استعمال میں حصہ (فیصد)

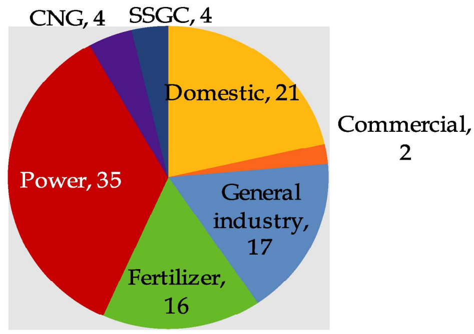

شکل خ1.13 ب: آمدنی میں حصہ (فیصد)

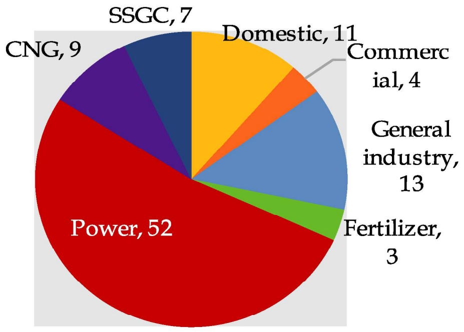

Note: 'These are consolidated figures for both SNGPL and SSGC. The "SSGC' slice in both the charts represents the amount of LNG withheld by SSGC.
Source: Pakistan Energy Yearbook 2019; HDIP; Financial Statements of SNGPL and SSGC; OGRA

خاص طور پر، پائپ لائن کی محدود گنجائش کا مطلب یہ ہوگا کہ مستقبل کی طلب پوری کرنے کی ان کی صلاحیت کے حوالے سے خاصی غیر یقینی کیفیت موجود رہے۔ چنانچہ منصوبے کے مطابق ٹرمینل کی استعداد بڑھانے کا اُسی وقت عملی طور پر فائدہ ہوگا جب پائپ لائن نیٹ ورک میں کافی استعداد موجود ہوگی (اور اس کے برعکس بھی)۔

اگرچہ ملک میں سوئی گیس تقسیم کرنے کے دو بڑے ادارے مستقبل کی طلب کے پیشِ نظر فی الحال پائپ لائن نیٹ ورک بڑھانے پر سرمایہ لگا رہے ہیں تاہم پائپ لائن کا موجودہ نیٹ ورک اضافی طلب کو پورا کرنے کے لیے تاحال ناکافی ہے۔ خاص طور پر یہ کمپنیاں تقریباً 1800 ایم ایم سی ایف ڈی قدرتی گیس ملک بھر میں پہنچا سکتی ہیں، اور دورانِ سال انہیں ہر ماہ خاصے تغیر پذیری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر مالی سال 20ء کے دوران ایل این جی اوسطاً تقریباً 798 ایم ایم سی ایف ڈی اس پائپ لائن نیٹ ورک کے ذریعے فروخت کی گئی، جس کے دوران جولائی میں یہ مقدار 1270 ایم ایم سی ایف ڈی جیسی بلندی تک پہنچی، اور فروری میں 502 ایم ایم سی ایف ڈی جیسی کمی تک چلی گئی۔

حتیٰ کہ جس عرصے میں گیس کی تقسیم کم رہتی ہے اِن سوئی گیس کمپنیوں کے لیے اُن صارفین / درآمد کنندگان سے آنے والی طلب کو پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے جن کے ساتھ ان کے گیس کی ترسیل کے معاہدے (جی ٹی اے) نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اوگرا تھرڈ پارٹی ایکسس رولز 2018ء کے تحت پائپ لائن کی جو بھی غیر استعمال شدہ یا اضافی گنجائش ہو اسے نجی فریقوں کو تین ماہ پیشگی اور 'پہلے آیئے پہلے پایئے' کی بنیاد پر پیش کیا جاتا ہے، بشرطیکہ تمام متعلقہ فریق اس کی منظوری دیں۔ اس سلسلے میں نجی شعبے سے طلب میں غیر یقینی کیفیت اور ترسیل میں سرکاری شعبے کی طرف سے کسی اچانک اضافے کا امکان دونوں سوئی گیس کمپنیوں اور نجی شعبے کے لیے گنجائش کا تین ماہ پیشگی استعمال بُک کرنے کے ضمن میں حوصلہ شکن ہو سکتا ہے۔

اس سلسلے میں، ان کاموں کے لیے خاصی سرمایہ کاری درکار ہے: (i) گیس پائپ لائن نیٹ ورک کے ساتھ پہلے سے منسلک صارفین کو زیادہ گیس پہنچانے کے لیے تقسیمی گنجائش بڑھانا، اور اس کے ساتھ ساتھ پائپ لائن نیٹ ورک کو گرڈ سے باہر کے صارفین تک وسیع کرنا، اور (ii) عبوری عرصے کے دوران، اضافی ایل این جی کو عام صارفین تک پہنچانے کے متبادل ذرائع استعمال کرنا۔

ان میں پہلے آپشن کے حوالے سے، پاکستان اسٹریم گیس پائپ لائن پر پاک روس مشترکہ منصوبہ زیرِ غور ہے۔ 1100 کلو میٹر طویل پائپ لائن میں تقریباً 1600 ایم ایم سی ایف ڈی مائع قدرتی گیس پہنچانے کی استعداد ہو گی۔ دوسرے آپشن کے معاملے میں نجی شعبے کی دو کمپنیوں ایل این جی ایزی پاکستان اور ڈائیو گیس کو اوگرا نے عبوری اجازت نامے جاری کیے ہیں تا کہ وہ cryogenic bowsers کے

ذریعے ایل این جی کی تقسیم کے لیے ورچوئل پائپ لائنیں بنائیں۔[26] ایل این جی ایزی پاکستان کراچی پورٹ ٹرمینل پر، جبکہ ڈائیوو گیس گوادر پورٹ پر برتھ استعمال کرنے کا سوچ رہی ہے، تاکہ فی الحال بنیادی طور پر گرڈ سے باہر کے صارفین کو مائع قدرتی گیس کی درآمد، ترسیل، مارکیٹ اور تقسیم ایل این جی پالیسی 2011ء کے مطابق "مربوط ایل این جی پراجیکٹ اسٹرکچر" کے تحت کی جائے۔[27] اس قسم کا پراسیس قلیل مدت کے دوران طلب اور رسد کے درمیان فرق کو پورا کرنے میں مدد دے گا، کیونکہ ورچوئل پائپ لائنیں کسی ایل این جی ٹرمینل کے بغیر ایل این جی درآمد کرنے کا موقع فراہم کرتی ہیں، برتھنگ ویسلز کو برتھنگ / لوڈنگ پورٹس پر موجود بوزرز / ٹینکرز میں خالی کیا جاسکتا ہے۔ ورچوئل پائپ لائنوں کے ذریعے ایل این جی تقسیم کرنے کا نقص یہ ہے کہ یہ طریقہ نسبتاً مہنگا ہے۔

ورچوئل پائپ لائن سسٹم کو وسط مدت میں ٹرانسپورٹ کے شعبے کے کام آنے والے توسیعی نیٹ ورک کا حصہ بنایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، بھارت میں 5846 کلومیٹر کے چار ضلعی (quadrilateral) ہائی وے نیٹ ورک کے ساتھ ساتھ ایل این جی فیولنگ اسٹیشنوں کا ایک نیٹ ورک نصب کیا جارہا ہے تاکہ بھاری گاڑیوں کو ڈیزل سے ہٹ کر سستے ایندھن پر منتقل کرنے میں مدد دی جائے۔[28] اسی طرح پاکستان میں اقتصادی رابطہ کمیٹی نے حال میں اوگرا کو اجازت دی کہ وہ ایل این جی والے فیولنگ اسٹیشنز کو سی این جی لائسنس جاری کرسکتی ہے بشرطیکہ یہ اسٹیشنز قدرتی گیس کی سپلائی کے مقامی کنکشن نہ تو لیں گے، نہ ہی بعد میں ان کا دعویٰ کریں گے۔[29]

خ 1.7 جاری ڈی ریگولیشن سے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے اور گیس کے شعبے کو مستحکم بنیاد پر چلانے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟

نجی شعبے کی شرکت سے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے اور قدرتی گیس کے مجموعی شعبے کے استحکام کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ قدیم ساختی مسائل اور عملی دشواریوں کو ختم کرنے کے لیے پہلے تو ایک کلّی (holistic) اندازِ فکر اپنایا جائے۔ اس ایندھن کی کم قیمت ایک بڑا مسئلہ ہے اور اگر زرِ اعانت کا ڈھانچہ معقول نہ بنایا گیا اور بالآخر ختم نہ کیا گیا تو قدرتی گیس کے شعبے کی مالی بقا مشکل ہوگی۔ جیسا کہ پچھلے سیکشن میں دیکھا گیا، ایل این جی کی عالمی مارکیٹ تیزی سے ارتقا پا رہی ہے، نئی نئی معیشتیں اس کی قدری زنجیر میں شامل ہو رہی ہیں اور وقت گذرنے کے ساتھ خریداری کے معاہدوں کی نوعیت اور قیمت کے تعین کی حرکیات بدل رہی ہیں۔ پاکستان اُن ملکوں میں سے ایک ہے جو تاخیر سے اس مارکیٹ میں آئے۔ اس بنا پر، پاکستان کو یہ فائدہ ہے کہ وہ زیادہ پختہ مارکیٹوں میں وقوع پذیر تبدیلیوں–نجی شعبے کی زیادہ شرکت، لچکدار میعاد کے کنٹریکٹ، اور اسپاٹ خریداری کا بڑھتا ہوا تناسب–کا پہلے تجزیہ کرے اور ان سے سیکھے، اور پھر حالات کے مطابق اپنی درمیانی سے طویل مدتی پالیسی سمت متعین کرے۔

اس کی روشنی میں، رسدی زنجیر کی باریکیوں کو ہموار کرنے اور پوری نہ ہونے والی طلب کو پورا کرنے کے لیے ضوابطی اور ساختی دشواریوں کو دور کرنے کی ضرورت ہوگی۔ نیز، موجودہ میعادی معاہدوں کے دورانیے، اور ٹرمینلز اور تقسیمی نیٹ ورکس بنانے کے لیے نئے اداروں کی اس کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی دلچسپی کے پیشِ نظر، سرکاری کنٹرول میں موجودہ درآمدی سرگرمیاں اور ایل این جی کی ملکی مارکیٹ میں نجی شعبے کی آئندہ شرکت ایک دوسرے کے متوازی چلتی رہے گی۔ تاہم ایسی مخلوط (hybrid) مارکیٹ کے مؤثر طور پر کام کرنے کے لیے بہترین بین الاقوامی روایات کے مطابق تنظیمِ نو درکار ہوگی تاکہ جاری پیش رفت سے زیادہ سے

---

[26] یہ مخصوص قسم کے ٹینکرز ہیں جنہیں سریوجینک مائع کو ٹرانسپورٹ (بذریعہ روڈ) کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ عام طور پر مائع گیسوں پر مشتمل ہوتی ہیں جنہیں انتہائی کم درجہ حرارت پر رکھا جاتا ہے کیونکہ ان کے ابلنے کا درجہ 90 ڈگری سیلسیس سے کم ہوتا ہے (مثلاً، ایل این جی کا ابلنے کا درجہ 162- ڈگری سیلیس ہے۔

[27] ماخذ: اوگرا (https://www.ogra.org.pk/download/5330)۔

[28] ماخذ: https://www.exxonmobillng.com/en/About-us/Trending-topics/Indian-virtual-pipeline-initiative/.

[29] وزارت خزانہ پریس ریلیز نمبر 376: https://www.finance.gov.pk/press_releases.html۔

زیادہ منافع کمایا جائے۔ خاص طور پر درج ذیل شعبوں میں اصلاحات سے ایل این جی کے ملکی آپریشنز ممکنہ طور پر ہموار اور زیادہ کارگر طریقے سے چلائے جاسکتے ہیں:

1) پرائس پُولنگ کے طریقہ کار کی کوئی قسم متعارف کرائی جائے تاکہ یہ یقینی بنایا جائے کہ جب نجی ادارے اس مارکیٹ میں داخل ہوں تو کافی طلب پیدا ہو چکی ہو اور سرکاری تقسیمی نیٹ ورک مالی طور پر چلایا جاسکتا ہو۔

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا، ملک میں قدرتی گیس کی قیمت بندی کی اساس یکساں زرِ اعانت (cross-subsidies) کی فراہمی پر ہے: گھریلو اور کھاد (خام مال) کے شعبوں کو خاصا بھاری زرِ اعانت دیا جاتا ہے جس کا بوجھ کمرشل اور ٹرانسپورٹ کے شعبوں کو اٹھانا پڑتا ہے۔ نجی شعبے کے ٹرمینل آپریٹرز اور درآمد کنندگان کی آمد کے بعد، جو (سرکاری مداخلت کے بغیر) مسابقتی نرخوں پر درآمدی ایندھن بیچنے کے لیے آزاد ہوں گے، امکان ہے کہ بھاری قیمت ادا کرنے والے ٹرانسپورٹ اور صنعتی شعبے، اور دیگر کمرشل یونٹس گیس کے پائپ والے سرکاری نیٹ ورک سے بالآخر نکل جائیں گے، خاص طور پر جب پائپ لائن کی نئی گنجائش فعال ہو جائے گی اور ایل این جی کی ورچوئل تقسیم وسیع ہو جائے گی۔

ایسا ہوا تو دو سرکاری ادارے بھاری زرِ اعانت اور پست آمدنی والے شعبوں کے ساتھ رہ جائیں گے کیونکہ وہ طے کردہ یا حکومت کی مقرر کردہ قیمتوں پر ایل این جی اور قدرتی گیس دونوں کی فروخت کے پابند ہوں گے۔ گیس کے یہ ادارے میعادی معاہدوں کے تحت وفاقی حکومت کی طرف سے طویل مدتی بنیاد پر طے کردہ ایل این جی کی درآمدی قیمتوں کے بھی پابند ہوں گے۔ اس کے برعکس، نجی کمپنیاں اپنی پسند اور مناسبت کے مطابق اسپاٹ کارگو خرید سکتی ہیں۔

اس دشواری کو دور کرنے کے لیے پرائس پُولنگ کی طرف منتقل ہونا سود مند رہے گا۔ تمام حتمی صارفین پر یکساں شرح لاگو کیے جانے سے سپلائرز تبدیل کرنے کی ترغیب بڑی حد تک کم ہو جائے گی۔ مزید برآں، اگر گھریلو صارفین کو مدارج وار موجودہ اسٹرکچر کے بجائے ایل این جی کی بہ وزن اوسط قیمت پر منتقل کر دیا جائے تو اس طرح حاصل ہونے والی ممکنہ آمدنی خاصی زائد ہوگی۔ مالی سال 21ء میں پاکستان کی قدرتی گیس کی ملکی رسد تمام شعبوں کی طرف سے گیس کی مجموعی طلب کا 29 فیصد پورا کرنے سے قاصر ہے۔ رسد کا یہ فرق مالی سال 30ء تک بڑھ کر 78 فیصد تک جا پہنچنے کا تخمینہ ہے۔ اگر بالفرض پوری نہ ہونے والی طلب میں یہ سارا اضافہ درآمدی ایل این جی سے پورا کیا جائے تو گھریلو صارفین کے لیے مدارج وار قیمت بندی کی صورت میں موجودہ نرخوں پر اوسط یقینی آمدنی مالی سال 30ء میں موصولہ آمدنی کا 55.6 فیصد ہوگی۔

پرائس پُولنگ ملک میں ایل این جی کی اضافی طلب پیدا کرنے میں بھی مدد دے سکتی ہے۔ یہ بات اہم ہے کیونکہ قلیل سے وسط مدت میں، جہاں لو یا ادا کرو کنٹریکٹ معاہدے درآمدات کے ساتھ ساتھ ٹرمینل آپریشنز کے لیے برقرار رہیں گے، وہاں اضافی طلب پیدا کرنا قیمتوں کو سازگار بنانے کا ایک طریقہ ہو سکتا ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ ایل این جی کی یہ ممکنہ طلب اُن خریداروں سے پیدا کی جاسکتی ہے جو فی الوقت گیس کے بلند نرخ (ایل این جی کے نرخوں کے تقریباً برابر) ادا کر رہے ہیں، مثال کے طور پر گھریلو صارفین جو 10.64 ملین مکعب فٹ سے زائد استعمال کر رہے ہیں، ٹرانسپورٹ اور عام صنعتیں، برف کے کارخانے، تجارتی شعبہ اور کیپٹو بجلی گھر۔

پُولنگ کا یہ طریقہ کار اُن ملکوں میں حال میں رائج ہوا ہے جو مقامی طور پر نکلنے والی گیس کے ساتھ ساتھ درآمد شدہ گیس کی بھی متوازی رسد استعمال کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر بھارت نے قدرتی گیس اور ایل این جی کے مابین پرائس پُولنگ مئی 2015ء میں اس کے سب سے بڑے استعمال کنندہ یعنی یوریا کارخانوں کے لیے متعارف کرائی تاکہ کھاد بنانے والی تمام کمپنیوں کو برابر کے مواقع ملیں اور طلب و رسد کے فرق سے بہتر طور پر نمٹا جاسکے۔[30] پاکستان میں اسی قسم کا قیمت بندی کا طریقہ کار اختیار کرنے سے زیادہ پیداواری شعبوں کو گیس کی ہموار دستیابی یقینی بنائی جاسکتی ہے۔ **شکل خ 1.14** میں مختلف شعبوں کے لیے قدرتی گیس کا اوسط نرخ نامہ دیا گیا ہے۔ نیلی پٹیاں موجودہ اوسط کو، جبکہ سبز پٹیاں اُس صورت کے

[30] ماخذ: وزارت پیٹرولیم اور قدرتی گیس، حکومت بھارت۔

شکل خ1.14: گیس کے موجودہ شعبہ جاتی اوسط ٹیرف اور مختلف شعبوں کی شراکتی قیمتوں سے تقابل

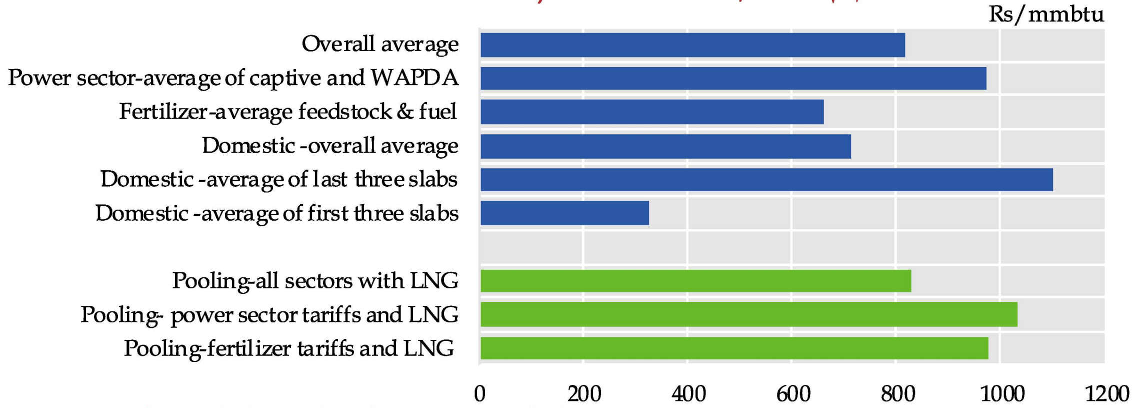

Source: Authors' calculations based on OGRA-notified prices

اوسط نرخوں کو ظاہر کرتی ہیں جب ایل این جی کے نرخوں کو مختلف شعبوں میں موجودہ نرخوں کے ساتھ شامل کر دیا جائے۔

2) رسد کا قابلِ بھروسہ ہونا بھی اضافی طلب پیدا کرنے میں مددگار ہوگا

اگرچہ پرائس پُولنگ اضافی طلب پیدا کرنے میں مدد دے گا، تاہم تقسیمی معاہدوں کی شرائط، اور شعبہ جاتی اختصاص اور انتظامی پالیسیوں کی شرائط گیس کی رسد کے بارے میں غیر یقینی کی ایک مزید فضا کا سبب بنتی ہیں۔

سردی کے موسم میں، قدرتی گیس کی طلب بحیثیت مجموعی بڑھ جاتی ہے۔ ان مہینوں میں گیس کے گھریلو اور کمرشل صارفین کو دونوں طرح کی یعنی ملکی گیس اور زیادہ مہنگی درآمد شدہ گیس تک ترجیحی رسائی دے دی جاتی ہے، جو قدرتی گیس کی فراہمی اور انتظام کی پالیسی 2005ء کے مطابق ہے۔ مزید برآں، گیس کی تقسیم کار کمپنیوں کے ساتھ ایل این جی کنزیومر کنٹریکٹس میں تقسیم کار کمپنیوں کا یہ حق واضح طور پر درج ہے کہ وہ صنعتی اور کمرشل صارفین کو ایل این جی کی فراہم کم یا منقطع کر سکتی ہیں۔[31]

ایسے منظرنامے میں عام صنعتیں اور بجلی کا شعبہ ایل این جی کے استعمال پر اپنا انحصار بڑھانے سے گریزاں رہتا ہے اور اس کی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ ملک میں پیدا ہونے والی (سستی لاگت کی بنا پر) سستی قدرتی گیس کے ذریعے اپنی توانائی کی ضروریات کو پورا کریں، یا (رسد کے غیر یقینی پن سے بچنے کے لیے) متبادل ایندھن استعمال کریں۔ چنانچہ حکومت کو قدرتی گیس کی فراہمی مختص کرنے اور بندوبست کے طریقہ کار کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ مختلف شعبوں کو ایل این جی کی طرف آنے پر راغب کیا جائے، اس طرح ٹرمینلز کی اضافی استعداد کو استعمال کیا جا سکے گا اور صارف کے لیے گیس کے نرخ کم ہو سکیں گے۔

3) اسپاٹ خریداری اور میعادی خریداری کے مابین بہترین ممکنہ توازن دریافت کرنے کی ضرورت ہے

طویل مدت کے لیے پائیدار طلب صرف اسی وقت پیدا کی جا سکتی ہے جب عام صارف کو یہ یقین ہو کہ اسے ہموار رسد ملے گی اور نرخ مناسب ہوں گے۔ ایل این جی کی تجارت میں نجی شعبے کی شرکت سے طلب و رسد کا اضافی فرق کسی حد تک پورا ہو جائے گا اور مارکیٹ کی کارگذاری بھی یقینی ہو گی۔ تاہم حکام کو یہ فیصلہ کرنے سے پہلے مثبت اور منفی پہلوؤں کا اچھی طرح جائزہ لینا ہو گا کہ ایل این جی کو طویل مدتی کنٹریکٹ کے ذریعے درآمد کیا جائے یا پھر قلیل مدتی اسپاٹ خریداری پر۔

[31] ایل این جی پر مبنی صنعتی اور کمرشل اداروں کے معاہدوں کی ایک شق یہ ہے، 'تقسیم کار کمپنی کو یہ حق حاصل ہو گا کہ صارف کو ایل این جی کی فراہمی کسی بھی وقت کم اور / یا منقطع کر دے اور ضرورت رکھنے والے دوسرے صارفین کو اپنی کلّی مرضی سے گیس پہنچائے خواہ اس کی طوالت کچھ بھی ہو۔ ایسی صورت حال اور فراہمی میں کمی کے حوالے سے کمپنی ہی واحد فیصلہ ساز ہو گی' (ماخذ: اوگرا)۔

میعادی درآمدات اور اسپاٹ درآمدات کا موازنہ کرنے میں لچک اور استحکام کے مابین ایک توازن پایا جاتا ہے، جس میں سے اول الذکر صورت میں کنٹریکٹ کی میعاد کے دوران نسبتاً استحکام رہتا ہے، جبکہ موخر الذکر صورت میں بحیثیت مجموعی عالمی طلب و رسد کی حرکیات کے مطابق تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا، ایل این جی درآمد کرنے والے بیشتر ملکوں کی حکومت اپنی ابتدائی رسد کا بندوبست کرنے کے لیے دوسری حکومت کے ساتھ طویل مدتی معاہدے کرتی ہے۔ یہ معاہدے گیس کی مقدار کی ضمانت دیتے ہیں جو ایک بنیادی شرط ہے اور اسی بنا پر درآمدی ملکوں میں کثیر سرمائے سے ایل این جی کا انفراسٹرکچر تعمیر کیا جاتا ہے۔

اگرچہ میعادی معاہدوں کے اوسط دورانیے میں 2015ء اور 2019ء کے درمیان کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی (**شکل خ 1.15**)، تاہم ایل این جی کی عالمی مارکیٹ میں حالیہ برسوں کے دوران اضافی رسد کی بنا پر خریداروں کے لیے نئے معاہدوں اور موجودہ معاہدوں پر دوبارہ سودے بازی کے لیے صورتِ حال نسبتاً سازگار رہی ہے۔[32] بین الاقوامی اسپاٹ قیمتوں میں کمی کے رجحان اور نئے معاہدوں میں نسبتاً پست ڈھلوان کے مقابلے میں، پرانے معاہدے لچک اور قیمت بندی کے لحاظ سے مہنگے معلوم ہوتے ہیں۔ 2015ء کے بعد سے نئے عالمی معاہدوں نے قیمت بندی کے طریقہ کار کے لحاظ سے زیادہ لچک دکھانی شروع کی جس میں تیل سے منسلک قیمت بندی اور قیمت کے جائزے کی زیادہ لچک دار شقوں کی شمولیت کرنے کے بجائے مرکز پر مبنی قیمت بندی (hub-based pricing) زیادہ اپنانے کا طریقہ موجود تھا۔[33]

مثال کے طور پر، بھارت کے سرکاری ادارے پیٹرونیٹ نے قطر کی برآمدی کمپنی راس گیس کے ساتھ اس معاملے پر کامیاب مذاکرات کیے تھے کہ 2015ء کے دوران ایل این جی لفٹ نہیں کی جائے گی، اور لو یا ادا کرو ادائیگی کی رعایت حاصل کی تھی۔ اس سودے سے کنٹریکٹ کی قیمت بھی تقریباً نصف ہوگئی، اور یہ سہولت بھی مل گئی کہ 2015ء کی لو یا ادا کرو مقدار کو 25 سالہ معاہدے کی بقیہ مدت کے دوران اٹھا لیا جائے۔ کمپنی نے معاہدے کی قیمت پر ایکسون موبل (ExxonMobil) کے ساتھ بھی مذاکرات کیے۔[34] اسی طرح، 2019ء میں جاپان کی یوٹیلیٹی کمپنی اوساکا گیس نے ایکسون موبل کے ساتھ ایل این جی کی قیمت بندی کے مسئلے پر اپنے کنٹریکٹ پر ثالثی کا آغاز کیا۔

تاہم، جیسا کہ پہلے بتایا گیا، اسپاٹ ٹریڈ کا حجم بھی گذشتہ چند برسوں کے دوران عالمی سطح پر خاصا بڑھ گیا ہے، اور مجموعی تجارت میں یہ 2000ء میں 5.0 فیصد تھا جو 35 فیصد ہو چکا ہے۔

کورونا کی وبا کے دوران ایل این جی کی عالمی مارکیٹ میں حالیہ مندی سے بھی یہ ضرورت ثابت ہوئی ہے کہ طویل مدتی کنٹریکٹ کے تحت متفقہ قیمت اور حجم کی صورتِ حال کا ازسرِ نو تجزیہ کیا جائے۔ پاکستان کے معاملے میں حکومت زیادہ لچک

[32] "خاص طور پر، ایل این جی کی بہ افراط رسد نے خریداروں کو ایل این جی کے معاہدے کرنے میں زیادہ رعایت اور لچک حاصل کرنے کے قابل بنا دیا ہے جس کے نتیجے میں نسبتاً کم مدت اور زیادہ لچک والے معاہدوں کا رجحان پروان چڑھا ہے جن میں قیمت بندی کے نئے آپشن بھی موجود ہیں۔" The Lantau گروپ (2019ء)۔ *Phase Two: Liquefied Natural Gas (LNG) Demand Projection, Procurement Strategy and Risk Management – Executive Summary Report* واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔ اسی طرح ایک کنسلٹنسی کے پی ایم جی نے کہا کہ: "رسد کی بہتات کی صورتِ حال نے ایل این جی مارکیٹ میں سودے بازی کی حرکیات کو بدل دیا ہے، نئے معاہدوں اور معاہداتی گفت و شنید دونوں میں خریداروں کو اضافی رسد اور locational optionality دونوں کے سبب برتری حاصل ہوگی۔" کے پی ایم جی (2016ء)۔ گیس، ایل این جی، اور Contract Optimization Proposition ٹورنٹو: کے پی ایم جی۔

[33] ماخذ: .Ason, A (2019ء)۔ ایشیا کی ایل این جی مارکیٹوں میں قیمت کے جائزے اور ثالثی۔ او آئی ای ایس پیپر این جی 144۔ آکسفرڈ: آکسفرڈ انسٹی ٹیوٹ فار انرجی اسٹڈیز۔

[34] بھارت ایل این جی درآمد کرنے والا فی الحال دنیا کا چوتھا سب سے بڑا ملک ہے، اور اگلے 20 سال کے دوران دنیا بھر میں توانائی کی طلب میں سب سے بڑا اضافہ یہیں ہونے کی توقع ہے (حوالہ: آئی ای اے (2021ء)۔ بھارت کا توانائی کا منظر نامہ 2021ء۔ توانائی کا عالمی منظر نامہ خصوصی رپورٹ۔ پیرس: بین الاقوامی ادارہ توانائی)۔ فٹ نوٹ 26 میں پہلے بیان کردہ عوامل کے ساتھ ساتھ، اس وجہ سے معاہدے پر مذاکرات کی اس کی طاقت بڑھ گئی۔

دار شرائط کے ساتھ قلیل مدتی معاہدے کر سکتی ہے، یہاں تک کہ پاکستان نجی شعبے کی شرکت کے تحت اسپاٹ خریداری زیادہ کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔

طویل اور وسط مدتی ایل این جی معاہدوں کی اوسط بہ وزن میعاد بلحاظ حجم (عالمی)

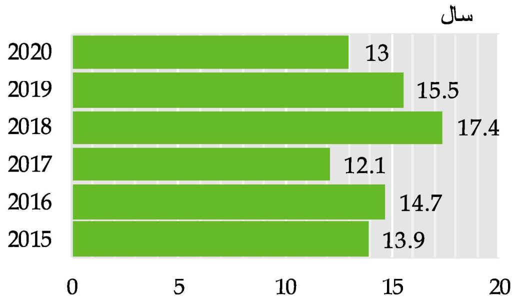

Source: International Group of LNG Importers

تاہم یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اسپاٹ مارکیٹ میں تغیر پذیری کا مطلب یہ ہوگا کہ کسی وقت اسپاٹ پروکیورمنٹ اس بنا پر ختم ہو جائے کہ وہ میعادی پروکیورمنٹ کی نسبت مہنگی ہے۔ جیسا کہ **شکل خ 1.16** میں دکھایا گیا ہے، پاکستان کی اسپاٹ پروکیورمنٹ اکثر اوقات میعادی پروکیورمنٹ سے سستی رہی ہے، تاہم ایسے مواقع بھی آئے کہ اسپاٹ پروکیورمنٹ مہنگی تھی۔ ممکن ہے کہ یہ سردی کے موسم میں ہوا ہو جب اضافی طلب تقریباً ہمیشہ عالمی نرخوں میں خاصا اضافہ کر دیتی ہے۔ تاہم ممکنہ طلب کی پیش گوئی بہتر انداز میں کی جائے اور ذخیرے کی گنجائش مناسب ہو تو اس فکر کو دور کرنے میں مدد مل سکتی ہے اور اسپاٹ کا بہتر فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ پاکستان نے اب تک جتنی ایل این جی برآمد کی ہے اس کے اسپاٹ ریٹ 2018ء میں مستقبلات (futures) کی ایل این جی کے مقابلے میں زائد ہی رہے،[35] اور 2019ء کے بیشتر عرصے اور 2020ء کے آغاز کے مقابلے میں نسبتاً پست رہے، اور کورونا کی وبا کی وجہ سے طویل وقفے کے بعد 2020ء کی دوسری ششماہی میں مستقبلات کی قیمتوں سے خاصے بلند رہے، کیونکہ مشرقی ایشیا کی مارکیٹوں میں اضافی طلب کی بنا پر حقیقی قیمت بڑھ گئی تھی (**شکل 1.17**)۔ ان سب چیزوں کے پیشِ نظر، اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ سردیاں آنے سے پہلے ہی آرڈرز کو مشتہر کر کے حتمی صورت دی جائے تاکہ ریٹ مقرر کر لیے جائیں جو سردی میں اضافے کے ساتھ ساتھ بڑھنے کا رجحان رکھتے ہیں۔

شکل خ 1.16: پاکستان میں ایل این جی کی درآمدی قیمت

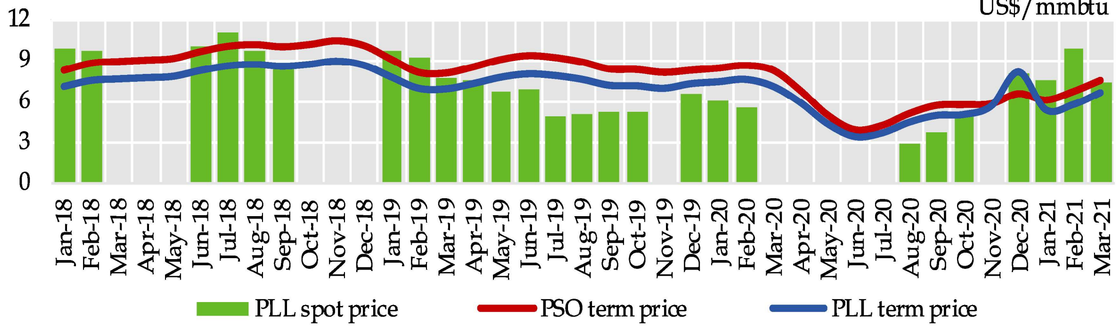

PLL spot price: Price of LNG imports purchased by PLL on spot basis.
PLL term price: Price of LNG imports purchased by PLL in term basis.
PSO term price: Price of LNG imports purchased by PSO on term basis.
Months where bars are absent are the ones in which no PLL spot imports were observed.
Source: Auhors' calculations using data from PLL; Engro; OGRA; World Bank; and Bloomberg

[35] کسی مہینے کی برینٹ کی slope کے لحاظ سے اسپاٹ خریداریوں کی مستقبلات کی بین الاقوامی قیمتیں معلوم کرنے کے لیے جاپان کوریا مارکر (جے کے ایم) کے تین ماہ پہلے کے نرخ استعمال کیے جاتے ہیں (مثلاً اپریل 2020ء کے لیے جے کے ایم مستقبلات کی قیمت جنوری 2020ء کے آخر کی ہوگی) اور اسے گذشتہ تین ماہ (جنوری، فروری اور مارچ 2020ء) کی خام تیل کی اسپاٹ قیمتوں کی اوسط سے تقسیم کیا جائے گا۔

شکل خ1.17: پاکستان کی ایل این جی درآمدات پر قابلِ اطلاق برینٹ ڈھلوان

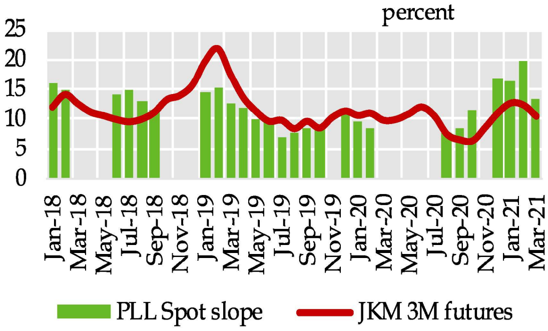

Note: Brent slope for the Japan Korea Marker prices is dervied by dividing the 3 months future JKM prices for a certain month by the preceding three months' average of crude oil spot prices. Slope data for PLL imports is actual.

Source: Authors' calculations using data from PLL; OGRA; Bloomberg

4) سرکاری اور نجی دونوں شعبوں میں طلب کے پیشگی تخمینے اور فیصلہ سازی میں بہتری

اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ مالی سال20ء کے دوران تقریباً ایک تہائی کارگو پی ایل ایل پر آن اسپاٹ بنیاد پر آئے، پروکیورمنٹ کے سرکاری اداروں کی جانب سے طلب کا بروقت اور درست تخمینہ اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ آنے والے نجی ادارے ٹرمینلز کی اضافی نیلام شدہ گنجائش کے استعمال کے حقوق محفوظ کریں گے۔

فی الحال، طلب کی پیش گوئی کی اہلیت اور متعلقہ روایات تسلی بخش نہیں ہیں، کیونکہ پروکیورمنٹ کے طویل سرکاری پراسیس کی موجودگی میں ٹینڈر میں تاخیر ہوتی ہے اور بولیاں مہنگی ہو جاتی ہیں۔ نیز، باقاعدہ بنیاد پر ہموار طریقے سے درآمد کے لیے ضرورت اس بات کی ہوگی کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ نیلامیاں منعقد کی جائیں، جس کے لیے مزید ضرورت اس بات کی ہوگی کہ پوری رسدی زنجیر میں طلب کی پیش گوئی کا بروقت ابلاغ ہو اور اسے تمام متعلقین تک پہنچایا جائے۔

درآمدی سرگرمی کو ہموار اور درآمدات کے حتمی نرخوں کو مسابقتی بنانے کے لیے درآمد کنندگان کو تین سے چار ماہ پیشگی طور پر ٹرمینلز کو مطلع کرنا ہوگا تاکہ مطلوبہ کارگو کا حصول محفوظ بنایا جاسکے۔ اس سلسلے میں پیپرا پروکیورمنٹ رولز پر بھی نظر ثانی کی جائے گی تاکہ بولیوں کی طلبی اور انہیں کھولنے کا، اور نتائج کے اعلان اور کنٹریکٹ کو حتمی شکل دینے کا درمیانی وقت کم سے کم کیا جائے۔ جب نجی درآمد کنندگان بالآخر اس مارکیٹ میں داخل ہوں گے تو اس سلسلے میں مزید بہتری دیکھنے میں آئے گی، بشرطیکہ ان امپورٹرز کو پیپرا ضوابط کی پابندی نہ کرنا پڑے۔ اگرچہ حال ہی میں حکومت نے اسپاٹ خریداری کرتے وقت پی ایل ایل کو پیپرا رولز سے مستثنیٰ کر دیا ہے، تاہم یہ استثنیٰ عارضی ہے، اور درآمدی عمل کی مدت کم کرنے کے لیے ناکافی بھی ہوگا۔ زیادہ موثر حل یہ ہوگا کہ ایل این جی درآمدات کے لیے پیپرا رولز میں خصوصی شقیں متعارف کرائی جائیں۔ اس طرح درآمد کنندگان کو قانونی تحفظ ملے گا، لاگت کم ہوگی، اور حتمی صارفین کو رسد تیزی سے اور مستحکم بنیاد پر پہنچانے میں مدد ملے گی۔

5) سوئی کمپنیوں کی طرف سے برداشت کیے گئے یو ایف جی ضیاع کے حل پر مستقل پالیسی

وزارت توانائی (پیٹرولیم ڈویژن) کے مطابق غیر محسوب (unaccounted for) گیس یا یو ایف جی ”گیس کے ضیاع کا ایک معاملہ ہے جو مختلف تکنیکی عوامل کے وقوع پذیر ہونے سے اتفاقیہ طور پر اُس دوران میں رونما ہوتا ہے جب گیس کنوؤں سے آخری صارف تک پہنچائی جاتی ہے۔ اس کا تخمینہ لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مالی سال کے دوران پہلے ترسیل اور تقسیم کے نیٹ ورک میں داخل کی جانے والی پیمائش شدہ گیس (metered gas) کا حجم (روانگی کے مقام سے) معلوم کیا جاتا ہے، پھر آخری صارفین تک پہنچنے والی پیمائش شدہ گیس کا مجموعی حجم معلوم کیا جاتا ہے، ان دونوں کے مابین فرق کو یو ایف جی کہا جاتا ہے“۔[36] مالی سال19ء میں سوئی ناردرن گیس کمپنی کی یو ایف جی شرح 12 فیصد تھی (یعنی تقریباً 52577 ایم ایم سی ایف)، جبکہ سوئی سدرن کمپنی کی یہی شرح تقریباً 18 فیصد رہی (یعنی تقریباً 70810 ایم ایم سی ایف)۔ اس کے مقابلے میں ترقی یافتہ ملکوں (امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، نیوزی لینڈ اور جرمنی) میں یو ایف جی کا نشانیہ 1.0 فیصد سے 2.6 فیصد ہے،

[36] وزارتِ توانائی (2020ء)۔ غیر محسوب گیس (یو ایف جی) رپورٹ مالی سال2020ء۔ اسلام آباد: وزارتِ توانائی (پیٹرولیم ڈویژن)۔

جبکہ ترقی پذیر ملکوں (ترکی، روس اور بنگلہ دیش)[37] میں یہ 4.2 فیصد سے 5.0 فیصد ہے۔ دریں اثنا اوگرا نے گھریلو صارفین سے 6.3 فیصد یو ایف جی چارج وصول کرنے کی اجازت دی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ پوری نہ ہونے والی رقم تقسیم کار کمپنیوں کے خسارے میں شامل ہو جاتی ہے۔

ریونیو کے تخمینے کا موجودہ طریقہ کار غیر متناسب ہے جو پائپ لائن کی مرمت اور دیکھ بھال سے زیادہ ترغیب نیٹ ورک کی توسیع کو دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نئے کنکشنوں سے یوٹیلیٹی کمپنیوں کے معینہ اثاثے بڑھ جاتے ہیں، اور کمپنیوں کو اپنے آپریٹنگ خالص معینہ اثاثوں پر 17.43 فیصد کا مارکیٹ پر مبنی منافع ملنے کی ضمانت حاصل ہے۔[38] چنانچہ مالی سال16ء تا مالی سال19ء کے دوران گھریلو کنکشن اوسطاً سالانہ 504722 بڑھے ہیں (6.5 فیصد سال بسال اوسط نمو)، جبکہ اسی عرصے کے دوران کمرشل صارفین میں سالانہ اوسط اضافہ 1753 کا (2.8 فیصد) ہوا ہے، اور صنعتی صارفین 111 بڑھے ہیں (1.0 فیصد)۔ نئے، خصوصاً رہائشی کنکشنوں میں مسلسل اضافہ، یو ایف جی کی بلند شرح سے نمٹنے سے گریز اور قیمت بندی کے پست مدارج کا مطلب یہ ہو گا کہ گیس کے تقسیمی نیٹ ورک میں نقائص بڑھتے رہیں گے۔

یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ وفاقی کابینہ نے اقتصادی رابطہ کمیٹی کے منظور کردہ تین سالہ منصوبے کی توثیق کی ہے جو سوئی کمپنیوں کے یو ایف جی ضیاع کو کم کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت اس ضیاع میں کمی لانے کے سالانہ اہداف مقرر ہیں اور اس کے دو حصے ہیں: اوگرا کی ہدایت کے مطابق نگرانی کے کلیدی اظہاریوں (کے ایم آئی) پر نظر رکھنا،[39] اور متاثرہ امن وامان والے علاقوں میں یو ایف جی میں کمی کا منصوبہ۔ مجموعی مقصد یہ ہے کہ تین سال میں سوئی ناردرن کمپنی کے ضیاع میں 4 فیصد (18240 ایم ایم سی ایف) اور سوئی سدرن کمپنی کے ضیاع میں 9.55 فیصد (40629 ایم ایم سی ایف) کمی لائی جائے۔

یو ایف جی میں کمی کی پالیسی کے حوالے سے مالی سال 20ء میں بہتری کے لیے کئی اقدامات کیے گئے۔ مثال کے طور پر سوئی سدرن کمپنی نے 1244 صنعتی میٹر تبدیل کیے اور ان کو ٹیسٹ کیا جبکہ ہدف 1560 میٹر کا تھا۔ علاوہ ازیں گیس کے غیر قانونی استعمال کے خلاف 2758 چھاپے مارے گئے جس سے 390 ایم ایم سی ایف قدرتی گیس حاصل ہوئی۔ دریں اثنا کرک کے علاقے میں، جو یو ایف جی کے ضیاع میں سب سے بڑا حصہ دار ہے، سوئی ناردرن کمپنی کے عملے کی تعداد بڑھائی گئی، اور گیس پائپ لائن کا قانونی نیٹ ورک بچھانے اور گیس کنکشن نصب کرنے کا کام تیز کیا گیا۔ مالی سال 18ء سے مالی سال 20ء تک تقسیمی اور ترسیلی نیٹ ورک میں 6466 غیر قانونی ٹیپ ہٹائے گئے اور ضلع کوہاٹ میں گیس چوری کے خلاف 160 ایف آئی آر درج کرائی گئیں۔

خ 1.8: آگے بڑھنے کا راستہ

توانائی کے تحفظ و سلامتی کو یقینی بنانا کسی ملک کی توانائی کی پالیسی کا مرکزی نکتہ ہے۔ پاکستان کے معاملے میں، ملکی گیس کی کم ہوتی ہوئی رسد کے پیشِ نظر درآمد شدہ ایل این جی کی طرف تیزی سے منتقل ہونا درست اقدام تھا۔ اس مرحلے پر ٹرمینلز اور پائپ لائنوں کے نیٹ ورک کی استعداد میں آنے والی توسیع سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ توانائی کے ملکی آمیزے میں ایل این جی کا حصہ مستقل بڑھتا رہے گا۔ حال میں حکومت پاکستان نے قطری حکومت کے ساتھ 200 ایم ایم سی ایف ڈی (یعنی ماہانہ تقریباً دو کارگو) ایل این جی درآمد کرنے کا ایک اور معاہدہ کیا جس پر 2022ء سے عمل درآمد ہو گا اور اس پر 10.2 فیصد کا برینٹ slope لاگو ہو گا، جو تین سال بعد بڑھ کر 400 ایم ایم سی ایف ڈی (ماہانہ چار کارگو) ہو جائے گا۔ اس معاہدے کے نتیجے میں زائد طلب والے مہینوں میں، مثال کے طور پر سردیوں کے دوران، درآمدی حجم بڑھانے کا راستہ بھی موجود ہو گا، اور چار سال میں قیمتوں پر دوبارہ غور وخوض کی شق بھی شامل ہو گی۔

---

[37] کے پی ایم جی (2017ء)۔ آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی۔ غیر گنتی شدہ گیس۔ ایک مطالعہ۔ حتمی رپورٹ جولائی 2017ء۔ کراچی Klynveld Peat Marwick Goerdeler

[38] اوگرا سالانہ رپورٹ 19-2018ء۔

[39] کے ایم آئی کا تعلق نیٹ ورک کی حلقہ داری (segmentation)، زیرِ زمین رساؤ کے سروے، صنعتی میٹرز کی تصدیق، اور اوورہیڈ رساؤ کی مرمّت سے ہے۔

اب جبکہ ایل این جی کی درآمدات اگلے برسوں کے دوران خاصی بڑھ جانے کی توقع ہے، تو اس ذہنیت کو کہ ملک میں قدرتی گیس آسانی سے دستیاب ہے، بدلنے کے طریقے تلاش کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک زرِاعانت کے وسیع استعمال کی بنا پر معیشت کے کئی زمرے، خصوصاً کھاد اور گھریلو شعبے سستی قدرتی گیس کی فراہمی کو اپنا حق سمجھنے لگے ہیں۔ ماضی پر نظر ڈالی جائے تو رعایتی نرخ پر قدرتی گیس کی پالیسی کے نتیجے میں ملک پر بھاری معاشی بوجھ پڑا ہوا ہے، ملکی ذخائر میں تیزی سے کمی واقع ہوئی ہے کیونکہ گیس کے اضافی استعمال کی ترغیب دی گئی۔ مستقبل میں صارفین کو زیادہ مہنگی درآمد شدہ ایل این جی پر تیزی کے ساتھ نئی مطابقت پیدا کرنی ہوگی۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ حرارتی ذریعے کے طور پر قدرتی گیس کی کارگذاری بجلی کے مقابلے میں کم ہے۔ مثال کے طور پر 35 گیلن کا گیس گیزر (29000 بی ٹی یو فی گھنٹہ) ڈیڑھ ٹن کے ایئرکنڈیشنر (18000 بی ٹی یو فی گھنٹہ) کے مقابلے میں کہیں زیادہ توانائی صَرف کرے گا۔[40] تاہم پاکستان میں اول الذکر کے صارف کا بل بہت کم، اور مؤخر الذکر کا بل زیادہ آتا ہے۔

ایل این جی کی زائد قیمتوں کے اثرات کی صارفین کو منتقلی شروع کرنے کے لیے حکومت کو پرائس پُولنگ کا ایک مناسب طریقہ کار وضع کرنا پڑے گا، بصورت دیگر ملک میں بجلی کے شعبے کی طرح کے گردشی قرضے کی صورتِ حال بننے کا خطرہ موجود ہے۔ مزید برآں، چونکہ مستقبل میں قدرتی گیس کے گھریلو استعمال میں تیزی سے اضافے کی توقع ہے، اس لیے گیس کے نرخ بڑھانے سے اس کے گھریلو استعمال میں فضول خرچی کم کرنے میں مدد ملے گی، بچائی گئی گیس کو سستے ایندھن کے طور پر بجلی سازی اور صنعت کے شعبوں کی طرف موڑا جاسکے گا تاکہ توانائی کی پیداواری لاگت گھٹائی جاسکے اور اضافہِ قدر والے زمروں میں گیس کا استعمال بڑھایا جاسکے۔ زرِاعانت میں معقولیت لانے کے جو اثرات پست آمدنی والے طبقے پر پڑیں گے ان کے عوض انہیں رقوم کی بہ ہدف منتقلی کی جاسکتی ہے، اور یہ سماجی تحفظ کا ایک بہتر اور کارگر طریقہ ہے۔

اس کے علاوہ متعلقہ حکام کو ایسی طویل مدتی حکمتِ عملی بنانے کی ضرورت ہوگی جو دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ قدرتی گیس کے ملکی ذخائر بڑھانے پر بھی توجہ مرکوز رکھے۔ یو ایس انرجی انفارمیشن ایڈمنسٹریشن (ای آئی اے) کی 2013ء کی رپورٹ جو *Technically Recoverable Shale Oil and Shale Gas Resources* کے بارے میں تھی، کے مطابق پاکستان کے پاس 105 ٹریلین مکعب فیٹ کے شیل گیس کے معقول ذخائر ہیں۔ پاکستان کی وزارت توانائی (پیٹرولیم ڈویژن) نے بھی دریائے سندھ کے زیریں بیسن اور درمیانے بیسن میں شیل آئل اور گیس کی قدر پیمائی پر 2015ء میں ایک اسٹڈی یو ایس ایڈ کی مدد سے مکمل کی تھی۔ نتائج سے معلوم ہوا کہ پاکستان کے پاس شیل گیس کے قابلِ حصول ارضیاتی وسائل 95 ٹریلین مکعب فیٹ ہیں۔ تاہم تلاش کرنے والی کمپنیوں کو ان وسائل کے حصول میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہے جس کی وجہ پیچیدہ جغرافیہ، ماحولیاتی رکاوٹیں، اور ملک میں قدرتی گیس کے پست نرخ ہیں۔ چنانچہ ملک کو ترجیحی پالیسیاں بنانے کی ضرورت ہے (جس میں سب سے پہلے تیل کے سرچشمے کی قیمتیں بڑھائی جائیں) اور تجرباتی منصوبے جلد از جلد شروع کیے جائیں، تاکہ تیل و گیس کی ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں کو سرمایہ کاری کے منصوبے کی ترغیب ملے۔

گیس کے علاوہ حکومت کو ملک میں توانائی کے آمیزے کا بحیثیت مجموعی جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے۔ موسم کی بدتر ہوتی ہوئی صورتِ حال کے تناظر میں قابلِ تجدید ذرائع خاص طور پر شمسی توانائی کم قیمت اور اہم متبادل طریقے معلوم ہوتے ہیں۔ پاکستان میں بجلی کی مجموعی پیداواری تنصیباتی استعداد میں قابلِ تجدید ذرائع کا حصہ محض 4 فیصد ہے جبکہ بجلی کی پیداوار میں ان کا حصہ صرف 2 فیصد ہے۔ تاہم ان ذرائع کی طرف منتقل ہونے کی ترغیب نمایاں ہے۔ عالمی بینک کی 2020ء کی Global Photovoltaic Power Potential رپورٹ کے مطابق اگر پاکستان کے جغرافیائی رقبے کا محض 0.071 فیصد شمسی فوٹو وولٹیک (سولر پی وی) کے لیے استعمال کیا جائے تو ملک کی موجودہ ضروریات کے لیے کافی بجلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ شمسی توانائی بنانے کی صلاحیت کے اعتبار سے دنیا کے 210 ملکوں میں پاکستان کا درجہ 49واں ہے۔[41] مزید برآں، اگر پاکستان اگلے بیس سال کے دوران

[40] اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے 2012ء۔

[41] توانائی کے شعبے کی انتظامی امداد کا پروگرام (ای ایس ایم اے پی)۔ عالمی فوٹو وولٹک بجلی کا امکان بلحاظ ملک۔ واشنگٹن ڈی سی۔ عالمی بینک گروپ۔

بجلی کی مجموعی پیداوار کا کم از کم 30 فیصد قابلِ تجدید توانائی سے حاصل کرنے لگے تو پاکستان میں استعمال ہونے والے ہر کلو واٹ گھنٹہ پر 0.002 ڈالر کی کمی، اور دوسرے لفظوں میں تقریباً 5 ارب ڈالر کی کمی واقع ہو جائے۔[42]

[42] Schmitt,Karsten; Reithe,Georg; Hoepp,Julia; Schreider,Achim.2020. *Variable Renewable Energy Integration and Planning Study* (English). Pakistan Sustainable Energy Series Washington, D.C.: World Bank Group.

ضمیمہ-I-عام مخفف اور ایل این جی کی اکائیوں میں تبدیلی کے طریقے

قدرتی گیس کے یونٹوں کی تبدیلی کے طریقے

معلوم اکائی	حاصل اکائی	ضرب
مکعب میٹر ایل این جی	مکعب میٹر قدرتی گیس	615
مکعب میٹر قدرتی گیس	مکعب میٹر ایل این جی	0.001626016
مکعب میٹر ایل این جی	مکعب فیٹ قدرتی گیس	21,718.52
مکعب فیٹ قدرتی گیس	مکعب میٹر ایل این جی	0.000046044
ملین مکعب فیٹ (ایم ایم سی ایف)	ملین برٹش تھرمل یونٹ (ایم ایم بی ٹی یو)	1,037
ملین ٹن ایل این جی	ارب مکعب فیٹ قدرتی گیس	48.0279467
ارب مکعب فیٹ قدرتی گیس	ملین برٹش تھرمل یونٹ (ایم ایم بی ٹی یو)	1,000,000
ارب مکعب فیٹ قدرتی گیس	ملین ٹن ایل این جی	0.020821211
ملین ٹن ایل این جی سالانہ (ایم ٹی پی اے)	ارب مکعب فیٹ قدرتی گیس یومیہ	0.131584156
ارب مکعب فیٹ قدرتی گیس یومیہ	ملین ٹن ایل این جی سالانہ (ایم ٹی پی اے)	7.59974192

کام مخففات اور ان کی تفصیل

مخفف	تفصیل
cf	مکعب فیٹ
mcf	ہزار مکعب فیٹ
mcd	ہزار مکعب فیٹ یومیہ
mmcf	ملین مکعب فیٹ
mmcfd	ملین مکعب فیٹ یومیہ
bcf	ارب مکعب فیٹ
bcfd	ارب مکعب فیٹ یومیہ
tcf	ٹریلین مکعب فیٹ
m3	مکعب میٹر
Btu	برٹش تھرمل یونٹ
mmbtu	ملین برٹش تھرمل یونٹ
MTPA	ملین ٹن سالانہ (ایل این جی)
TOE	تیل کے مساوی ٹن-یعنی ایک ٹن خام تیل کے جلنے سے خارج ہونے والی توانائی کی مقدار

ماخذ: توانائی کی معلومات پر شمالی امریکہ کی کارپوریشن، بین الاقوامی ادارہ توانائی

ضمیمہ-II-اوگرا کی اعلان کردہ ایل این جی قیمتوں کا تخمینہ

ایل این جی کی بہ وزن اوسط قیمت برائے فروری 2021ء کے حساب سے تخمینہ (مقدار ایم ایم بی ٹی یو میں، قیمت فی ایم ایم بی ٹی یو امریکی ڈالر میں)

		پی ایس او	پی ایل ایل
الف	**کارگو کی تعداد**	**6**	**3**
ب	**موصولہ مقدار**	**19,200,000**	**9,600,000**
ج	موصولہ مقدار کا 0.6 فیصد پی ایس او کے لیے اور 0.778 فیصد پی ایل ایل کے لیے محفوظ کیا گیا	115,200	74,692
د	**ٹرمینل پر پہنچائی گئی مقدار (ب-ج)**	**19,084,800**	**9,525,308**
ہ	ترسیلی ضیاع (سوئی ناردرن گیس کے لیے 'د' کا 0.38 فیصد، سوئی سدرن گیس کے لیے 0.12 فیصد)	72,522	36,196
و	تقسیمی ضیاع (سوئی ناردرن گیس اور سوئی سدرن گیس دونوں کے لیے 'د' کا 6.3 فیصد)	1,202,342	600,094
ز	**مجموعی ضیاع بشمول محفوظ مقدار (د+ہ+و)**	**1,317,542**	**674,786**
ح	فیصدی ضیاع ('ز'÷'ب'100x)	6.86	7.03
ط	**فروخت کے لیے دستیاب مقدار (ب-ز)**	**17,882,458**	**8,925,214**
ی	**ایل این جی کی قیمت (ڈی ای ایس) (نوٹس دیکھیے)**	**6.7773**	**8.5366**
ک	پی ایس او/پی ایل ایل کی دیگر درآمدات سے متعلق لاگت (نوٹس دیکھیے)	0.5234	0.6337
ل	پی ایس او/پی ایل ایل کا منافع ('ی' کا 2.5 فیصد)	0.1694	0.2134
م	ٹرمینل کے چارجز (درآمدی مقدار کی بنیاد پر، نوٹس دیکھیے)	0.3786	0.6956
ن	**ایل این جی کی لاگت (ی+ک+ل+م)**	**7.8487**	**10.0793**
س	محفوظ کی گئی مقدار کی مطابقت ('ن' کا 0.6 یا 0.778 فیصد، جو بھی لاگو ہو)	0.0471	0.0784
ع	ٹی اینڈ ڈی کے حجم کی مطابقت ('ن' کا 0.38 فیصد + 'ن' کا 0.63 فیصد، نوٹس دیکھیے)	0.5309	0.6830
ف	ایل ایس اے مینجمنٹ فیس (سوئی سدرن گیس/پی ایل ٹی ایل) (معینہ، نوٹس دیکھیے)	0.0250	0.0250
ص	رسد کی لاگت-سوئی ناردرن گیس (معینہ، نوٹس دیکھیے)	0.2621	0.2621
ق	رسد کی لاگت-سوئی سدرن گیس (معینہ، نوٹس دیکھیے)	0.1012	0.1012
ر	**ایل این جی کی مجموعی قیمت جی ایس ٹی کے بغیر (ن+س+ع+ف+ص+ق)**	**8.8153**	**11.2296**
ش	فروخت کے لیے دستیاب مقدار ('ط' کی طرح)	17,882,458	8,925,214
ت	**ایل این جی کی مجموعی لاگت (سxش)**	**157,639,975**	**100,226,650**
ث	ایل این جی کی مجموعی لاگت (پی ایس او اور پی ایل ایل) ('ت' میں دونوں قیمتوں کا مجموعہ)	257,866,625	
خ	فروخت کے لیے دستیاب مجموعی مقدار (پی ایس او اور پی ایل ایل) ('ش' کے دونوں حجموں کا مجموعہ)	26,807,671	
ذ	بہ وزن اوسط قیمت فروخت جی ایس ٹی کے بغیر ('خ'÷'ث')	**9.6191**	

نوٹس:

الف۔ متعلقہ ٹرمینلز میں موصول ہونے والے کارگو کی ماہانہ تعداد

ب۔ درآمد شدہ ایل این جی کی مجموعی مقدار ایم ایم بی ٹی یو میں

ج۔ ٹرمینل کے مالک اور ٹرمینل آپریٹر کے درمیان آپریشن اینڈ سروس ایگری منٹ (او ایس اے) کے مطابق محفوظ (retainage) کی گئی یقینی مقدار۔ بندرگاہ کی سہولت کے استعمال پر اسے فیول کے معاوضے کے طور پر وصول کیا جاتا ہے۔ پی ایس او کی درآمدات پر یہ 0.6 فیصد، اور پی ایل ایل کی درآمدات پر 0.778 فیصد ہیں۔

د۔ محفوظ کی گئی مقدار کو نکال کر، ڈلیور کی گئی مقدار۔

ہ۔ اوگرا نے سوئی کمپنیوں کو اس ترسیلی ضیاع کی اجازت دی ہے۔ فی الحال سوئی ناردرن گیس کے لیے یہ شرح 0.38 فیصد اور سوئی سدرن گیس کے لیے 0.12 فیصد ہے۔ مذکورہ بالا جدول میں سوئی ناردرن گیس کی ترسیلی شرح دراصل ایل این جی کی قیمت متعین کرنے کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

و۔ اوگرا نے سوئی کمپنیوں کو اس تقسیمی ضیاع کی اجازت دی ہے۔ فی الحال سوئی ناردرن گیس اور سوئی سدرن گیس دونوں کے لیے یہ شرح 6.3 فیصد ہے۔

ز۔ ضیاع کے مجموعی حجم میں تینوں چیزیں شامل ہیں یعنی محفوظ کی گئی مقدار، ترسیلی ضیاع، اور تقسیمی ضیاع۔ اس مجموعی حجم کا انحصار رسدی مرحلے پر ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا جدول میں تقسیمی ضیاع اس لیے شامل کیے گئے ہیں کہ آخری صارف تک پہنچنے والی ایل این جی کی قیمت کا تخمینہ لگایا جاسکے۔

ح۔ ضیاع مجموعی درآمدی حجم کا فیصد ہے۔

ط۔ محفوظ کی گئی مقدار، ترسیلی / تقسیمی ضیاع کو نکالنے کے بعد یہ ایل این جی کی وہ مقدار ہے جو آخری صارف تک پہنچانے کے لیے دستیاب ہوتی ہے۔

ی۔ جہاز سے نکلتے وقت سامان کی قیمت (ڈی ای ایس) کا تخمینہ لگانے کے لیے شرائط کے تحت متفقہ برینٹ سلوپ یا گذشتہ تین ماہ کی خام تیل کی اسپاٹ قیمتوں کی اوسط پر اسپاٹ کنٹریکٹ کو لاگو کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد، ہر کارگو کی حاصل شدہ امریکی ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو قیمتوں کو درآمد شدہ ایل این جی کی مقدار کا خیال رکھتے ہوئے دونوں درآمد کنندگان، پی ایس او اور پی ایل ایل کے لیے بہ وزن اوسط ڈی ای ایس قیمت نکالنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ قیمت معلوم کرنے کے ڈی ای ایس طریقہ کار کے تحت فروخت کار کو وہ تمام اخراجات اور خطرات برداشت کرنے ہوتے ہیں جو اشیا کو منزل یعنی بندگاہ تک پہنچانے میں لاحق ہوسکتے ہیں۔ اس کے بعد خریدار ان تمام اخراجات کا ذمہ دار ہوتا ہے جو اشیا کو جہاز پر سے اتارنے اور کسٹمز سے کلیئر کرانے میں عائد ہوتے ہیں۔

ک۔ درآمد سے متعلق دیگر اخراجات میں ہینڈلنگ / اَن لوڈنگ اخراجات اور سندھ انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس کے تحت چارجز شامل ہیں۔

ل۔ ایل این جی کی خریداری پر درآمد کنندگان کا منظور شدہ منافع۔ فی الوقت اس کی شرح ڈی ای ایس قیمت کی 2.50 فیصد ہے۔

م۔ ٹرمینل کے چارجز استعداد کے چارجز کی بنیاد پر لیے جاتے ہیں۔ پی ایل ایل کے لیے یہ چارجز یومیہ 245,220 امریکی ڈالر اور 0.009 امریکی ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو ہیں، جس کا اوسط ریٹ 0.4177 امریکی ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو بنتا ہے۔ پی ایس او کی درآمدات (اینگرو انرجی ٹرمینل) کے لیے اوسط ریٹ 0.479 امریکی ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو ہے۔ اس کے علاوہ پورٹ قاسم فی بحری جہاز 6 لاکھ امریکی ڈالر وصول کرتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ چارجز گنجائش کے مکمل استعمال کے لحاظ سے ہیں۔ چونکہ پی ایل ایل کی گنجائش کا استعمال تقریباً 60 فیصد ہے اس لیے نتیجتاً ٹرمینل چارجز بڑھ کر تقریباً 0.7 امریکی ڈالر فی ایم ایم بی ٹی یو ہو جاتے ہیں۔

ن۔ یہ ایل این جی کی مجموعی لاگت ہے جس میں ڈی ای ایس قیمت اور مذکورہ بالا مارجن اور چارجز شامل ہیں۔

س۔ محفوظ کی گئی مقدار کے اخراجات آگے بڑھا دیے جاتے ہیں اور آخری صارف سے وصول کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایل این جی کی مجموعی لاگت پی ایس او اور پی ایل ایل کے لیے بالترتیب 0.6 فیصد اور 0.778 فیصد بڑھ جاتی ہے۔

ع۔ ترسیلی اور تقسیمی ضیاع کے معاملے میں بھی اسی طرح کی مطابقت کی جاتی ہے۔ 'ن' کے مرحلے پر ایل این جی کی جو مجموعی لاگت حاصل ہوتی ہے، ترسیلی اور تقسیمی ضیاع کو پورا کرنے کے لیے اسے بالترتیب 0.38 فیصد اور 6.3 فیصد بڑھا دیا جاتا ہے۔

ف۔ یہ تقسیمی کمپنیوں سوئی ناردرن اور سوئی سدرن کے مارجن ہیں جو ایل این جی کے درآمد کنندگان (پی ایس او اور پی ایل ایل) کے ساتھ رسدی معاہدے (ایل ایس اے) کے تحت فی ایم ایم بی ٹی یو 0.02621 امریکی ڈالر مقرر ہیں۔

ص۔ ایل این جی کی رسد کے اخراجات جو سوئی ناردرن گیس برداشت کرتی ہے۔

ق۔ ایل این جی کی رسد کے اخراجات جو سوئی سدرن گیس برداشت کرتی ہے۔

ر۔ ایل این جی کی مجموعی لاگت جس میں ڈی ای ایس قیمت، درآمد کنندگان کا منافع، اندرونی چارجز، محفوظ کی گئی مقدار اور ترسیل و تقسیم کے ضیاع کی مطابقت، پائپ لائن کمپنیوں کو رسد کی لاگت، اور تقسیمی کمپنیوں کا منافع شامل ہے۔

ش۔ ایل این جی کی وہ مقدار جس میں سے محفوظ کی گئی مقدار اور ترسیلی / تقسیمی ضیاع کو نکال دیا گیا ہے، اور جو آخری صارف تک پہنچانے کے لیے دستیاب ہے۔ 'ط' مرحلے کی طرح۔

ت۔ مجموعی قیمت کا تخمینہ لگانے کے لیے ہر درآمد کنندہ کے پاس دستیاب برائے فروخت ایل این جی کی کُل مقدار کو مرحلہ 'ر' میں تخمین کردہ ایل این جی کی مجموعی لاگت سے ضرب دیا جاتا ہے۔

ث۔ پی ایس او اور پی ایل ایل کی دستیاب ایل این جی رسد کی مجموعی لاگتوں کا خلاصہ، جیسا کہ 'ت' میں تخمین کیا گیا۔

خ۔ پی ایس او اور پی ایل ایل کی دستیاب ایل این جی رسد کی مجموعی مقدار کا خلاصہ، جیسا کہ 'ش' میں تخمین کیا گیا۔

ذ۔ اُس مہینے کے لیے ایل این جی کی حتمی بہ وزن اوسط قیمت جسے معلوم کرنے کے لیے مجموعی لاگت کو مجموعی دستیاب رسد سے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

ماخذ: اوگرا

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال، جس کے لیے اصل جی ڈی پی اعداد و شمار ابھی تک دستیاب نہیں، اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدتی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (قومی، شہری اور دیہی) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔ صارف اشاریہ قیمت قومی، شہری یا دیہی ہو سکتا ہے۔ طریقہ کار کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے براہ کرم دیکھیے: http://www.pbs.gov.pk/content/methodology-2

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** مجموعی سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی

مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری کا حساب لگاتے وقت حکومتی قرض گیری کی بینکاری نظام میں اس کی امانتوں سے مطابقت کی جاتی ہے،(ii) روپے اور دیگر کرنسیوں کی امریکی ڈالر کے مقابلے میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی قرضے کے اسٹاک میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس سے حکومت ایک وقت میں سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر قرض لے سکتی ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوور ڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوور ڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔ تاہم 29 جون 2020ء کو وفاقی حکومت نے اسٹیٹ بینک سے صوبائی حکومتوں کو براہ راست قرض دینے کا کام خود لے لیا ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے چاروں صوبائی حکومتوں اور اسٹیٹ بینک (بطور ایگزیکیوٹر) کے ساتھ وفاقی حکومت سینٹرل اکاؤنٹ نمبر 1 (غیر غذائی) سے ویز اینڈ مینز قرضے دینے کے لیے 29 جون 2020ء کو ایک سہ فریقی معاہدہ کیا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر (i) سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی؛ (ii) 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے معینہ شرح کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی؛ (iii) 3، 5، 10 سال کے رواں شرح کے پی آئی بیز؛ (iv) صکوک اور (v) صکوک کے بیع موجل (موخر ادائیگی کی بنیاد پر) کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) **اجناسی مالکاری:** وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد وشمار): وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد وشمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد وشمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات): توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد وشمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات بینکاری اعداد وشمار پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زرمبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل وحرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد وشمار ریکارڈ کرتا ہے۔

فرہنگ (انگریزی-اردو)

Anecdotal Evidence	منقولی شواہد
Baseline	اساس
Benchmark	نشانیہ
Circular Debt	گردشی قرضہ
Completely Built Units	مکمل ساختہ اکائیاں
Core Inflation	قوزی مہنگائی
CPI Inflation	صارف اشاریہ قیمت مہنگائی
Exchange Rate	شرحِ مبادلہ
External Sector	بیرونی شعبہ
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
Foreign Portfolio Investment	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری
Growth	نمو
Inflation	مہنگائی
Intermediate Items	نیم تیار مصنوعات
Large Scale Manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
Liquidity	سیالیت
Maturity	عرصیت / میعاد
Net Domestic Asset	خالص ملکی اثاثہ
Net Foreign Asset	خالص بیرونی اثاثہ
Nominal Effective Exchange Rate	نامیہ موثر شرحِ مبادلہ
Portfolio	جزدان
Profitability	نفع یابی
Remittances	ترسیلاتِ زر
Retailer	خردہ فروش
Rollover	اجرائے ثانی
Sovereign Debt	ریاستی قرضہ
Subsidy	زراعانت
Surplus	فاضل

فرہنگ (اردو-انگریزی)

اجرائے ثانی	Rollover
اساس	Baseline
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	Large Scale Manufacturing
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	Foreign Portfolio Investment
بیرونی شعبہ	External Sector
ترسیلاتِ زر	Remittances
جزدان	Portfolio
خالص بیرونی اثاثہ	Net Foreign Asset
خالص ملکی اثاثہ	Net Domestic Asset
خردہ فروش	Retailer
ریاستی قرضہ	Sovereign Debt
زراعانت	Subsidy
سیالیت	Liquidity
شرحِ مبادلہ	Exchange Rate
صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	CPI Inflation
عرصیت / میعاد	Maturity
فاضل	Surplus
قوزی مہنگائی	Core Inflation
گردشی قرضہ	Circular Debt
مکمل ساختہ اکائیاں	Completely Built Units
منقولی شواہد	Anecdotal Evidence
مہنگائی	Inflation
نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ	Nominal Effective Exchange Rate
نشانیہ	Benchmark
نفع یابی	Profitability
نمو	Growth
نیم تیار مصنوعات	Intermediate Items